قال تعالے

ورفعنا لك ذكرك

چون بمقتضائے آیۂ مذکورہ مطلوبیت نشر ذکر ست مرسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم را و اکثر رسائل متعارفہ این باب خالی نبود از املال یا اغلاق و اخلال یا قلتِ احتیاط در نقل احوال بنا برعلیہ این

عجالۂ عجیب مسمی بہ

نشر الطیب

فی

ذکر النبی الحبیب

کہ شامل است بر سیر صحیحۂ مہمہ بلا از حالت نور تا وقتِ دخول جنان و خالی ست از عوارض مذکورہ رسائل متعارفہ زمان بغرضِ تسہیل انتفاع شائقین از افادات ماہر اسرار شریعت واقف رموز طریقت حضرت حکیم الامۃ مولانا الحاج الحافظ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی در ماہ فروری ۱۹۳۱ء حسب فرمایش جناب محمد عبد الغفور صاحب مالک کتب خانہ اشرفیہ کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی

باہتمام عاجز محمد عبد الواحد

در مطبع انتظامی کانپور طبع شد

اس مبارک کتاب (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب) کے مضامین کی فہرست

بسم اللہ حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

امابعد عرض کرتا ہے خیرخواہ خلق اللہ محمد عبدالغفور مالک کتبخانہ اشرفیہ کوٹھی شیخ ولایت علی کانپور کہ یہ مبارک کتاب (**نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب**) جناب رسول مقبول محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مین جسقدر مستند اور معتبر ہے اسکا بیان نہین ہو سکتا اور اسکے مثل دوسری کتاب نظر سے نہین گذری اسکو بھی حضرت اقدس جناب مولنا محمد **اشرف علی** صاحب تھانوی ظلہ العالی نے تصنیف فرمایا ہے جنکی مفید و معتبر تصانیف سے ایک عالم فیضیاب ہو رہا ہے۔ چونکہ جناب موصوف کی اکثر کتابین احقر نے طبع کی ہین اور خدا کے فضل و کرم سے وہ سب لوگون کو نسبت دوسری جگہون کے بہت پسند ہوئی ہین اسلیے اکثر شائقین حضرات نے مجھ سے اسکے طبع کی بھی درخواست کی چنانچہ انکی درخواست کی منظوری کے بعد اسکی کتابت وغیرہ کا اہتمام کیا گیا اور اسکی تقطیع $\frac{20}{26 \times 30}$ اس وجہ سے رکھی گئی کہ یہ تقطیع لوگون کو نہایت پسند ہے اور اس قسم کی کتابین جیسے آلاسلام کامل تینون حصے اور تواریخ حبیب آلہ وغیرہ اسی تقطیع پر ہین۔ اور اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے اسکی تصحیح کا انتظام جناب مولوی محمد اکرام اللہ خانصاحب و مولوی محمد عبدالعزیز صاحب مصححان مطبع مجیدی و قیومی کانپور (صینت عن الفتن والشرور) کے سپرد کیا گیا ان دونون صاحبون نے نہایت کوشش سے اسکی تصحیح (کاپی و پروف دونون کی) بخوبی انجام دی۔ اگر بمقتضاے بشریت اب بھی کسی جگہ غلطی رہ گئی ہو تو وہ قابل الزام نہین اور اس سے بڑے بڑے محفوظ نہین رہ سکتے۔ اس کتاب کے علاوہ حضرت مولانا صاحب کی دوسری کتابین بھی جیسے **بہشتی زیور کامل**۔ اور **مناجات مقبول** گلابی و سفید مع ٹیٹل طلائی مینا کار کے میرے کتبخانہ سے باہتمام خاص طبع ہو کر شائع ہو چکی ہین۔ اور خدا کے فضل سے آجکل مولانا روم کی مثنوی کے چھٹے دفتر کی شرح کلید مثنوی بزبان اردو حضرت مولنا محمد اشرف علی صاحب کی تصنیف کی ہوئی نہایت عمدہ طیار ہو رہی ہے دلکے ہر شعر کے نیچے اردو بامحاورہ ترجمہ بھی لکھا گیا ہے جسقدر تصوف اور درویشی کی باتین اس دفتر اور اسکی شرح کلید مثنوی مین ہین دوسرے دفترون مین نہین ہین۔ چونکہ یہ بہت بڑی شرح ہے اسلیے اسکے متعدد حصے کر دیے ہین پہلا حصہ پہلے ملیگا اسکے بعد دوسرے حصے ملینگے

ملنے کا پتہ محمد عبدالغفور مالک کتبخانہ اشرفیہ کوٹھی شیخ ولایت علی کانپور مورخہ فروری سنہ ۱۹۱۵ء
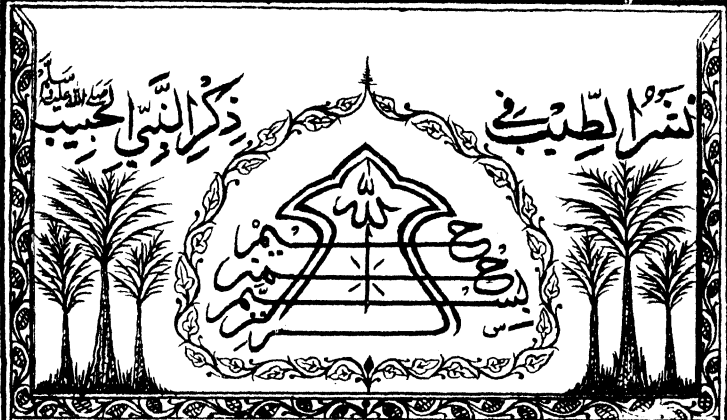
الحمد للہ رب العلمین۔ الذی منّ علی المؤمنین۔ اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین

امابعد یہ گرسنہ رحمت غفار و تشنہ شفاعت سید الابرار صلے اللہ علیہ وعلی آلہ الاطہار و اصحابہ الکبار۔ عاشقان نبی مختار و محبان حبیب پروردگار کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ ایک مدت سے بہت سے احباب کی فرمایش تھی کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ حالات قبل نبوۃ وبعد نبوۃ کے صحیح روایات سے تحریر کیے جاوین کہ اگر کوئی متبع سنت بخلاف طریق اہل بدعت بغرض ازدیاد محبت آپکے ذکر مبارک سے شوق اور رغبت کرے تو وہ اس مجموعہ کو اطمینان سے پڑھ سکے پھر ان دنون اتفاق سے باہم چند دیندار دوستون کے خطوط ع اسی استدعا مین آئے جنمین مجموعا اس غرض کی اصطلاح تقریر کی گئی

ع بالخصوص اٹاوہ سے جناب حافظ روح اللہ خانصاحب کا اور لکھنؤ سے حافظ عبدالحکیم خانصاحب کا اور اکبرآباد سے مولوی مسیح الدین صاحب کا ۱۲ منہ

کہ جو شرائط اس ذکر مبارک سے برکات حاصل کرنیکے اس احقر نے بعض رسائل مین لکھے ہین کوئی شخص اسی طرح اُن حالات کو پڑھے مثلاً جمعہ مین نمازی جمع ہوگئے اُن کو سُنا دیا یا اپنے گھر کی مستورات کو بٹھلا لیا اور اُن کو سُنا دیؔ یا اسی طرح اور شرائط کی رعایت و اہتمام رکھے تو ایسے موقع کے لیے ایسا رسالہ لکھدیا جاوے حاصل تقریر ختم ہوا۔ ایسی تصریح کے بعد بامید اسکے کہ یہ مجموعہ آلہ ہو جاویگا ازدیاد محبت برعایت طریق سنت کا لکھنا مصلحت معلوم ہونے لگا اور اسکا مصلحت ہونا اس سے اور زیادہ ہو گیا کہ منجملہ خطوط مذکورہ کے ایک مین یہ بھی استدعا ظاہر کی گئی کہ موقع موقع سے اسمین مناسب مواعظ و نصائح بھی بڑھا دیے جاوین سوا اس طور پر اور زیادہ نفع کی توقع ہوئی پھر ان دونون مصلحتون کے ساتھ ہی اسوجہ سے اور زیادہ آمادگی ہوئی کہ آج کل فتن ظاہری جیسے طاعون اور زلزلہ و گرانی و تشویشات مختلفہ کے حوادث سے عام لوگ اور فتن باطنی جیسے شیوع بدعات و الحاد و کثرت فسق و فجور سے خاص لوگ پریشان خاطر اور مشوش رہتے ہین ایسے آفات کے اوقات مین علماء اُمت ہمیشہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاوت احادیث و تالیف روایات اور نظم مدائح و معجزات اور تکثیر سلام و صلوٰۃ سے توسل کرتے رہے ہین چنانچہ بخاری شریف کے ختم کا معمول اور حصن حصین کی تالیف اور قصیدہ کی تصنیف کی وجہ مشہور و معروف ہے میرے قلب پر بھی یہ بات وارد

عہ یا وعظ کے ساتھ یہ مضامین بیان کردیے ۱۲ منہ عہ جیسا کہ اس رسالہ کے شروع کرنیسے پہلے پیہم زلزلے آ چکے تھے ۱۲ منہ عہ حصن حصین کی تو خود خطبہ مین لکھا ہے اور قصیدۂ بردہ کی وجہ یہ ہے کہ صاحب قصیدہ کو مرض فالج کا ہو گیا تھا جب کوئی تدبیر موثر نہ ہوئی یہ قصیدہ بقصد برکت تالیف کیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ آپ نے دست مبارک پھیر دیا اور فوراً شفا ہو گئی ۱۲ منہ

ہوئی کہ اِس رسالہ مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و روایات بھی ہونگی جابجا اُس مین درود شریف بھی لکھا ہوگا پڑھنے سُننے والے بھی اُسکی کثرت کرینگے کیا عجب ہے کہ حق تعالےٰ اِن تشویشات سے نجاتؑ دین چنانچہ اِسی وجہ سے احقر آجکل درود شریف کی کثرت کو اور وظائف سے ترجیح دیتا ہے اور اسکو اطمینان کے ساتھ مقاصد دارین کے لیے زیادہ نافع سمجھتا ہے اور اِسکے متعلق ایک علم عظیم کہ اَب تک مخفی تھا ذوقی طور پر ظاہر ہواؑ ہے فالحمد للہ علےٰ ذلک اور نیز رسالۂ ہذا مین جو ذکر حالات ہوگا اُس ذکر حالات سے معرفت اور معرفت سے محبت اور محبت سے قیامت مین معیت اور شفاعت کی اُمید ہین اعظم مقاصد سے ہین غرض ایسے رسالہ سے منافع و مصالح ہر قسم کے متوقع ہوئے اِن وجوہ سے بنام خدا آج کے روز کہ اتفاق سے ربیع الاول کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن پہلا عشرہ ہے شروع کر دیا اللہ تعالیٰ اتمام کو پہونچا کر مقبول و نافع اور وسیلہ نجات عن الفتن ما ظہر منہا وما بطن کا دونون عالم مین فرما دین آمین بحرمۃ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلے اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم ابد الآبدین و دہر الداہرین - اور رسالۂ ہذا کو حسب ضرورت مضامین ایک مقدمہ اور اکتالیس فصول اور ایک خاتمہ پر منقسم کرتا ہون مقدمہ مین

عہ چنانچہ ابتداء رسالہ سے اسوقت تک کہ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ ہے بفضلہ تعالیٰ یہ قصبہ ہر بلا سے محفوظ ہے کیونکہ اَب تک یہ رسالہ شائع نہین ہوا بالخصوص امسال تمام بلاد و امصار و قری مین طاعون کا اشتداد اور امتداد رہا اکثر جگہ رمضان کے بعد سے شروع ہوا ہے اور اسوقت تک ساتوان مہینہ ہے امن نہین ہوا مگر بفضلہ تعالیٰ یہان خود کچھ بھی اثر نہین ہوا میرا یقین پہلے سے تھا کہ یہان طاعون نہ ہوگا مگر اب بعد مشاہدہ کے ظاہر کرتا ہون کہ وہ خیال میرا کہ اسکی یہ برکت ہوگی صحیح ہوا سو مین یہ بھی امید کرتا ہون کہ اگر یہ رسالہ شائع ہوا تو جہان جہان اسکا بطریق سنت مشغلہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کا امن و سکون میسر ہوگا آگے ہر شخص کا اعتقاد ہے انا عند ظن عبدی بی حدیث قدسی مین ارشاد ہے ۱۲ منہ عہ ختم رسالہ سے پہلے ایک فصل درود شریف کے مضامین فضائل مین ہے اُس مین اس علم مخفی کی تقریر کی گئی ہے ۱۲ منہ

رسالۂ ہذا کا طرز اور ماخذ مذکور ہے۔ فصول مین مقاصد مختلفہ رسالہ کے مذکور ہین خاتمہ مین بعض دیگر مضامین ضروریہ متعلقہ مذکور ہونگے وباللہ التوفیق وھو نعم المولیٰ ونعم الرفیق

مقدمہ مشتمل تین مضمون پر **مضمون اول** اس رسالہ کے لکھنے کیوقت یہ کتابین میرے پیش نظر تھین۔ مشکوٰۃ۔ صحاح ستہ مع شمائل ترمذی۔ مواہب لدنیہ۔ زاد المعاد ابن القیم۔ سیرۃ۔ ابن ہشام۔ الشمامۃ العنبریہؑ فی مولد خیر البریہ تصنیف مولوی صدیق حسن خان قنوجی مرحوم جسکو اُنھون نے شیخ امام سید شبلنجی معروف بمومن کی کتاب نور الابصار سے ملخص کیا ہے۔ تاریخ حبیب آلہ۔ قصیدہؑ بردہ۔ الروض النظیف۔ (یہ منظوم ہے) وغیر ذلک۔

مضمون دوم۔ اُن خطوط فرمایشی مین سے ایک خط مین اس استدعا کا تو اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اسمین مواعظ اور نصائح بھی جا بجا لکھے جاوین اور ایک خط مین یہ استدعا تھی کہ کہین کہین مناسب لطائف و نکات بھی لکھدیے جاوین اور سیر و احوال کی استدعا تو سب مین مشترک و اصل مضمون تھا اسلیے احقر نے اول اس رسالہ کو بلحاظ اِن ہی تینون مضامین کے تین باب پر منقسم کرنے کی تجویز کی تھی کہ پہلا باب حالات و سیر نبویہ مین ہو اور اس باب کا نام **باب الاخبار** ہو دوسرا باب بعض مواعظ و نصائح مناسبہ مین ہو اور اُسکا نام **باب الانوار** ہو

عہ یہ رسالہ لکھنو کے خط کے ساتھ اس غرض سے آیا تھا کہ احقر اسکی عبارت کو سلیس کر دے لیکن چونکہ ترتیب مضامین کی اور طور پر ذہن مین آئی لہذا یہ فرمایش پوری نہ کر سکا اور اس رسالہ کو ماخذ مین رکھنے کی یہ بھی مصلحت تھی کہ جن مین ظاہریت غالب ہے نواب صاحب کے انتساب سے اُن کے غلو کی بھی اصلاح ہو جاوے ۱۲ منہ عہ رسالہ مین جہان من القصیدہ کہون گا مراد اُس سے یہی قصیدہ ہوگا اور جہان من الروض کہون گا اُس سے الروض النظیف مراد ہوگا ۱۲ منہ

تیسرا باب بعض لطائف و فوائد علمیہ مین ہوا اور اُسکا نام باب الاسرار رہوتا کہ اگر کبھی وقت کم ہوا اور مجمع مین اتفاق سے سب یا اکثر ایسے صلحا ہوے جنکو صرف حالات کا سُننا بھی نافع ہو سکتا ہے ایسے موقع پر صرف باب الاخبار پر اکتفا کرلیا جاوے۔ اور اگر کہین مواعظ و نصائح کی بھی ضرورت محسوس ہوئی تو باب الانوار بھی پڑھ دیا جاوے۔ اور اگر کہین اہل علم و اہل فہم جمع ہو گئے تو باب الاسرار کو بھی شامل کرلیا جاوے لیکن چونکہ خود روایات و اخبار کا حصّہ خیال سے زائد بڑھ گیا تو دو باب جُدا لکھنے سے بہت حجم بڑھ جاتا اور عام انتفاع مین تکلف ہوتا اسلیے یہ تجویز موقوف کرکے اخبار کو متن مین اور کسی کسی موقع پر نصائح و لطائف کو حواشی مین رکھنے پر اکتفا کیا کہ اگر کہین موقع ہوا اُسکو حاشیہ مین دیکھکر پڑھ لیا یا سُنا دیا۔ اور اس رسالہ کو شروع کرکے چند فصلین لکھی تھین پھر بعض اتفاقات سے تخمیناً ڈیڑھ یا اڑھائی سال کا (یاد نہین رہا) توقف ہوگیا کہ یکایک دو امر محرک تکمیل پیش آئے اول یہ کہ اتفاق سے ایک رسالہ مسمّٰی بہ شیم الحبیب مصنفہ مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کاندھلہ مین نظر پڑا اُسکی جازت و بلاغت کو دیکھکر دل چاہا کہ اسکو تبرکاً اپنے رسالہ کا جزو اعظم مانا جاوے بلکہ اپنے رسالہ کو اُس رسالہ کا ترجمہ قرار دیا جاوے اور جو اِس سے زائد ہو وہ ملحقات کے حکم مین سمجھا جاوے پس جہان سے وہ شروع ہوگا اُسکے ختم تک اپنے رسالہ کے دو کالم کردونگا ایک مین اصل رہیگا دوسرے مین ترجمہ اور اُتنے حصّہ کا نام بھی مستقل رکھدینا مناسب معلوم ہوا اور بمصلحت طرز رسالہ کے اس رسالہ کو بھی ایک فصل کے عنوان سے نقل کیا گیا۔ ثانی مشفقی مولوی فتح محمد خانصاحب سلمہ بستوی

اسکو صحیح الاسناد بھی کہا ہے **ف** اور مشکوٰۃ مین شرح السنہ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے **تیسری روایت** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا یارسول اللہ آپ کے لیے نبوۃ کسوقت ثابت ہو چکی تھی آپ نے فرمایا کہ جسوقت مین کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسد کے درمیان مین تھے (یعنی اُنکے تن مین جان بھی نہ آئی تھی) روایت کیا اسکو ترمذی نے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے **ف** اور ایسے ہی الفاظ میسرہ ضبیؓ کی روایت مین بھی آئے ہین امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ مین اور ابو نعیم نے حلیہ مین اُسکو روایت کیا ہے اور حاکم نے اُسکی تصحیح کی ہے **چوتھی روایت** شعبیؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کب نبی بنائے گئے فرمایا کہ آدم اُسوقت روح اور جسد کے درمیان مین تھے جبکہ مجھ سے میثاق (نبوۃ کا) لیا گیا (کما قال تعالیٰ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح الآیۃ) روایت کیا اسکو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے ابن رجب کے ذکر کے موافق **پانچوین روایت** احکام ابن القطان مین منجملہ اُن روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہین حضرت علی بن الحسینؓ (یعنی امام زین العابدین) سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسینؓ اور وہ اُنکے جد امجد یعنی حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور مین ایک نور تھا **ف** اس عدد مین

عہ اس حدیث مین بھی شرح حدیث بالا کلام ہے ۱۲ منہ عہ حدیث بالا مین جو مقدر ہونے کے احتمال کا جواب دیا گیا ہے یہ حدیث اُس جواب مین نص ہے کیونکہ اخذ میثاق تو یقیناً موقوف ہے وجود اور ثبوت پر مرتبہ تقدیر مین میثاق ہونا نہ نقل اسکی مساعد ہے نہ عقل ۱۲ منہ

کم کی نفی ہے زیادتی کی نہین پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہہ نہ کیا جاوے
رہگئی تخصیص اسکے ذکر مین سو ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مقام اسکو مقتضی ہو **چھٹی**
روایت ابی سہل قطان کی امالی کے ایک جزو مین سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے
وہ کہتے ہین مین نے ابا جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقرؒ) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو سب انبیا سے تقدم کیسے ہو گیا حالانکہ آپ سب کے آخر مین مبعوث ہوے
اُنھون نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالی نے بنی آدم سے یعنی اُنکی پشتون مین سے
اُنکی اولاد کو (عالم میثاق مین) نکالا اور اُن سب سے اُنکی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا
مین تمھارا رب نہین ہون تو سب سے اول (جواب مین) بلی (یعنی کیون نہین) محمد
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا اور اسی لیے آپ کو سب انبیا سے تقدم ہے گو آپ سب سے آخر مین
مبعوث ہوے **ف** اگر میثاق لینے کے وقت ارواح کو بدن سے تلبس بھی ہو گیا ہو
تاہم احکام روح ہی کے غالب ہین اسی لیے اس روایت کو کیفیات نور مین
لانا مناسب سمجھا اور شعبی کی روایت مین آپ سے قبل آدمؑ میثاق لیا جانا مذکور
ہے اور یہ میثاق الست بربکم کے ظاہر روایات سے بعد خلق آدم معلوم ہوتا ہے
سو ممکن ہے کہ وہ میثاق نبوۃ کا بلا اشتراک غیر سے ہو جب اُس حدیث کے ذیل مین
اسطرف اشارہ بھی کیا گیا ہے **ساتوین روایت** جب آپ غزوۂ تبوک سے مدینہ
طیبہ مین واپس تشریف لائے تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجکو اجازت
دیجیے کہ کچھ آپکی مدح کرون (چونکہ حضور کی مدح خود طاعت ہے اسلیے) آپ نے ارشاد
فرمایا کہ کہو اللہ تعالی تمھارے منھ کو سالم رکھے اُنھون نے یہ اشعار آپکے سامنے پڑھے

من قبلها طبت فی الظلال وفی	مستودع حیث یخصف الورق

ثم هبطت البلاد لا بشر | انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة تركب السفين وقد | الجم نسرا واهله الغرق
تنقل من صالب الى رحم | اذا مضى عالم بدا طبق
وردت نار الخليل مكتتما | في صلبه انت كيف يحترق
حتى احتوى بيتك المهيمن[۵] من | خندف علياء تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرقت | الارض وضاءت بنورك الافق
فنحن في ذلك الضياء وفي النور | سبل الرشاد نخترق[۶]

ترجمہ زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ مین خوش حالی مین تھے اور نیز ودیعت گاہ مین جہان (جنت کے درختون کے) پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے۔ (یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام مین تھے سو قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایون مین تھے آپ بھی تھے اور ودیعتگاہ سے مراد انکی صلب ہے جیسا اس آیت مین مفسرین نے کہا ہے فمستقر ومستودع اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اس قصے کی طرف سکہ آدم علیہ السلام نے اُس منع کیے ہوئے درخت سے کھا لیا اور جنت کا لباس اتر گیا تو درختون کے پتے ملا ملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اسوقت بھی آپ مستودع مین تھے) اسکے بعد آپنے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اسوقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق (کیونکہ یہ حالتین جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہین اور ہبوط کے وقت جنین ہونیکا انتفا ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ

[۵] قولہ المهيمن صفة للبيت وعلياء مفعول لاحتوى وتحتها النطق جملة حالية من علياء والنطق نواحي واوساط من الجبال شبهت بالنطق التي تشد بها اوساط الناس ضرب مثلا في ارتفاعه وتوسطه في عشيرته وجعلهم تحته بمنزلة اوساط الجبال ۱۲ مواهب [۶] نقطع المفازة ۱۲

آدم علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ) بلکہ (صلب آبائین)
محض ایک مادۂ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) مین سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ
نسر بُت اور اُسکے ماننے والون کے لبون تک طوفان غرق پہونچ رہا تھا
(مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام کے وہ مادہ راکب کشتی تھا مولانا جامیؒ
نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

زجودش گر نگشتی راہ مفتوح	بجودی کے رسیدے کشتی نوح

اور) وہ مادہ (اسی طرح واسطہ در واسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم تک منتقل
ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گذر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر (اور شروع) ہوجاتا تھا
(یعنی وہ مادہ سلسلہ آباء کے مختلف طبقات مین یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہانتک
کہ اسی سلسلہ مین) آپنے نار خلیل مین بھی ورود فرمایا چونکہ آپ اُنکی صلب مین مختفی تھے
تو وہ کیسے جلتے (پھر آگے اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے) یہانتک کہ آپکا خاندانی شرف
جو کہ (آپکی فضیلت پر) شاہد ظاہر ہے اور خندف میں سے ایک ذروۂ عالیہ پر
جا گزین ہوا جسکے تحت مین اور حلقے (یعنی دوسرے خاندان) مثل درمیانی حلقون کے تھے
خندف لقب ہے آپکے جد بعید مدرکہ بن الیاس کی والدہ کا یعنی اُنکی اولاد مین سے آپکے
خاندان اور دوسرے خاندانون مین باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ مین ذروہ کی چوٹی اور
نیچے کے درمیانی درجون مین ہوتی ہے اور نطق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اسطرف
ہے کہ غیر اولاد خندف کو ان سب کے سامنے بالکل نشیب کی نسبت درجات جبل کے
ساتھ ہے) اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپکے نور سے آفاق

عـــہ کذا فی القاموس ۱۲

منور ہوگئے سو ہم اُس ضیا، اور اُس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔

ومن القصیدة

وَکُلّ آیٍ اَتَی الرُّسُلُ الْکِرَامُ بِھَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِہٖ بِھِمِ

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا
یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِیْ الظُّلَمِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ترجمہ اور جتنے معجزے حضرات انبیائے کرام لائے سوائے اسکے نہیں کہ وہ معجزہ اُن کو صرف بدولت حضور کے نور پہونچا ہے + وجہ اتصال یہ ہے کہ آپ آفتاب فضل وکمال ہیں اور انبیاء علیہم السلام اُس آفتاب کے اقمار وکواکب ہیں ۱۲ عطر الوردہ مولانا ذوالفقار علی الدیوبندی رحمہ اللہ تعالے۔

دوسری فصل سابقین میں آپ کے فضائل ظاہر ہونے میں:

پہلی روایت حاکم نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے

عــہ ظاہر ہے کہ جنت کے سایوں میں ہونا اور کشتی نوح میں ہونا اور نار خلیل میں ہونا سب قبل ولادت جسمانیہ ہے پس یہ سب حالات روح مبارک کے ہوئے کہ عبارت ہے نور سے اور ظاہراً ان مراتب میں صرف آپ کا وجود بالقوہ مراد نہیں ہے جو مرتبہ وجود مادہ کا ہے کیونکہ یہ وجود تو تمام اولاد آدم ونوح وابراہیم علیہم السلام میں مشترک ہے پھر آپ کی تخصیص کیا ہوئی اور مقام مدح مقتضی ہے ایک گونہ اختصاص کو پس یہ قرینہ غالبہ ہے کہ یہ مرتبہ وجود کا اوروں کے وجود سے کچھ ممتاز تھا مثلاً یہ کہ اس جزء مادی کے ساتھ علاوہ تعلق روح ابا کے خود آپ کی روح کو بھی کوئی خاص تعلق ہو یہ قرینہ عقلیہ ہے اور نقلی قرینہ خود ان اشعار میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا سوزش سے محفوظ رہنا سبب بتایا گیا ہے آپ کے ورود فرمانے سے سو اگر اس جزء مادی کے ساتھ آپ کی روح کا کوئی خاص تعلق نہ مانا جاوے تو اُس جزء کے وارد فی النار ہونیکے کیا معنی کیونکہ ورود کے معنی لغوی مقتضی ہیں وارد کے خارج ہونے کو اور جزو کو داخل کہا جاتا ہے وارد نہیں کہا جاتا۔ پس یہ امر خارجی آپ کی روح مبارک ہے جسکا تعلق اُس جزء مادی سے ہے کہ مجموعہ جزء اور روح کا بوجہ ترکیب من الداخل والخارج کے خارج ہوگا پس اس تقریر پر ان اشعار سے یہ تطورات آپکے نور مبارک کے لیے ثابت ہوگئے اور یہی مدعا ہے اس فصل کا اور چونکہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ان اشعار پر سکوت فرمایا اسلیے حدیث تقریری ہے انکے مضامین کا صحیح اور حجت ہونا ثابت ہوگیا ۱۲ منہ عــہ بجز احادیث مشکوٰۃ کے جن سب دیا میں اس سے منقول ہے ۱۲ منہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو مین تمکو پیدا نہ کرتا **ف** اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہے **دوسری روایت** حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سی خطا کا ارتکاب ہوگیا تو اُنھون نے (جناب باری تعالیٰ مین) عرض کیا کہ اے پروردگار مین آپسے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہون کہ میری مغفرت ہی کردیجیے سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز مین نے اُنکو پیدا بھی نہین کیا. عرض کیا کہ اے رب مین نے اسطرح سے پہچانا کہ جب آپنے مجکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح میرے اندر پھونکی تو مین نے سر جو اُٹھایا تو عرش کے پایون پر یہ لکھا ہوا دیکھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط سو مین نے معلوم کرلیا کہ آپنے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہوگا جو آپکے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم سچے ہو واقع مین وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہین اور جب تم نے اُنکے واسطے سے مجھسے درخواست کی ہے تو مین نے تمھاری مغفرت کی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو مین تمکو بھی پیدا نہ کرتا روایت کیا اسکو بیہقی نے اپنے دلائل مین عبدالرحمن بن زید بن اسلم کی روایت سے اور کہا کہ اسکے ساتھ عبدالرحمن متفرد ہین اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور اسکی تصحیح کی اور طبرانی نے بھی اسکو ذکر کیا ہے اور اتنا اور زیادہ ہر کہ (حق تعالیٰ نے فرمایا کہ) وہ تمھاری اولاد مین سب انبیاء سے آخری نبی مین **ف** بیان بھی مثل فائدہ

بالا کے سمجھنا چاہیے **تیسری روایت** ابن الجوزی نے اپنی کتاب سلوۃ الاحزان
مین ذکر کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب حضرت حوّا علیہا السلام سے قربت کرنا چاہا
تو اُنھون نے مہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے رب مین انکو (مہر مین)
کیا چیز دون؟ ارشاد ہوا اے آدم میرے حبیب محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
پر بیس دفعہ درود بھیجو چنانچہ اُنھون نے ایسا ہی کیا۔ **چوتھی روایت** احمد
اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہؓ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث مین جسکا اوّل کا حصہ فصل
اوّل کی دوسری روایت ہے اور اُسکا اوسط حصّہ یہ ہے کہ آپنے) فرمایا کہ
مین اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا (کا مصداق) ہون اور عیسیٰ علیہ السلام
کی بشارت (کا محکی عنہ) ہون **ف** اسمین اشارہ ہے دو آیتون کے مضمون کی
طرف **اوّل** ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا اُمۃ مسلمۃ لک الی قولہ
تعالیٰ ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم الخ **ثانی** یبنی اسرائیل انی رسول اللہ
الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی
اسمہ احمد یعنی اوّل آیت مین ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعا ہے
کہ ہماری اولاد مین ایک جماعت مطیع پیدا کیجیو اور اُس جماعت مین ایک ایسا
پیغمبر قائم کیجیو مراد اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ بجز آپ کے
اور کوئی پیغمبر ایسے نہین کہ دونون حضرات کی اولاد مین ہون۔ اور دوسری
آیت مین عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل فرمایا کہ مین بشارت دینے والا ہون

ع اور اسکا آخری حصّہ یہ ہے ورؤیا امی التی رأت الحدیث چنانچہ آگے آوے گا ۱۲ منہ

ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آوینگے جنکا نام احمد ہوگا۔ پانچوین روایت مشکوٰۃ مین بخاری سے بروایت عبداللہ بن عمرو بن العاص آیا ہے کہ توراۃ مین آپ کی یہ صفت لکھی ہے اے پیغمبر ہمنے تمکو بھیجا ہے امت کے حال کا گواہ بناکر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور گروہ اُمیین کی پناہ بناکر (مراد اس سے امت محمدیہ ہے جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم ایک اُمی جماعت ہین) آپ میرے بندے اور میرے پیغمبر ہین مین نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے نہ آپ بدخلق ہین اور نہ سخت مزاج ہین نہ بازارون مین شور مچاتے پھرتے ہین اور برائی کا بدلہ برائی نہین کرتے بلکہ معاف کردیتے ہین اور بخشدیتے ہین آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی وفات نہ دینگے یہان تک کہ آپ کی برکت سے راہ کج یعنی کفر کو درست یعنی مبدل بہ ایمان نہ کردین کہ لوگ کلمہ پڑھنے لگین اور یہان تک کہ اس کلمہ کی برکت سے نابینا آنکھون کو اور ناشنوا کانون کو اور سربستہ دلون کو کشادہ نہ کردین (مطلب یہ ہے کہ جب تک دین حق خوب نہ پھیل جائے گا آپ کی وفات نہ ہوگی) چھٹی روایت مشکوٰۃ مین مصابیح اور دارمی سے بروایت حضرت کعب مروی ہے وہ توریت سے نقل کرتے ہین اُسمین لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ میرے بندے پسندیدہ ہین۔ بدی کا بدلہ بدی نہین دیتے بلکہ معاف کردیتے ہین اور درگذر فرماتے ہین مکہ اُن کی جاے ولادت ہے اور مدینہ اُنکا مقام ہجرت ہے اور مرکز سلطنت ملک شام ہے

ف چنانچہ بعد خلفاے راشدین پایہ سلطنت ملک شام رہا اور وہان سے اسلام کی خوب اشاعت ہوئی ساتوین روایت مشکوٰۃ مین ترمذی سے بروایت عبداللہ بن سلام مروی ہے کہ توریت مین نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہے

اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپکے ساتھ مدفون ہونگے **ف** ان اخیر
تین روایتون کے راوی کتب سابقہ کے عالم ہین اول و راخیر صحابی ہین اور اوسط
تابعی ہین اور بعض آیات بھی ان روایات کے ہم معنی ہین چنانچہ دو آیتون کا مضمون
تو اس فصل کی چوتھی روایت کی شرح مین مذکور ہو چکا ہے اور تین آیتین اور مذکور ہوتی
ہین پہلی آیتونکو ملاکر پانچ ہوگئین **تیسری آیت** سورہ اعراف مین فرمایا اللہ تعالےٰ نے
ایسے لوگ جو کہ پیروی کرتے ہین رسول نبی امی کی جنکا ذکر اسطرح لکھا ہوا پاتے ہین توراۃ
مین اور انجیل مین کہ اُن لوگون کو نیک کام بتلاوینگے اور بُری بات سے منع کرینگے
اور سُتھری چیزون کو اُنکے واسطے حلال کرینگے اور گندی چیزون کو حرام کرینگے اور جو
احکام بہت سخت اور گران تھے اُنکو موقوف کردینگے **چوتھی آیت** سورۂ فتح مین
فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد اللہ کے رسول ہین اور اُنکے ساتھ کے لوگ ایسے ایسے صفات سے
موصوف ہین اور ان سب کی صفت توریت و انجیل مین اس اس طرح سے موجود ہے
پانچوین آیت سورۂ بقرہ مین فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جب اہل کتاب کے پاس اُنکے
علوم حاصلہ کی تصدیق کرنے والی کتاب آئی یعنی قرآن اور وہ لوگ اُسکے آنے سے
پہلے (یعنی قبل بعثت) کفار (یعنی مشرکین) کے مقابلہ مین آپکے توسل سے فتح کی دعا کیا
کرتے تھے یا یہ کہ آپ کی خبر بعثت کو اُنپر ظاہر کیا کرتے تھے سو جب اُنکے پاس جانی
پہچانی چیز پہونچی (یعنی قرآن و صاحب قرآن) تو وہ اُسکے منکر ہوگئے **ف** یہ استفتاح اور
معرفت ان لوگون کو کتب سابقہ سے حاصل ہوئی تھی پس آپ کا مذکور فی الکتب السابقہ ہونا معلوم
ہوا اسی معرفت کو اسی سورۂ بقرہ کی ایک آیت مین اسطرح فرمایا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم

عہ مرید ذالک الاختلاف فی التفسیر ۱۲ منہ

وَمِنَ القَصِیدَة

فَاقَ النَّبِیِّینَ فِی خَلْقٍ وَّفِی خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِی عِلْمٍ وَّلَا کَرَمِ
وَکُلُّھُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ
وَوَاقِفُوْنَ لَدَیْہِ عِنْدَ حَدِّھِمْ
مِنْ نُّقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَکْلَةِ الْحِکَمِ
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ترجمہ حضرت سالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن صورت وسیرت مین سب انبیا علیہم السلام سے بڑھ گئے ہین اور وہ سب حضرات آپ سے علم و کرم مین لگا نہین کھاتے اور تمام انبیاء علیہم السلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب ایک کف دست یعنی چلو کے ہین آپ کے دریائے معرفت سے یا بقدر ایک دفعہ کے چوسنے یعنی قطرہ کے آپ کے علم کے بارانہائے بسیار بار ہمیشہ برسنے والے سے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام آپکے حضور مین اپنی حد اور مرتبہ کے موافق کھڑے ہین اور وہ اُنکی حد آپ کی کتاب علم سے مثل نقطہ کے ہے یا آپ کی حکمتون کی کتاب سے مثل اعراب کے ۱۲ عطر الوردہ

تیسری فصل آپ کے شرف و نزاہت نسب مین پہلی روایت مشکوٰۃ مین ترمذی سے بروایت حضرت عباسؓ مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین محمد ہون عبد اللہ کا بیٹا اور عبد المطلب کا پوتا اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجکو اچھے گروہ مین بنایا یعنی انسان بنایا پھر انسان مین دو فرقے پیدا کیے عرب و عجم مجکو اچھے فرقے یعنی عرب مین بنایا پھر عرب مین کئی قبیلے بنائے اور مجکو سب اچھے قبیلہ مین پیدا کیا یعنی قریش مین پھر قریش مین کئی خاندان بنائے اور مجکو سب سے اچھے خاندان مین پیدا کیا یعنی بنی ہاشم مین پس مین ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہون اور خاندان مین بھی سب سے اچھا ہون الخ **دوسری روایت** حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نکاح سے پیدا ہوا ہون اور سفاح (یعنی بدکاری) سے نہین پیدا ہوا ہون آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک

یعنی سفاح جاہلیت کا کوئی لوث مجھکو نہین پہونچا (یعنی زمانۂ جاہلیت مین جو بیحیائی ہوا کرتی تھی میرے آباء و اُمہات سب اُس سے منزہ ہے پس میرے نسب مین اسکا کوئی میل نہین ہے) روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب **تیسری روایت** روایت کیا ابو نعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً یعنی خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بزرگون مین سے کبھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہین ملے (کبھی کا مطلب یہ ہی کہ جس قربت کو میرے نسب مین بھی دخل نہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھیرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہین ہوئی یعنی آپکے سب اصول ذکور واناث ہمیشہ بُرے کام سے پاک رہے) اللہ تعالیٰ مجکو ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفی مہذب کرکے منتقل کرتا رہا جب کبھی دو شعبے ہوے (جیسے عرب و عجم پھر قریش و غیر قریش و علی ہذا) مین بہتر ین شعبہ مین رہا کذا فی المواہب **چوتھی روایت** دلائل ابو نعیم مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہین اور آپ جبرئیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہین وہ کہتے ہین کہ مین تمام مشارق و مغارب مین پھرا سو مین نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہین دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور اسی طرح طبرانی نے اوسط مین بیان کیا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ آثار صحت کے اس متن (یعنی حدیث) کے صفحات پر نمایان ہین کذا فی المواہب **ف** حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اس قول کا اس شعر مین گویا ترجمہ کیا گیا ہے

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

پانچوین روایت مشکوٰۃ مین مسلم سے بروایت واثلہ بن الاسقع مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کی

اولاد مین سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ مین سے قریش کو اور قریش مین سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم مین سے مجکو اور ترمذی کی روایت مین یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا من الروض۔

اَکْرِمْ بِہٖ نَسَبًا طَابَتْ عَنَاصِرُہٗ	اَصْلًا وَّفَرْعًا وَّقَدْ سَادَتْ بِہِ الْبَشَرُ
آپکا نسب کیسا کچھ باکرامت ہے کہ اُس کے مواد پاکیزہ ہین	اصل سے بھی اور فرع سے بھی اور آپکے سبب جنس بشر کو شرف حاصل ہوگیا
مُطَهَّرٌ مِّنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا	يَشُوْبُهٗ قَطُّ لَا نَقْصٌ وَّلَا كَدَرُ
وہ نسب مطہر ہے لوث جاہلیت سے اُس مین	کبھی آمیزش نہین ہوئی نہ نقص کی نہ کدورت کی
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ
اے پروردگار ابد الآباد تک درود اور سلام بھیجیے	اپنے حبیب پر جن سے زمانون کی زینت ہوگئی

چوتھی فصل آپکے نور مبارک کے بعض آثار کے ظاہر ہونے مین آپکے والد ماجد وجد امجد مین **پہلی روایت** حافظ ابو سعید نیشاپوری نے ابی بکر بن ابی مریم سے اور اُنھون نے سعید بن عمرو انصاری سے اور اُنھون نے اپنے باپ سے اور اُنھون نے کعب الاحبار سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب عبد المطلب مین منتقل ہوا اور وہ جوان ہوگئے تو ایک دن حطیم مین سو گئے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ مین سرمہ لگا ہوا ہے سر مین تیل پڑا ہوا ہے اور حسن وجمال کا لباس زیب بر ہے انکو سخت حیرت ہوئی کہ کچھ معلوم نہین یہ کس نے کیا ہے اِنکے والد انکا ہاتھ پکڑ کر کاہنانِ قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا اُنھون نے جواب دیا کہ معلوم کرلو کہ ربّ السمٰوات نے اس نوجوان کو نکاح کا حکم فرمایا ہے چنانچہ اُنھون نے اوّل قیلہ سے نکاح کیا اور اُنکی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور وہ عبد اللہ آپکے والد ماجد کے ساتھ حاملہ ہوگئین اور عبد المطلب کے بدن سے مُشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا نور اُنکی پیشانی مین چمکتا تھا اور جب قریش مین قحط ہوتا تھا تو عبد المطلب کا
ہاتھ پکڑکر جبل ثبیر کی طرف جاتے تھے اور انکے ذریعہ سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب
ڈھونڈھتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ببرکت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے
باران عظیم رحمت فرماتے الخ کذا فی المواہب دوسری روایت ابونعیم اور
خرائطی اور ابن عساکر نے بطریق عطاسے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب
عبد المطلب اپنے فرزند عبد اللہ کو نکاح کرنے کی غرض سے لیکر چلے تو ایک کاہنہ پر گذرے
جو یہودی ہوگئی تھی اور کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی اسکو فاطمہ خثعمیہ کہتے تھے اُس نے
عبد اللہ کے چہرے مین نور نبوت دیکھا تو عبد اللہ کو اپنی طرف بلایا مگر عبد اللہ نے انکار
کردیا کذا فی المواہب تیسری روایت جب ابرہہ بادشاہ اصحاب فیل خانہ کعبہ کے
منہدم کرنے کو مکے پر چڑھ آیا عبد المطلب چند آدمی قریش کے ساتھ لیکر جبل ثبیر پر چڑھے
اُسوقت نور مبارک عبد المطلب کی پیشانی مین گول بطور ہلال کے نمود ہوکر خوب درخشان ہوا
یہان تک کہ شعاع اُسکی خانہ کعبہ پر پڑی عبد المطلب نے یہ بات دیکھکر قریش سے کہا کہ پھر چلو
یہ نور اسطرح میری پیشانی مین جو چمکا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ہم لوگ غالب رہین گے۔ اور
عبد المطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر کے لوگ پکڑلے گئے اور عبد المطلب اُنکے چھڑانے کو ابرہہ
کے پاس گئے اُنکی صورت دیکھتے ہی اُسنے باین جہت کہ عظمت اور مہابت نور شریف
کی اُنکے چہرے سے نمایان تھی اُنکی نہایت تعظیم کی اور تخت سے اُتر بیٹھا اور اُنکو اپنے
برابر بٹھلالیا بالجملہ ایسی عظمت نور مبارک کی تھی کہ بسبب اُسکے بادشاہ ہیبت مین
آجاتا اور تعظیم و تکریم کرتے کذا فی تواریخ حبیب الٰہ لمولانا عنایت احمد رحمۃ من الروض

مَا فِيهِمُ إِلَّا هُمَامٌ قَدْ سَمَا عِظَمًا	أَوْ سَيِّدٌ يَحْتَمِي فِي الْحَرْبِ مُبْتَدِرُ
آپکے سلسلۂ نسب مین سب بڑی ہی بڑی مین جو عظمت مین فائق عالی ہمت ہین	یا ایسے سردار ہین کہ حمل خیر کی طرف سبقت کرنے والے ہین

حَتّٰی بَدَا مُسْتَتِرًا مِّنْ وَّالِدٍ بَرٍّ وَقَدْ
یہانتک کہ آپ مستور ہو کر اپنے والد بیٹے ظاہر ہوا اور حالت یہ تھی

تَجَمَّلَتْ بِجَلَالِہٖ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
کہ آپکے انوار سے شمس و قمر آراستہ ہو گئے تھے

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

پانچوین فصل آپ کے بعض برکات مین جب آپ بصورت حمل بطن مادر مین مستقر ہوئے **پہلی روایت** آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب سے روایت ہے کہ جب آپ حمل مین آئے تو ان کو خواب مین بشارت دی گئی کہ تم اس امت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو جب وہ پیدا ہوں تو یون کہنا اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ اور اُن کا نام محمد رکھنا۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ **دوسری روایت** نیز حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصریٰ علاقۂ شام کے محل اُن کو نظر آئے کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اور یہ نور کا دیکھنا اُس قصہ کے علاوہ ہے جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقع ہوا **تیسری روایت** نیز آپ کی والدہ ماجدہ روایت کرتی ہین کہ مین نے (کسی عورت کا) کوئی حمل نہین دیکھا جو آپ سے زیادہ سبک و سہل ہو۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ **ف** محاورہ مین اس عبارت کے معنی مساواۃ کی بھی نفی ہوتی ہے۔ سبک یہ کہ گران نہ تھا اور سہل یہ کہ اسمین کسی قسم کی تکلیف غثیان یا کسل یا اختلال جوع وغیرہ نہ تھی اور شمامہ مین ہے کہ بعض احادیث مین آیا ہے کہ ایسا ثقل ہوا جسکی شکایت عورتون سے کی۔ حافظ ابو نعیم نے کہا ثقل ابتدائے علوق (یعنی حمل) مین تھا پھر وقت استمرار حمل کے خفت ہو گئی ہر حال مین یہ حمل

ع مین کہتا ہون کہ یہ ثقل عظمت کا تھا جیسے وحی کا ثقل ہوتا تھا اور ایسے ثقل سے نشاط طبعی زائل نہین ہوتا پس عین ثقل مین بھی بایں معنی خفت کا حکم صحیح ہے پس روایات مین تعارض نہ رہا ۱۲ منہ

عادت معروف سے خارج تھا الخ من الروض۔

ھٰذَا وَقَدْ حَمَلَتْ اُمُّ الْحَبِیْبِ بِہٖ یہ تو ہو چکا اور آپ کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوگئین	وَلَیْسَ فِیْ حَمْلِھَا کَرْبٌ وَّلَا ضَرَرٌ اور اُن کے حمل مین نہ کچھ کرب تھا نہ کوئی تکلیف تھی
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

چھٹی فصل بعض واقعات وقت ولادت شریفہ مین

پہلی روایت محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی اُسمین سے عطار اور ابن عباس بھی ہین کہ آمنہ بنت وہب (آپ کی والدہ ماجدہ) کہتی ہین کہ جب آپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے بطن سے جُدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہوگیا پھر آپ زمین پر آئے اور دونون ہاتھوں پر سہارا دیے ہوئے تھے پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا کذا فی المواہب **ف** اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث مین اسطرح ہے کہ اُس نور سے آپ کی والدہ نے شام کے محل دیکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واقعہ کی نسبت خود ارشاد فرمایا ہے ورؤیا امی التی رأت اور اُس مین یہ بھی آپ کا ارشاد ہے وکذلك امھات الانبیاء یرین یعنی انبیاء علیہم السلام کی مائین ایسا ہی نور دیکھا کرتی ہین۔ اخرجہ احمد والبزار والطبرانی والحاکم والبیہقی

ع۵ یہ ایک حدیث کا وہی آخری حصہ ہے جسکا دوسرا حصہ دوسری فصل کی چوتھی روایت کے حاشیہ مین لکھا گیا ہے۔ اور شام کے محل نظر آنے مین اور اسی طرح روم کے محل نظر آنے مین جیسا آگے تیسری روایت مین آتا ہے یہ اشکال نہ کیا جاوے کہ زمین کروی ہے اور روم وشام مکے سے بہت فاصلہ پر ہین اور اتنے فاصلے پر نظر آنے مین خود کرویت مانع ہے۔ جواب یہ ہے کہ بعض انوار کا خاصہ ہے کہ جسم مجاور اپنی جگہ سے مرتفع دکھلائی دیتا ہے جیسا پانی سے بھرے ہوئے کٹوری مین پیسا پڑا ہو یا بعضے طلوع وغروب شمس کے وقت اسی کے قائل ہین پس اگر اس نور کی خاصیت سے اور زیادہ مرتفع نظر آجاوین تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

عن العرباض بن ساریہ د قال الحافظ ابن حجر صححہ ابن حبان و الحاکم - کذا فی المواہب
دوسری روایت عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقفیہ سے جنکا نام
فاطمہ بنت عبد اللہ ہے روایت کرتے ہین وہ کہتی ہین کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت
آیا تو آپ کے تولد کے وقت مین نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہوگیا اور ستارون کو
دیکھا کہ زمین سے اسقدر نزدیک آ گئے کہ مجکو گمان ہوا کہ مجھپر گر پڑینگے روایت کیا اسکو
بیہقی نے کذا فی المواہب تیسری روایت ابونعیم نے عبد الرحمن بن عوفؓ سے
روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ شفا سے نقل کرتے ہین وہ کہتی ہین کہ جب
حضرت آمنہؓ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھون پر آئے اور (موافق معمول بچون کے)
آپ کی آواز نکلی تو مین نے ایک کہنے والے کو سُنا کہ کہتا ہے رحمک اللہ (یعنی
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) شفا کہتی ہین کہ تمام مشرق
و مغرب کے درمیان روشنی ہوگئی یہان تک کہ مین نے روم کے بعضے محل دیکھے پھر مین نے
آپ کو دودھ دیا (یعنی اپنا نہین بلکہ آپ کی والدہ کا کیونکہ شفا کو کسی نے مرضعات
مین ذکر نہین کیا) اور لٹا دیا تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ مجھپر ایک تاریکی اور
رعب اور لرزہ چھا گیا اور آپ میری نظر سے غائب ہوگئے سو مین نے ایک کہنے
والے کی آواز سُنی کہ کہتا ہے کہ اُن کو کہان لے گئے تھے جواب دینے والے نے کہا کہ مشرق
کی طرف وہ کہتی ہین کہ اس واقعہ کی عظمت برابر میرے دل مین رہی یہان تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو مبعوث

؎ اگر آپ کی ولادت رات کے وقت ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تب تو اس خبر کے واقعہ مین کوئی تردد ہی نہین
اور اگر نہین ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تو ستارون کے نظر آنے کو بھی ایک خرق عادت کہا جاویگا کذا قالوا اور احقر کے
نزدیک سہل ہے کہ صبح صادق کے وقت آپ کی ولادت کو کہا جاوے تو اُسوقت ستارے بھی نمایان ہوتے ہین اور اُسکو
عرف رات سے اور خواص دن سے تعبیر کرتے ہین پس دونون قول مطابق بھی ہو جاوینگے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲ منہ

فرمایا یہی اول اسلام لانے والوں میں ہوئی۔ کذا فی المواہب **ف** مشرق کے ذکر سے مغرب کی نفی نہیں ہوئی دوسری روایات میں مغارب بھی آیا ہے کما فی الشمامۃ شمائم تخصیص ذکری اس روایت میں بنا بر شرف سمت مشرق کے ہے بوجہ اسکے کہ وہ مطلع ہے شمس کا جیسا شروع والصفت میں رب المشارق فرمایا گیا ہے **چوتھی روایت** اور منجملہ آپکے عجائب ولادت کے یہ واقعات روایت کیے گئے ہیں کسریٰ کے محل میں زلزلہ پڑجانا اور اس سے چودہ کنگروں کا گر پڑنا۔ اور بحیرۂ طبریہ کا دفعۃً خشک ہوجانا۔ اور فارس کے آتشکدہ کا بجھ جانا جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کبھی نہ بجھا تھا روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ابو نعیم نے اور خرائطی نے ہواتف میں اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب **ف** یہ واقعات اشارہ ہیں زوال سلطنت فارس و شام کی طرف واللہ اعلم **پانچویں روایت** فتح الباری میں سیرۃ الواقدی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے شروع ولادت میں کلام فرمایا کذا فی المواہب آپ سے اہل کتاب کی خبریں دینا آپکے تولد شریف سے مذکور ہیں۔[۵]
چھٹی روایت بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے نقل کیا ہے کہ میں سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سنی بات کو سمجھتا تھا ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ اے جماعت یہود کی سو سب جمع ہوگئے اور میں سن رہا تھا کہنے لگے تجھکو کیا ہوا کہنے لگا کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ستارہ آج شب میں طلوع ہوگیا جسکی ساعت میں آپ پیدا ہونیوالے تھے۔

ع ۵ اور اہل تنجیم و کہانت کی خبریں اس نظر سے ذکر نہیں کیں کہ یہ دونوں خبریں شرع میں معتبر نہیں اور کتب سابقہ کی خبریں فی نفسہٖ صحیح ہیں جبکہ اُنمیں تحریف کا احتمال نہو اور ظاہر ہے کہ ایسی مضمون خبر دینا دلیل یقینی ہے کہ اسمیں تحریف نہیں ہوئی اور جن علماء نے انکے اقوال ذکر کیے ہیں بقصد صحت ان امور کے ذکر کیے ہیں اور یہ قصد صحیح ہے ولکل وجہۃ ھو مولیھا ۱۲ منہ

ع ۵ اس تنجیم و تحکیم کے صحیح ہونیکا نہ کیا جاوے کیونکہ اس ستارہ کا آپ کی ولادت میں موثر و دخیل ہونا اس سے لازم نہیں آیا بلکہ معنی یہ ہیں کہ اسکو کسی نقل سے یہ معلوم تھا کہ آپکے تولد کا ایسا وقت ہے کہ جس کا علامہ کوئی حاکم رعایا کو بتلا دے کہ ہمارا فلاں نائب ہمارا فرستادہ فلاں ماہ کی فلاں تاریخ کو پہونچیگا تو اس وقت کی تعیین نہ کہ وقت کی تاثیر ۱۲ منہ

کذا فی المواہب سیرۃ ابن ہشام مین یہ بھی ہے کہ محمد بن اسحاق صاحب السیر کہتے ہین کہ
مین نے سعید بن عبدالرحمن بن حسان بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ
طیبہ مین تشریف لائے تو حسان بن ثابت کی کیا عمر تھی اُنھون نے کہا کہ ساٹھ سال کی
اور حضور ترپن سال کی عمر مین تشریف لائے ہین تو اس حساب سے حسان بن ثابت (حضور سے سات سال
عمر مین زیادہ ہوئے تو اُنھون) نے یہ قول یہودی کا سات سال کی عمر مین سُنا ساتوین

روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکے مین آ رہا تھا سو جس
شب مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اُسنے کہا اے گروہ قریش کیا تم مین آج کی
شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے اُنھون نے کہا کہ ہم کو معلوم نہین کہنے لگا کہ دیکھو کیونکہ
آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے اُسکے دونون شانون کے درمیان مین ایک
نشانی ہے (جسکا لقب مہر نبوت ہی) چنانچہ قریش نے اسکے پاس سے جا کر تحقیق کیا
تو خبر ملی کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی آپ کی والدہ کے
پاس آیا اُنھون نے آپ کو اُن لوگون کے سامنے کر دیا جب اُس یہودی نے وہ
نشانی دیکھی تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوئی لے
گروہ قریش سن رکھو واللہ تمھارے ساتھ ایسا غلبہ حاصل کرینگے کہ مشرق اور مغرب سے اسکی خبر
شائع ہوگی روایت کیا اسکو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے - یہ فتح الباری مین
کہا ہے - کذا فی المواہب - **مِنَ القَصِیدَۃ**

أَبَانَ مَوْلِدُهُ عَنْ طِيبِ عُنْصُرِهٖ
يَا طِيبَ مُبْتَدَإٍ مِنْهُ وَمُخْتَتَمِ
يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيهِ الفُرْسُ أَنَّهُمُ

ف آپکے زمانِ ولادت سے اس سبب ظہور امور عجیبہ کرامت
کا ظہور آپکی عمدگی و لطافت و طہارت اصل مبارک کو
ظاہر کر دیا تھا تو اس لیے خوشبو تم حاضر ہوا اور آپ کے
... بعد ... تمھارا دیکھو اور اسکے بیان ...
... آپکی پیدائش کا دن وہ مبارک دن ... کہ اہل ...

قد انذروا بحلول البؤس والنقم
وبات ایوان کسریٰ وھو منصدع
کشمل اصحاب کسریٰ غیر ملتئم
والنار خامدۃ الانفاس من اسف
علیہ والنھر ساھی العین من سدم
وساء ساوۃ ان غاضت بحیرتھا
ورد واردھا بالغیظ حین ظمی
کان بالنار ما بالماء من بلل
حزنا وبالنار ما بالماء من ضرم
والجن تھتف والانوار ساطعۃ
والحق یظھر من معنیً ومن کلم
عموا وصموا فاعلان البشائر لم
تسمع وبارقۃ الانذار لم تشم
من بعد ما اخبر الاقوام کاھنھم
بان دینھم المعوج لم یقم
وبعد ما عاینوا فی الافق من شھب
منقضۃ وفق ما فی الارض من صنم
یا رب صل وسلم دائما ابدا
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

نے اپنی فراست سے (کہ اسوقت آیات بینات بکثرت
ظاہر ہوئین اور بھی اوضاع فلکیہ) دریافت کرلیا کہ
وہ لوگ ڈرائے گئے کہ زمانہ انکی زوال سلطنت اور
پیش آنے مصائب کی (بسبب ولادت سرور کائنات) قریب
آگیا ۱۲ ع ۵۳ اور نوشیروان کا محل بوقت ولادت
باسعادت بحالت شکستگی ایسا پاش پاش ہوگیا جیسے لشکر
کسریٰ کو پھر مجتمع ہونا نصیب ہوا ۱۲ ع ۵۴ (آپکے میلاد
شریف کے وقت) آتش مجوس (جو ہزار سال سے برابر
روشن تھی) بسبب افسوس کے (جو بطلان کی دلیل ہے) سرد ہوگئی
اور نہر فرات ایسی حیران اور بیخود ہوئی کہ اپنا بہاؤ
چھوڑ کر ساوہ کے کھاڑے مین جا پڑی ۱۲ ع ۵۵ اور
اہل ساوہ کو اس امر نے غمگین کیا کہ اُسکے دریاچہ کا
پانی خشک ہوگیا اور اُسکے گھاٹ پر آنے والا جبکہ تشنہ
ہوا خشمگین ناکامیاب لوٹایا گیا یا اسنے اسکو تشنہ لوٹایا
۱۲ ع ۵۶ گویا آگ کو وہ کیفیت تری حاصل ہوگئی جو پانی
مین ہوتی ہے بسبب رنج کے اور پانی کو وہ خاصہ التہاب
حاصل ہوگیا جو آگ مین تھا ۱۲ ع ۵۷ اور جنات ظہور حضور
کی آوازین کر رہے ہین اور انوار حضرتؐ کے ظاہر باہر
ہورہے ہین اور حق ظاہر ہورہا ہے امور باطنیہ سے
(مثل ظہور نور وغیرہ کے) اور امور ظاہریہ سے (مثل
آواز ہاتف کے) ۱۲ ع ۵۸ منکرین اندھے (ہوگئے)
اور بہرے ہوگئے سو اظہار بشارات سنا نہ گیا اور برق
تخویف نہ دیکھی گئی ۱۲ ع ۵۹ (اور زیادہ عجیب یہ ہے
کہ یہ قبول حق سے اُن کا اندھا اور بہرا ہونا) اس
امر کے بعد ہوا کہ اُن کے کاہن نے تمام اقوام کو یہ
خبر دیدی تھی کہ اُن کا ناراست و کج دین آیندہ قائم
نہین رہے گا اور وہ مجوس یا عام کفار اختیار راہ
صواب سے اندھے اور بہرے ہوگئے) بعد دیکھنے شعلہا
آتش کے اطراف آسمان مین جو جنات پر مارے جاتے
تھے مثل اندھے اور منھ کے بل گرنے بتوں کے
روے زمین کے ۱۲ عطرالوردہ۔

ساتوین فصل یوم و ماہ و سنہ و وقت و مکان ولادت شریفہ مین **یوم و تاریخ** سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ تھا اور تاریخ مین اختلاف ہے آٹھوین یا بارھوین کذا فی الشمامۃ۔ **ماہ** سب کا اتفاق ہے کہ ربیع الاول تھا۔ **سنہ** سب کا اتفاق ہے کہ عام الفیل تھا یعنی جس سال اصحاب الفیل ہلاک کیے گئے بقول سہیلی اس قصہ سے پچاس دن بعد اور بقول دمیاطی پچپن دن بعد کذا فی الشمامۃ۔ **وقت** بعض نے شب کہا ہے بعض نے دن قالہ الزرکشی بعض نے طلوع فجر کذا فی الشمامۃ۔ **مکان** بعض کے نزدیک مکہ مین بعض کے نزدیک شعب مین بعض کے نزدیک ردم مین بعض کے نزدیک عسفان مین کذا فی الشمامۃ عن المواہب۔ کذا فی القاموس موضع بمکۃ بالدال

من الروض

وَكَانَ مَوْلِدُهُ اَيْضًا وَنَقْلَتُهُ	لِيَوْمِ الْاِثْنَيْنِ هٰذَا الْاَمْرُ مُعْتَبَرُ
اور آپ کی ولادۃ شریفہ اور وفات شریف	دوشنبہ کے روز ہوئی اور یہ امر معتبر ہے
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

آٹھوین فصل بعض واقعات زمانہ طفولیت مین **پہلی روایت** ابن شیخ نے خصائص مین ذکر کیا ہے کہ آپ کا گہوارہ (یعنی جھولا) فرشتون کی جنبش دینے سے ہلا کرتا تھا۔ (کذا فی المواہب) **دوسری روایت** بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہؓ کہتی تھین کہ انھون نے جب آپ کا دودھ چھڑایا ہے تو آپ نے

ف اور سیر کی اس روایت پر کہ ایام واقعہ فیل مین نور محمدی عبدالمطلب کی جبین مین نمایان ہوا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ انفصال کے بعد بھی اثر کا ابقا مستبعد نہین جس طرح ہیزم سے شعلہ جدا ہونے کے بعد بھی اس کا اثر دھشتی اور گرمی رہتی ہے ۱۲ منہ **ف** چھٹی فصل کی دوسری روایت کے ذیل مین وجہ تطبیق لکھی گئی ۱۲ منہ **ف** اشہر قول اول ہے دوسرا قول ضعیف ہین یا مأول بتاویلات مناسبہ ۱۲ منہ **ف** شاید یہ وہی موقع ہے جس مین قریش نے بیت کے تعاہد و تحالف کے وقت ابو طالب آپ کو لے کر رہے تھے جس کا قصہ گیارہوین فصل مین آتا ہے ۱۲ منہ

دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اوّل جو کلام فرمایا ہے وہ یہ تھا اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔ جب آپ فراسیانے ہوئے تو باہر تشریف لیجاتے اور لڑکون کو کھیلتا دیکھتے مگر اُنسے علیحدہ رہتے (یعنی کھیل مین شریک نہ ہوتے) کذا فی المواہب تیسری روایت ابن سعد اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہؓ آپ کو کہین دور نہ جانے دیا کرتین ایک بار اُن کو کچھ خبر نہ ہوئی آپ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ عین دوپہر کے وقت مواشی کی طرف چلے گئے حضرت حلیمہ آپ کی تلاش مین نکلین یہان تک کہ آپ کو بہن کے ساتھ پایا کہنے لگین کہ اس گرمی مین (ان کو لائی ہو) بہن نے کہا کہ اماں میرے بھائی کو گرمی ہی نہین لگی مین نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو ان پر سایہ کیے ہوئے تھا جب ٹھہر جاتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلنے لگتے وہ بھی چلنے لگتا تھا یہان تک کہ اس موقع تک اسی طرح پہونچے۔ کذا فی المواہب چوتھی روایت حضرت حلیمہ سعدیہؓ سے روایت ہے کہ کہتی ہین (طائف سے) بنی سعد کی عورتون کے ہمراہ دودھ پینے والے بچون کی تلاش مین مکے کو چلی (اس قبیلہ کا یہی کام تھا) اور اُس سال سخت قحط تھا میری گود مین میرا ایک بچہ تھا مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اُسکو کافی ہوتا رات بھر اُسکے چلانے سے نیند نہ آتی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ ہوتا مین ایک دراز گوش پر سوار تھی جو غایت لاغری سے سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا ہمراہی بھی اس سے تنگ آگئے تھے ہم مکے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عورت دیکھتی اور سُنتی کہ آپ یتیم ہین کوئی قبول نہ کرتی (کیونکہ زیادہ انعام واکرام کی توقع نہ ہوتی اور ادھر ان کو دودھ کی کمی کے سبب کوئی بچہ نہ ملا) مین نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو اچھا نہین

معلوم ہوتا کہ مین خالی جاؤن مین تو اُس یتیم کو لاتی ہون شوہر نے کہا کہ بہتر شاید اللہ تعالےٰ
برکت کرے غرض مین آپ کو جا کرلے آئی جب اپنی فرودگاہ پر لائی اور گود مین لیکر دودھ
پلانے بیٹھی تو دودھ اسقدر اُترا کہ آپ اور آپکے رضاعی بھائی نے خوب آسودہ ہو کر پیا اور
آسودہ ہو کر سو گئے۔ اور میرے شوہر نے جو اونٹنی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرا
تھا غرض اُسنے دودھ نکالا اور ہم سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور رات بڑے آرام سے گذری
اور اسکے قبل سونا میسّر نہین ہوتا تھا شوہر کہنے لگا اے حلیمہ تو تو بڑی برکت والے بچّے کو لائی
مین نے کہا ہان مجکو بھی یہی امید ہے پھر ہم مکّے سے روانہ ہوئے اور مین آپ کو لیکر اُسی
دراز گوش پر سوار ہوئی پھر تو اُسکا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اُسکو پکڑ نہ سکتی تھی میری ہمراہی
عورتین تعجب سے کہنے لگین کہ حلیمہ ذرا آہستہ چلو یہ وہی تو ہے جسپر تم آئی تھین مین نے
کہا ہان وہی ہے وہ کہنے لگین کہ بیشک اسمین کوئی بات ہے پھر ہم اپنے گھر پہونچے
اور وہان سخت قحط تھا سو میری بکریان دودھ سے بھری آتین اور دوسرون کو اپنے
جانورون مین ایک قطرہ دودھ نہ ملتا میری قوم کے لوگ اپنے چرواہون سے کہتے
کہ ارے تم بھی وہان ہی چراؤ جہان حلیمہ کے جانور چرتے ہین مگر جب بھی وہ جانور خالی آتے
اور میرے جانور بھرے آتے (کیونکہ چراگاہ مین کیا رکھا تھا وہ تو بات ہی اور تھی) غرض
ہم برابر خیر و برکت مشاہدہ کرتے رہے یہان تک دو سال پورے ہو گئے اور مین نے
آپ کا دودھ چھڑایا اور آپ کا نشو و نما اور بچون سے بہت زیادہ تھا یہان تک کہ دو سال
کی عمر مین اچھے بڑے معلوم ہونے لگے پھر ہم آپکو آپ کی والدہ کے پاس لائے مگر آپ کی
برکت کی وجہ سے ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ اور رہین اسلیے آپ کی والدہ سے اصرار کرکے وبائ
مکّہ کے پھیلنے سے پھر اپنے گھر لے آئے سو چند ہی مہینے بعد ایک بار آپ اپنے رضاعی بھائی کے

ساتھ مواشی مین پھر رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھسے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے والے آدمیون نے پکڑ کر لٹایا اور شکم چاک کیا۔ مین اسی حال مین چھوڑ کر آیا ہون سو ہم دونون گھبرائے ہوئے گئے دیکھا کہ آپ کھڑے ہین مگر رنگ (خوف سے) متغیر ہے مین نے پوچھا بیٹا کیا تھا؟ فرمایا دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجکو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے اسمین کچھ ڈھونڈ کر نکالا معلوم نہین کیا تھا۔ ہم آپ کو اپنے ڈیرے پر لائے اور شوہر نے کہا حلیمہؓ اس لڑکے کو آسیب کا اثر ہوا ہے قبل اسکے کہ اسکا زیادہ ظہور ہو ان کے گھر پہونچا آ۔ مین والدہ کے پاس لیکر گئی کہنے لگین کہ تو تو اسکا رکھنا چاہتی تھی پھر کیون لے آئی؟ مین نے کہا اب خدا کے فضل سے ہوشیار ہو گئے اور مین اپنی خدمت کر چکی خدا جانے کیا اتفاق ہوتا اسلیے لائی ہون۔ اُنھون نے فرمایا یہ بات نہین سچ بتلا؟ مین نے سب قصہ بیان کیا۔ کہنے لگین تجکو انپر شیطان کے اثر کا اندیشہ ہوا؟ مین نے کہا ہان۔ کہنے لگین ہرگز نہین واللہ شیطان کا انپر کچھ اثر نہین ہو سکتا میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے۔ پھر اُنھون نے بعض حالات حمل و ولادت کے بیان کر کے کہا (جو پانچوین فصل کی دوسری اور تیسری روایت اور چھٹی فصل کی پہلی روایت کے اخیر مین مذکور ہوئے) اچھا انکو چھوڑ دو اور خیریت سے چلی جاؤ کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اس روایت مین متعدد واقعات پُر کرامات مذکور ہین جیسا کہ ظاہر ہے **ف** اور حلیمہؓ کے اُس لڑکے کا نام عبداللہ ہے اور یہ انیسہ اور حذامہ کے بھائی ہین اور یہ حذامہ شیما کے نام سے مشہور ہین اور یہ سب اولاد ہین حارث بن عبدالعزیٰ کی جو شوہر ہین حلیمہؓ کے کذا فی زاد المعاد اور بعض اہل علم نے ان سب کے ایمان لانے کی تصریح کی ہے کذا فی الشمامۃ و زاد المعاد **روایت** پانچوین روایت محمد بن اسحق نے

ثور بن یزید سے (اس بار کے شق صدر کے بعد کا واقعہ) مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُن دو سفید پوش شخصون مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کو انکی امت کے دس آدمیون کے ساتھ وزن کرو چنانچہ وزن کیا تو مین بھاری نکلا پھر اسی طرح سنو کے ساتھ پھر ہزار کے ساتھ وزن کیا پھر کہا کہ بس کرو واللہ اگر انکو انکی تمام اُمت سے وزن کروگے تب بھی یہی وزنی نکلین گے کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اس جملہ مین آپ کو بشارت سُنادی کہ آپ نبی ہونے والے ہین **ف**[2] اور شق صدر اور قلب[1] طہر کا دُھلنا چار بار ہوا ایک تو یہی جو مذکور ہوا دُوسری بار بعمر دس سال یہ صحرا مین ہوا تھا۔ تیسری بار وقت بعثت کے بماہ رمضان غار حرا مین۔ چوتھی بار شب معراج مین اور پانچوین ثابت نہین کذا فی شمامۃ بتغییر یسیر۔ شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ نے تفسیر سورۂ الم نشرح مین اسکے متعلق نکتہ یہ لکھا ہے کہ پہلی بار کا شق کرنا اسلیے تھا کہ آپکے دل سے حب لہو و لعب جو لڑکون کے دل مین ہوتی ہے نکال ڈالین۔ اور دوسری بار اسلیے کہ جوانی مین آپکے دل مین رغبت ایسے کامون کی جو بمقتضاے جوانی خلاف مرضی الٰہی سرزد ہوتی ہین نہ رہے۔ اور تیسری بار اسلیے کہ آپکے دل کو طاقت مشاہدہ عالم ملکوت اور لاہوت کی ہو کذا فی تواریخ حبیب آلہ۔ چھٹی[3] روایت آپ پستان راست کا شیر پیا کرتے اور پستان چپ اپنے بھائی رضاعی یعنی حلیمہؓ کے بیٹے کے لیے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے۔ ایسا عدل آپ کی طبیعت مین تھا۔ اور لڑکپن مین کبھی آپنے بول و براز کپڑے مین نہین کیا بلکہ دونون کے وقت مقرر تھے کہ اُسی وقت رکھنے والے آپ کو اُٹھا کر جا ضرور

[2] یہ ایک قول ہے اور بعض کے نزدیک ماہ ربیع الاول مین کذا فی زاد المعاد ۱۲ منہ [3] عظمت سے عالم بینہ کہ ملکوت پر کیونکہ عالم ماسوی اللہ ہے اور لاہوت مراتب الٰہیہ سے ہے ۱۲ منہ

پیشاب کرا لیتے۔ اور کبھی ستر آپ کا برہنہ نہ ہوتا اور جو کپڑا اتفاقاً اُٹھ جاتا تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے۔ کذا فی تواریخ حبیب اللہ۔ ایک بار اپنے بچپن کا واقعہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ مین ایک بار بچون کے ساتھ پتھر اُٹھا اُٹھا کر لارہا تھا اور سب اپنی لنگی اُتار کر گردن پر پتھر کے نیچے رکھے ہوئے تھے مین نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا (کیونکہ اتنے بچپن مین انسان مکلف بھی نہین ہوتا اور طبعاً و عرفاً بھی ایسے بچے سے ایسا امر خلاف حیا نہین سمجھا جاتا) دفعۃً (غیب سے) زور سے ایک دھکا لگا اور یہ آواز آئی کہ اپنی لنگی باندھو بس مین نے فوراً باندھ لی اور گردن پر پتھر لانے شروع کیے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ساتوین روایت** ابن عساکر نے حلیمہؓ بن عرفطہ سے روایت کیا ہے کہ مین مکہ معظمہ پہونچا اور وہ لوگ سخت قحط مین تھے قریش نے کہا اے ابو طالب چلو پانی کی دعا مانگو ابو طالب چلے اور اُنکے ساتھ ایک لڑکا تھا اسقدر حسین جیسے بدلی مین سے سورج نکلا ہو (یہ لڑکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو اسوقت ابو طالب کی پرورش مین تھے) ابو طالب نے اُن صاحبزادے کی پشت خانہ کعبہ سے لگائی اور صاحبزادے نے اُنگلی سے اشارہ کیا اور آسمان مین کہین بدلی کا نشان نہ تھا سب طرف سے بادل آنا شروع ہوا اور خوب پانی برسا کذا فی المواہب اور یہ واقعہ آپ کی صغر سنی مین ہوا کذا فی تواریخ حبیب اللہ۔ **آٹھوین روایت** ایک مرتبہ آپ ابو طالب کے ساتھ بارہ برس کی عمر مین سفر تجارت شام کو گئے راہ مین بحیرا راہب نصاری کے پاس اتفاقِ قیام ہوا۔ راہب نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور قافلے کی دعوت کی اور ابو طالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالمون کے ہین اور اہل کتاب (یہود اور نصاری) انکے دشمن ہین انکو ملک شام مین نہ لیجاؤ مبادا اُن کے ہاتھ سے انکو گزند پہونچے سو ابو طالب نے مال تجارت

وہین بیچا اور بہت نفع پایا اور وہین سے مکے کو پھر آئے کذا فی تواریخ حبیب آلہ ف
سیرۃ ابن ہشام مین یہ قصہ بہت مفصل و مبسوط ہے۔ **نوین روایت** آپ جب ابوطالب
کی کفالت و تربیت مین تھے جب اُنکے عیال کے ہمراہ کھانا کھاتے سب شکم سیر ہوجاتے
اور جب نہ کھاتے تو وہ بھوکے رہتے کذا فی الشمامۃ۔

من الروض

وَیَاھَنَا ابْنَۃِ سَعْدٍ وَھِیَ قَدْ سَعِدَتْ	سَعَادَۃً قَدْرُھَا بَیْنَ الْوَرٰی خَطِرُ
اور کیا خوش قسمتی ہے حضرت سعدیہ کی کہ انکو ایسی سعادت	حاصل ہوئی جس کی قدر مخلوق مین عظیم ہے
اِذْ اَرْضَعَتْ خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ کُلِّھِمِ	ھٰذَا ھُوَ الْفَوْزُ لَا مُلْکٌ وَّلَا وَزَرُ
کیونکہ انھون نے بہترین تمام خلائق کو دودھ پلایا	یہ بڑی کامیابی ہو (اسکی برابر) نہ شاہی نہ وزارت
رَأَتْ لَہٗ مُعْجِزَاتٍ فِی الرِّضَاعِ بَدَتْ	وَشَاھَدَتْ بَرَکَاتٍ لَیْسَ تَنْحَصِرُ
انھون نے آپکے بہت سے معجزات دیکھے جو رضاع کی حالت مین ظاہر ہوئے	اور ایسی برکات کا مشاہدہ کیا جن کا حصر نہین ہو سکتا
وَحَدَّثَتْ قَوْمَہٗ اَھْلُ الْکِتٰبِ بِمَا	یَکُوْنُ مِنْ شَانِہٖ مُذْ شَخْصَہٗ نَظَرُوْا
اور اہل کتاب نے اپنی قوم سے آپ کے	حالات بیان کیے جب سے کہ آپ کو دیکھا
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

نوین فصل اُنکے نامون مین جنکے متعلق آپ کی تربیت و رضاع یکے بعد دیگرے ہوتا
رہا۔ آپ زمانہ حمل مین تھے کہ آپکے والد عبداللہ کی وفات ہوگئی کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔
صرف دو مہینے حمل پر گذرے تھے کہ عبداللہ شام کو قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو
گئے تھے وہان سے پھرتے ہوئے مدینہ مین اپنے مامون کے پاس بیمار ہوکر ٹھہر گئے تھے
کہ وہان ہی وفات پائی کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ اور جب آپ چھہ سال کے ہوئے تو آپکی
والدہ آمنہؓ آپ کو لیکر مدینہ مین اپنے اقارب سے ملنے گئین تھین مکے کو واپس آتے ہوئے

درمیان مکے و مدینے کے موضع ابوا میں اُنھوں نے وفات پائی کذا فی سیرۃ ابن ہشام
اور اُسوقت ام ایمن بھی ساتھ تھین کذا فی المواہب۔ پھر آپ اپنے دادا عبدالمطلب کی
پرورش مین رہے۔ جب آپ آٹھ سال کے ہوئے عبدالمطلب کی بھی وفات ہولی کذا
فی سیرۃ ابن ہشام اور اُنھون نے ابوطالب کو آپ کی نسبت وصیت کی تھی چنانچہ پھر آپ
اُنکی کفالت مین رہے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ یہان تک کہ اُنھون نے نبوت کا زمانہ بھی
پایا۔ اور سات روز تک آپنے والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ پھر چند
روز تک ثویبہ نے دودھ پلایا جو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اُنکے اسلام مین
اختلاف ہے اور آپ ہی کے ساتھ حضرت ابوسلمہ اور حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا۔ اور
اُسوقت اُنکا بیٹا مسروح دودھ پیتا تھا پھر حلیمہ سعدیہؓ نے پلایا اور اس دودھ کے
شریک بھائی بہنون کے نام اور اسلام کی نسبت آٹھوین فصل کی چوتھی روایت کے ذیل مین
کچھ مضمون مذکور ہوا ہے اور ان ہی حلیمہؓ نے آپ کے ساتھ آپکے چچا زاد بھائی ابوسفیان
بن الحارث بن عبدالمطلب کو بھی دودھ پلایا یہ عام فتح مین مسلمان ہوئے اور بہت پکے
مسلمان ہوئے۔ اور اُس زمانے مین حضرت حمزہ بھی بنی سعد مین کسی عورت کا دودھ
پیتے تھے سو اُس عورت نے بھی ایک روز آپ کو دودھ پلا دیا جب آپ حلیمہؓ کے پاس تھے
تو حضرت حمزہ دو عورتون کے دودھ کی وجہ سے آپکے رضاعی بھائی ہین ایک ثویبہ کے
دودھ سے دوسرے اس سعدیہ کے دودھ سے کذا فی زاد المعاد۔ اور جن کے آغوش
مین آپ رہے وہ یہ ہین۔ آپ کی والدہ۔ اور ثویبہ۔ اور حلیمہؓ۔ اور شیماء آپکی رضاعی
بہن۔ اور ام ایمن حبشیہ جنکا نام برکت ہے یہ آپ کو آپکے والد سے میراث مین ملی تھین اور آپنے

انکا نکاح حضرت زیدؓ سے کیا تھا جن سے اسامہ پیدا ہوئے۔ کذا فی زاد المعاد ۵

شاباش آن صدف کہ چنان پرورد گہر	آبا از و مکرم و ابنا عزیز تر
صلوا علیہ ما طلع الشمس والقمر	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دسوین فصل شباب سے نبوت تک کے بعض حالات مین۔ **پہلی روایت** جب آپ چودہ یا پندرہ سال کے ہوئے اور بقولے بیس سال کے ہوئے تو قریش اور قیس عیلان مین ایک لڑائی ہوئی تو اس واقعہ کے بعض تاریخون مین آپ بھی تشریف فرماے معرکہ ہوے مین اور آپنے فرمایا ہے کہ مین اپنے اعمام کو عدو کے تیرون سے بچاتا تھا اور اس واقعہ کا بڑا قصہ ہے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اس سے آپ کا اوّل ہی سے شجاع ہونا ثابت ہوتا ہے۔ **دوسری روایت** جب آپ پچیس سال کے ہوئے تو حضرت خدیجہؓ بنت خویلد نے جو کہ قریش مین ایک مالدار بی بی تھین اور تاجرون کو اپنا مال کثر مضاربت پر دیتی رہا کرتی تھین آپ کے صدق و امانت و حسن معاملہ و اخلاق کی خبر سُنکر آپ سے درخواست کی کہ میرا مال مضاربت پر شام کی طرف لیجائیے اور میرا غلام میسرہ آپ کے ساتھ جاویگا آپنے قبول فرمایا یہان تک کہ آپ شام مین پہونچے اور کسی موقع پر آپ ایک درخت کے نیچے اُترے وہان ایک راہب کا صومعہ تھا اُس راہب نے آپ کو دیکھا اور میسرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہین میسرہ نے کہا کہ قریش اہل حرم مین سے ایک شخص ہین راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کوئی کبھی نہین اُترا آپ شام سے خوب نفع لیکر واپس ہوئے۔ اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دُھوپ تیز ہوتی تھی تو دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے جب آپ مکے پہونچے تو حضرت خدیجہؓ کو اُنکا مال سپرد کیا تو دیکھا کہ دو گنا یا اُسکے قریب نفع ہوا ہے (یہ تو آپکے صدق و امانت کی بیّن دلیل تھی) اور میسرہ نے اُن

اُس راہب کا قول اور فرشتون کے سایہ کرنے کا قصہ بیان کیا حضرت خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل سے جو کہ اُنکے چچا زاد بھائی اور عیسائی مذہب کے بڑے عالم تھے ذکر کیا ورقہ نے کہا کہ اے خدیجہؓ اگر یہ بات صحیح ہے تو محمدؐ اس امت کے نبی ہین اور مجکو (کتب سماویہ سے) معلوم ہے کہ اس امت مین ایک نبی ہونے والا ہے اور اُسکا یہی زمانہ ہے حضرت خدیجہؓ بڑی عاقل تھین یہ سب سنکر آپکے پاس پیغام بھیجا کہ مین آپ کی قرابت اور اشرف القوم اور امین اور خوشخو اور صادق القول ہونے کے سبب آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہون آپنے اپنے اعمام سے ذکر کیا اور اُن کے اہتمام سے نکاح ہو گیا۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ اُس راہب کا نام نسطورا تھا۔ کذا فی تواریخ حبیب اِلٰہ۔ **تیسری روایت** جب آپ پینتیس سال کے ہوئے قریش نے خانۂ کعبہ کی از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا جب حجر اسود کے موقع تک تعمیر پہونچی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اسکی جگہ پر مین رکھون قریب تھا کہ اُنمین ہتیار چلے آخر اہل الرائے نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازے سے جو سب مین پہلے آوے اُسکے فیصلے پر سب عمل کرو سو سب سے اوّل حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ سب دیکھکر کہنے لگے کہ یہ محمدؐ ہین امین ہین اور قریش آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے اور آپ کی خدمت مین یہ معاملہ پیش کیا آپنے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا آپنے حجر اسود اپنے دست مبارک سے اُس کپڑے مین رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلے کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پلہ تھام لے اور خانۂ کعبہ تک لاوین جب وہان تک پہونچا آپنے خود اُسکو اُٹھا کر اُسکے موقع پر رکھدیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ اس فیصلے سے سب راضی ہو گئے اُٹھانے کا شرف تو سب کو حاصل ہو گیا اور چونکہ آپنے فرمایا تھا کہ سب آدمی مجکو اسکے موقع پر رکھنے کے لیے

اپنا وکیل بنادین کہ فعل وکیل کا بمنزلہ موکل کے ہوتا ہے تو اس طرح رکھنے مین بھی سب شریک ہو گئے۔ کذا فی تواریخ حبیب آلہ بتغییر الالفاظ۔

من الروض

وَفِی خَدِیجَۃَ الْکُبْرٰی وَقِصَّتِہَا	عَجَائِبٌ یَا اُولِی الْاَبْصَارِ فَاعْتَبِرُوْا
اور حضرت خدیجۃ الکبری کے قصے مین	عجائب امور ہین اے اہل بینش سوخیال کرو
اِخْتَارَتِ الْمُصْطَفٰی بَعْدَ اَنْ قَدْ نَظَرَتْ	فِی مُعْجِزَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَنْتَشِرُ
اور انھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے	معجزات مین جو کہ ظاہر تھے نظر کی تھی
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

گیارھوین فصل نزول وحی مین اور کفار کی مخالفت مین جب آپ چالیس برس کے ہوئے آپ کو خلوت محبوب ہو گئی آپ غار حرا مین تشریف لیجاتے اور کئی کئی روز رہتے اور نبوت سے چھ مہینے پہلے سے آپ سچے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے کہ ایک دفعہ اچانک ربیع الاول کی آٹھوین دوشنبہ کے دن جبرئیل علیہ السلام آئے اور سورۂ اقرأ کی شروع کی آیتین آپ پر لائے اور آپ مشرف بہ نبوت ہو گئے۔ اِسکے ایک عرصہ کے بعد سورۂ مدثر کی آیتین اول کی نازل ہوئین تو آپنے حسب حکم فانذر دعوت اسلام شروع کی مگر پوشیدہ پھر یہ آیت آئی فاصدع بما تؤمر آپنے علی الاعلان دعوت شروع کی بس کفار نے عداوت اور ایذا شروع کی لیکن ابوطالب آپ کی حمایت کرتے تھے ایکبار کفار نے جمع ہو کر ابوطالب سے کہا کہ یا تو تم محمدؐ کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم تم سے لڑین گے انھون نے حوالے کرنا قبول نہ کیا۔ کفار نے آپکے قتل کا مصمم ارادہ کیا۔ ابوطالب آپکو لیکر مع تمام بنی ہاشم و بنی مطلب کے ایک شعب یعنی گھاٹی مین بواسطے محافظت کے جا رہے اور کفار نے آپ سے اور بنی ہاشم و بنی مطلب سے برادری قطع کر دی اور سوداگر دن کو

منع کر دیا کہ ان لوگون کے پاس کوئی چیز نہ بھیجین اور ایک کاغذ اس قطع علاقہ کے عہد کا لکھکر خانہ کعبہ مین لٹکا دیا۔ تین سال تک آپ اور بنی ہاشم و بنی مطلب اس شعب مین نہایت تکلیف مین رہے آخر کار آپ کو بوحی الٰہی اس بات سے اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے اُس عہدنامہ کے کاغذ کو بالکل کھالیا بجز اللہ کے نام کے کہ اُسمین کہین کہین تھا ایک حرف نہین چھوڑا آپنے یہ حال ابو طالب سے کہا۔ اُنھون نے شعب سے نکلکر یہ بات قریش سے بیان کی اور کہا کہ اُس کاغذ کو دیکھو اگر محمدؐ کا بیان غلط نکلے تو ہم اُنھین تمھارے حوالے کر دینگے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اِس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبے پر سے اُتار کر اُس کاغذ کو دیکھا فی الواقع ایسا ہی تھا تب قریش اُس ظلم سے باز آئے اور عہدنامہ کو چاک کر ڈالا ابو طالب آپ کو اور بنی ہاشم و بنی مطلب[۵] کو لیکر شعب سے نکل آئے اور آپ بدستور دعوت الی اللہ مین مشغول ہوئے کذا فی تواریخ حبیب الٰہ وغیرہ اور یہ عہدنامہ بخط منصور بن عکرمہ بن ہشام لکھا گیا تھا اور غرۂ محرم شنبہ سات نبوت کو لٹکایا گیا تھا اُسکا ہاتھ خشک ہو گیا اور نبوت سے سال دہم مین شعب سے باہر آئے تھے اور اسی سال مین حصار شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابو طالب کا انتقال ہو گیا اور اُن کے تین دن بعد

---

۵ عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم۱۔ مطلب۲۔ عبد شمس۳۔ نوفل۴۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہاشم کی اولاد مین ہین اور مطلب کی اولاد مین بنی مطلب ہین۔ عبد شمس کی اولاد مین بنی اُمیہ ہین۔ حضرت عثمانؓ بنی امیہ مین ہین۔ اور نوفل کی اولاد مین حضرت جبیرؓ بن مطعم ہین۔ بنی مطلب حالت کفر مین بھی مثل بنی ہاشم کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اسی سبب سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حصہ ذوی القربیٰ کا تقسیم فرمایا بنی مطلب کو بھی دیا حضرت عثمانؓ اور جبیر بن مطعمؓ نے اِس باب مین عرض کیا اور کہا کہ بنی ہاشم کی ترجیح کا ہمین انکار نہین اِس لیے کہ خداے تعالیٰ نے آپ کو اُن مین پیدا کیا ہے مگر بنی مطلب اور ہم آپسے ایک سی قرابت رکھتے ہین اُن کی ترجیح کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنی مطلب اور بنی ہاشم مثل ذات واحد کے ہین۔ یعنی ہمیشہ باہم رہتے ہین۔ ترجیح کی یہ وجہ ہے ۱۲ منہ

حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوگئی کذا فی الشمامۃ بعد وفات حضرت خدیجہؓ کے آپکے دو نکاح
قرار پائے ایک حضرت عائشہؓ سے کہ اُسوقت چھہ سال کی تھین مکے مین اُنکا نکاح ہوا اور مدینے
آکر نو برس کی عمر مین رخصت ہوکر آئین اور دوسرا نکاح حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے کہ بیوہ
تھین مکے مین نکاح ہوا اور آپکے ساتھ مدینے مین آئین اور ہمیشہ ازواج مین رہین۔ کذا
فی تاریخ حبیب الہ۔ اس سال دہم مین آپ طائف بنی ثقیف کی طرف تشریف لے گئے اور
یہ جانا دعوتِ اسلام کے لیے اور نیز اسلیے تھا کہ اُنسے کچھ مدد لین (کیونکہ بعد وفات ابوطالب کے
کوئی باوجاہت آدمی آپ کا حامی نہ تھا) لیکن وہان کے سردارون نے آپ کی کچھ مدد نہ کی
بلکہ سفلے لوگون کو بہکا کر آپ کو بہت تکلیف پہونچائی آپ وہان سے ملول ہوکر مکے کو واپس ہوئے
جب آپ بطن نخلہ مین کہ ایک دن کی راہ پر مکے سے ہے پہونچے رات کو وہان رہ گئے آپ
قرآن مجید نماز مین پڑھ رہے تھے کہ سات یا نو جن نینوے کے کہ ایک قریہ ہے موصل مین
وہان پہونچے اور کلام اللہ سُنکر ٹھہر گئے جب آپ نماز پڑھ چکے وہ ظاہر ہوئے اُنھین اسلام
کی طرف دعوت کی وہ سب بے توقف مسلمان ہوگئے اور اُنھون نے اپنی قوم کو جاکر اسلام کی
دعوت دی سورۂ احقاف آیۃ واذ صرفنا الیك نفرا من الجن مین اسی قصے کی طرف
اشارہ ہے پھر آپ مکے تشریف لائے اور بدستور ہدایت خلق اللہ مین مشغول ہوئے اور
آپ عکاظ و مجنہ و ذی المجاز مین کہ اسواق عرب تھے جاتے اور دعوت کرتے مگر کوئی
قبیلہ متوجہ نہ ہوتا یہان تک کہ سن گیارہ نبوت مین آپ موسم حج مین اسلام کی طرف
دعوت فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ انصار کے آپ کو ملے آپنے اُن کو دعوت اسلام کی کی
اُنھون نے یہود مدینہ سے سُنا تھا کہ ایک پیغمبر عنقریب پیدا ہون گے اور وہ انصار سے
مغلوب ہتے تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہون گے ہم اُنکے ساتھ ہوکر تم کو

قتل کرین گے انصار نے آپ کی دعوت سنکر کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہین جن کا ذکر یہود کرتے ہین لیکن ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے اُن سے آملین اور چھ آدمی اُنمین سے مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ سال آیندہ مین ہم پھر آوینگے مدینے مین جاکر اُنھون نے آپکا ذکر کیا اور ہر گھر مین آپ کا ذکر ہو پہنچا اگلے سال کہ نبوت سے بارھوان سال تھا بارہ آدمی نے آپ سے آکر ملاقات کی پانچ پہلون مین کے اور سات اور اُنھون نے احکام اسلام اور اطاعت پر بیعت کی اسکا نام بیعت عقبۂ اُولیٰ ہے آپ نے حسب درخواست اُنکی مصعب ابن عمیر کو واسطے تعلیم قرآن مجید اور شرائع اسلام کے مدینے کو بھیجدیا مصعب نے تعلیم قرآن و شرائع اور دعوت اسلام کی اور اکثر آدمی انصار مین کے مسلمان ہو گئے تھوڑے اُنمین سے باقی رہے پھر اگلے سال کہ نبوت سے تیرھوان سال تھا ستر آدمی شرفاے انصار مین سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے اور عہد و پیمان آپکے ساتھ کیا کہ آپ جو مدینے کو تشریف لیجاوینگے ہم خدمت گذاری مین کوتاہی نہ کرینگے اور جو کوئی دشمن آپ کا مدینے پر چڑھ آویگا ہم اُس سے لڑینگے اور جان نثاری مین قصور نہ کرینگے اسکا نام بیعت عقبۂ ثانیہ ہے عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہین ایک گھاٹی پر یہ دونون بیعتین ہوئی تھین کذا فی تاریخ حبیب الٰہ و سیرۃ ابن ہشام

من الروض

وَعِنْدَ مَا جَاءَ جِبْرِيلٌ وَقَالَ لَهُ
اور جب جبریل علیہ السلام آئے آپ سے فرمایا کہ

ادْعُ إِلَى دِينِ إِلَٰهِ الْعَرْشِ فَاتَّدَرَتْ
آپنے رب العرش کے دین کی طرف دعوت فرمائی سو آپکی عوض

وَقَامَ مُبْتَدِرًا قَوْمًا خَالَفُوا سُفَهَا
اور آپ مستعد ہو گئے کہ ایسی قوم کو ڈرائے لگے جھون نے حماقت سے مخالفت

فَبَرَّأَ اللّٰهُ مِمَّا قَذَّمُوهُ بِهِ
سو اللہ تعالے نے آپ کو اُن تہمتون سے بری کیا

اِقْرَأْ وَأُنْزِلَتِ الْآيَاتُ وَالسُّوَرُ
پڑھیے اور آیات اور سورتین نازل ہونے لگین

لَمَّا دَعَى زُمَرًا مِنْ بَعْدِهَا زُمَرُ
بہت سی جماعتین دعوتین اور اُنکے بعد و جماعتین دعوتین

وَكَذَّبُوا حَسَدًا وَالْحَقَّ هُمْ بَطَرُوا
اور حسد سے تکذیب کی اور حق سے تکبر کیا

وَزَوَّرُوهُ فَقَالُوا الْعِدَى هَذَرُ
جو اُنھون نے آپ پر لگائی تھین اور اُن کو اختراع کیا تھا

وقایة الله اغنت عن مضاعفة	من الدروع فما الا رماح والبتر
حمایت خداوندی نے زرہون کے اوپر تلے پہننے کی	ضرورت نہ رکھی سو نیزے اور تلوارین کیا چیز ہین
یارب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک من زانت بہ العصر

فصل بارھوین واقعہ معراج شریف مین (اور اس فصل کو بوجہ مہتم بالشان ہونے کے ملقب بہ تنویر السراج فی لیلة المعراج کرتا ہون)

منجملہ کمالات نبویہ عظیمة الشان کے ایک یہ واقعہ ہے جو مکے مین بقول زہری ۵ سنہ ہجری نبوت کے بعد ہوا (کذا قالہ النووی) جسکے راوی اتنے صحابی ہین حضرت عمرؓ حضرت علیؓ۔ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن عمروؓ حضرت ابی بن کعبؓ۔ حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت انسؓ۔ حضرت جابرؓ۔ حضرت بریدہؓ۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ۔ حضرت حذیفہ بن الیمان۔ حضرت شداد بن اوسؓ۔ حضرت صہیبؓ۔ حضرت مالک بن صعصعہؓ حضرت ابی امامہؓ حضرت ابوایوبؓ۔ حضرت ابوحبہؓ حضرت ابوذرؓ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت ابوسفیان بن حربؓ۔ مردون مین سے اور حضرت عائشہؓ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ حضرت ام ہانیؓ۔ حضرت ام سلمہؓ۔ عورتون مین سے اور ان کے سوا اور بھی۔ اب بعض واقعات لکھتا ہون۔ **واقعۂ اول** آپ ارشاد فرماتے ہین کہ مین حطیم مین لیٹا تھا (رواہ البخاری) اور ایک روایت مین ہے کہ آپ شعب ابی طالب مین تھے (رواہ الواقدی)

ع اس فصل کی روایتین مواہب سے ہین اور جو دوسری کتاب کی ہین وہان اُنکے نام کے ساتھ لفظ کذا بڑھا دیا ہے اور اگر اس فصل کو کبھی جداگانہ شائع کیا جاوے تو یہ حاشیہ اس لفظ فصل پر لکھا جاوے جو اسکی تمہید مین مذکور ہے جیسا حاشیہ آیندہ مین معلوم ہوگا ۱۲ منہ عہ اس تلقیب مستقل مین یہ مصلحت بھی سوچی گئی کہ اگر اسکو جداگانہ چھاپنا چاہے تو نام نہ سوچنا پڑے البتہ اس صورت مین اسکے اول مین بطور تمہید کے یہ عبارت بڑھا دینا مستحسن ہوگا۔ بعد حمد و صلوٰة یہ ایک فصل ہے نشر الطیب کی واقعہ معراج شریف مین جسکا لقب خود مؤلف نے تنویر السراج فی لیلة المعراج رکھا تھا جسکو مستقلاً شائع کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق منجملہ کمالات نبویہ الخ ۱۲ منہ

سے مگر چونکہ شہرہ بارھوان سنہ تھا اسلیے یہ فصل ترتیب مین فصل سابق کے مضمون سے مؤخر کی گئی ۱۲ منہ

اور ایک روایت مین ہے کہ آپ ام ہانی رضؓ کے گھر تھے (رواہ الطبرانی) اور ایک روایت مین ہے کہ آپ اپنے گھر مین تھے اور چھت کھولی گئی (رواہ البخاری) **ف** جمع ان روایات مین یہ ہے کہ ام ہانی رضؓ کے گھر کو جو کہ شعب ابی طالب کے پاس تھا آپ نے بوجہ سکونت کے اپنا گھر فرما دیا وہان سے آپ کو مسجد مین حطیم مین لے گئے اور ہنوز نوم کا اثر باقی تھا کہ وہان پہونچکر بھی لیٹ گئے **ف** اور چھت کھولنے مین حکمت یہ تھی کہ آپ کو ابتداے امر ہی سے معلوم ہوجاے کہ میرے ساتھ کوئی معاملہ خارق عادت ہونے والا ہے۔ **واقعۂ دوم** کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ آپ مسجد حرام مین سوتے تھے کہ آپکے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور ایک روایت مین ہے کہ تین شخص آئے ایک نے کہا کہ وہ (یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) ان (حاضرین) مین سے کون سے ہین دوسرا بولا وہ جو سب سے اچھے ہین تیسرا بولا تو پھر جو سب سے اچھا ہے اُسی کو لے لو آیندہ شب کو پھر وہی تینون آئے اور کچھ بولے نہین اور آپ کو اُٹھا لے گئے (رواہ البخاری) **ف** یہ حالت کہ کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے ابتدا مین تھی اور اسی کو سونا کہدیا پھر آپ جاگ اُٹھے اور تمام واقعہ مین بیدار رہے۔ اور بعض روایت مین جو معراج کے اخیر مین آیا ہے کہ پھر مین جاگ اُٹھا مراد یہ ہے کہ اُس حالت سے افاقہ ہوگیا اور بعض نے اس زیادت کو غیر محفوظ کہا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ ان حاضرین مین سے کون سے ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ قریش خانۂ کعبہ کے آس پاس سویا کرتے تھے (رواہ الطبرانی) اور طبرانی ہی مین ہے کہ اوّل جبرئیلؑ و میکائیلؑ آئے اور یہ گفتگو کر کے چلے گئے پھر تین آئے اور مسلم مین ارشاد نبوی ہے کہ مین نے ایک کہنے والے کو سُنا کہ کہتا ہے کہ ان تین مین ایک شخص ہین جو دو شخص کے بیچ مین ہین اور مواہب مین ہے کہ مراد ان دو شخصون سے حضرت حمزہ رضؓ و حضرت جعفر رضؓ ہین کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

ان دونون کے درمیان سو رہے تھے۔ **واقعہ سوم** اوّل آپ کا سینہ اوپر سے اسفل بطن تک چاک کیا گیا اور آپ کا قلب نکالا گیا اور ایک زرین طشت مین زمزم شریف کا پانی تھا اُس سے آپ کا قلب دھویا گیا پھر ایک اور طشت آیا جس مین ایمان اور حکمت بھا وہ قلب مین بھر دیا گیا اور اُسکے اصلی مقام پر اُسکو رکھکر درست کر دیا گیا (کذا رواہ مسلم عن روایتین عن ابی ذر ومالک بن صعصعۃ) **ف** ملائکہ کا زمزم شریف سے آپکے قلب کو دھونا حالانکہ کوثر سے بھی پانی آسکتا تھا بعض علما کے نزدیک اسکی دلیل ہے کہ آب زمزم اُس سے افضل ہے (قالہ شیخ الاسلام البلقینی) اور سونے کے طشت کا استعمال باوجود اُسکے ممنوع ہونے کے کئی توجیہ کو محتمل ہے اوّل یہ کہ تحریم ذہب مدینے مین ہوئی تو اُسوقت تحریم نہ تھی (فتح الباری) دوسرے یہ کہ معراج از قبیل امور آخرت تھی اور آخرت مین استعمال سونے کا جائز ہوگا۔ تیسرے یہ کہ آپنے استعمال نہین کیا اور ملائکہ اس حکم کے مکلّف نہین (عن ابی جمرۃ) اور ایمان وحکمت کا طشت مین ہونا اسکے معنی یہ ہین کہ کوئی ایسی چیز جواہر غیبیہ سے تھی جس سے ایمان اور حکمت مین ترقی ہو جیسے دنیا کے بعض جواہر تلبس واستعمال قلب اور دماغ مین قوت اور فرحت بڑھاتا ہے چونکہ وہ سبب بھا حکمت وایمان کا اسلیے اُسکا یہی نام رکھدیا گیا (کذا قالہ النووی) **واقعہ چہارم** پھر آپکے پاس ایک دابہ سفید رنگ حاضر کیا گیا جو بُراق کہلاتا ہے جو دراز گوش سے ذرا اونچا اور خچر سے ذرا نیچا تھا جو اسقدر برق رفتار ہے کہ اپنی منتہائے نظر پر قدم رکھتا ہے (کذا رواہ مسلم) اور اُسپر زین ولگام رکھا ہوا تھا۔ جب آپ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کرنے لگا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تجھکو کیا ہوا آپ سے زیادہ مکرم عنداللہ کوئی شخص تجھپر سوار نہین ہوا بس وہ عرق عرق ہوگیا (رواہ الترمذی) اور آپ اُسپر سوار ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور

میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی (عن شرف المصطفیٰ بروایۃ ابی سعد) **ف** یہ شوخی بُراق کی غضباً نہ تھی بلکہ طرباً تھی پھر آپ کے مرتبے کی تجدید استحضار وتنبیہ سے خجل ہوکر ساکن ہوگیا جیسا ایک بار حضور صلے اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے اور اُسکو حرکت ہوئی اور آپ کے اِس ارشاد سے ساکن ہوگیا کہ اثبت فانما علیک نبیؐ وصدیق وشہیدان اور یہ جو بعض روایات مین آیا ہے کہ جبرئیلؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان دنیا پر پہونچے (رواہ البخاری) اور بعض مین آیا ہو کہ آپکو جبرئیل علیہ السلام نے بُراق پر اپنے پیچھے سوار کیا (رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحارث فی مسندہ) سو انکو روایات بالا سے تعارض نہین کیونکہ ممکن ہے کہ اوّل اوّل جبرئیل علیہ السلام خود بھی اس مصلحت سے سوار ہو لیے ہون کہ آپ کو طبعاً خوف معلوم نہ ہو پھر اُتر کر رکاب تھام لی ہو اور دونون حالتون مین گاہ گاہ ضرورت کے موقع پر آپ کو تھامنے کے لیے ہاتھ پکڑ لیتے ہون۔ **واقعۂ پنجم** جب آپ منزل مقصود کو روانہ ہوئے آپکا گذر ایک ایسی زمین پر ہوا جس مین کھجور کے درخت کثرت سے تھے جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ اُتر کر یہان نماز (نفل) پڑھیے آپنے نماز پڑھی جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپنے یثرب (مدینہ) مین نماز پڑھی پھر ایک سفید زمین پر آپ کا گذر ہوا جبرئیل علیہ السلام نے کہا اُتر کر نماز پڑھیے آپنے نماز پڑھی جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپنے مدین مین نماز پڑھی۔ پھر بیت اللحم پر گذر ہوا وہان بھی نماز پڑھوائی اور کہا کہ یہ وہ جگہ ہی جہان حضرت عیسٰی علیہ السلام پیدا ہوئے (رواہ البزار والطبرانی وصححہ البیہقی فی الدلائل) اور ایک روایت مین

---

۵ اُسوقت تک اسکا نام یہی تھا پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کے بعد سے مدینہ مقرر ہوا اور بعض روایات مین اب یثرب کہنے کی کراہت آئی ہے ۱۲ منہ

بجاے مدین کے طور سینا ہے کہ آپ نے طور سینا پر نماز پڑھی ہے جہان اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے (کذا رواہ النسائی) **واقعہ ششم** جسمین عجائب واقعات برزخ کے ملاحظہ فرمائے اور وہ یہ ہے کہ آپ کا گذر ایک عجوزہ پر ہوا جو سر راہ کھڑی تھی آپ نے دریافت فرمایا کہ اے جبرئیل یہ کیا ہے اُنھون نے کہا کہ چلیے چلیے آپ چلتے رہے ایک بڈھا رستے سے بچا ہوا ملا کہ آپ کو بُلاتا ہے کہ اے محمدؐ ادھر آئیے جبرئیل علیہ السلام نے کہا چلیے چلیے اور آپ کا ایک جماعت پر گذر ہوا کہ اُنھون نے آپ کو باین الفاظ سلام کیا۔ السلام علیک یا اوّل۔ السلام علیک یا آخر۔ السلام علیک یا حاشر۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ انکو جواب دیجیے اور اِس حدیث کے آخر مین ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ بڑھیا جو آپ نے دیکھی وہ دُنیا تھی سو دُنیا کی اتنی عمر رہ گئی ہے جیسی بڑھیا کی عمر رہ جاتی ہے اور جس نے آپ کو پکارا تھا وہ ابلیس تھا اور اگر آپ ابلیس کے اور دُنیا کے پکارنے کا جواب دیدیتے تو آپ کی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی اور جنھون نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے (رواہ البیہقی فی الدلائل وقال الحافظ عماد الدین بن کثیر فی الفاظہ نکارۃ وغرابۃ) اور طبرانی اور بزار کی حدیث مین بروایت ابوہریرہؓ یہ ہے کہ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جو ایک ہی دن مین بوتے بھی لیتے ہین اور کاٹ بھی لیتے ہین اور جب کاٹتے ہین پھر وہ ویسا ہی ہوجاتا ہے جیسا کہ کاٹنے کے قبل تھا آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے اُنھون نے کہا کہ یہ اللہ کی راہ مین جہاد کرنے والے ہین کہ اُنکی نیکی سات سو گونہ تک بڑھتی ہے اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہین اللہ تعالیٰ اُسکا نعم البدل عطا فرماتا ہے

اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ پھر ایک قوم پر گذر ہوا جن کے سر پتھر سے پھوڑے
جاتے ہین اور جب وہ کچلے جا چکتے ہین تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہین اور اسکا سلسلہ
ذرا بند نہین ہوتا آپنے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے انھون نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو
فرض نماز سے سرگرانی کرتے ہین۔ پھر ایک قوم پر آپ کا گذر ہوا کہ اُنکی شرم گاہ پر آگے
اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مواشی کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے
پتھر کھا رہے تھے آپنے پوچھا یہ کون لوگ ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو اپنے
مال کی زکوٰۃ نہین ادا کرتے اور انپر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہین کیا اور آپ کا رب اپنے بندون پر
ظلم کرنے والا نہین۔ پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا جن کے سامنے ایک ہنڈیا مین پکا ہوا
گوشت رکھا ہے اور ایک ہنڈیا مین کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے وہ لوگ اُس سڑے ہوئے
کچے گوشت کو کھا رہے ہین اور پکا ہوا گوشت نہین کھاتے آپنے پوچھا کہ یہ کون لوگ
ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی اُمت مین سے وہ مرد ہے جسکے پاس حلال طیب
بی بی ہوا اور پھر وہ ناپاک عورت کے پاس آوے اور شب باش ہو یہان تک کہ صبح ہو جاوے
اسی طرح وہ عورت ہے جو اپنے حلال طیب شوہر کے پاس سے اُٹھکر کسی ناپاک مرد کے پاس
آوے اور رات کو اُسکے پاس رہے یہان تک کہ صبح ہو جاوے۔ پھر ایک شخص پر گذر ہوا
جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیون کا جمع کر رکھا ہے کہ وہ اُسکو اُٹھا نہین سکتا اور وہ اُسمین اور
لا لا کر رکھتا ہے آپنے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی اُمت مین ایسا
شخص ہے جسکے ذمے لوگون کے بہت سے حقوق و امانت ہین جنکے ادا پر قادر نہین اور
وہ اور زیادہ لدتا چلا جاتا ہے۔ پھر آپ کا ایسی قوم پر گذر ہوا جنکی زبانین اور ہونٹ
آہنی مقراضون سے کاٹے جا رہے ہین اور جب وہ کٹ چکتے ہین تو پھر حالتِ سابقہ پر

ہو جاتے ہین اور یہ سلسلہ بند نہین ہوتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ گرہی
مین ڈالنے والے واعظ ہین۔ پھر آپ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا جسمین سے ایک بڑا بیل
پیدا ہوتا ہے پھر وہ بیل اُس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے لیکن نہین جا سکتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے
جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اُس شخص کا حال ہے جو ایک بُری بات مُنھ سے نکالے پھر نادم
ہو مگر اُسکو واپس کرنے پر قادر نہین۔ پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور وہان ایک پاکیزہ
خنک ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سُنی آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام
نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہے کہ کہتی ہے کہ اے رب جو مجھسے وعدہ کیا ہے مجکو دیجیے کیونکہ
میرے بالاخانے اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور
سونا اور گلاس اور تشتریان اور دستے دار کوزے اور مرکب اور شہد اور پانی اور دودھ
اور شراب بہت کثرت کو پہونچ گئے تو اب میرے وعدے کی چیز (یعنی سکان جنت) مجکو
دیجیے (کہ وہ اِن نعمتون کو استعمال کرین) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لیے تجویز
کیا گیا ہے ہر مسلم اور مسلمہ اور مومن اور مومنہ اور جو مجھپر اور میرے رسولون پر ایمان لاوے
اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو شریک ٹھیرا دے اور جو مجھسے ڈریگا
وہ مامون رہیگا اور جو مجھسے مانگے گا مین اُسکو دونگا اور جو مجکو قرض دیگا مین اُس کو
جزا دونگا اور جو مجھپر توکل کریگا مین اُسکو کفایت کرونگا مین اللہ ہون میرے سوا
کوئی معبود نہین ہے مین وعدہ خلافی نہین کرتا بیشک مومنون کو فلاح حاصل ہوئی اور
اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے بابرکت ہے جنت نے کہا کہ مین راضی ہو گئی۔ پھر ایک وادی
گذر ہوا اور ایک وحشتناک آواز سُنی اور بدبو محسوس ہوئی آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل
علیہ السلام نے کہا کہ یہ جہنم کی آواز ہے کہتی ہے کہ اے رب مجھسے جو وعدہ کیا ہے (یعنی

دوزخیون سے بھرنے کا مجکو عطا فرمایکیونکہ میری زنجیرین اور طوق اور شعلے اور گرم پانی
اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہونچ گئے اور میرا قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز
ہوگئی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لیے تجویز کیا گیا ہے ہر مشرک و مشرکہ اور کافر
اور کافرہ اور ہر متکبر معاند جو یوم حساب پر یقین نہین رکھتا۔ دوزخ نے کہا کہ مین راضی
ہوگئی۔ اور ابوسعیدؓ کی روایت مین بیہقی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مجکو داہنی طرف سے
ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجیے مین آپ سے کچھ دریافت کرتا ہون
مین نے اُسکی بات کا جواب نہین دیا پھر ایک اور نے مجھ کو بائین طرف سے اِسی طرح
پکارا مین نے اُس کو بھی جواب نہین دیا اور اُس مین یہ بھی ہے کہ ایک عورت نظر
پڑی جو اپنے ہاتھون کو کھولے ہوے ہے اور اُس پر ہر قسم کی آرایش ہے جو خدای تعالےٰ
نے بنائی ہے اُس نے بھی کہا اے محمدؐ میری طرف نظر کیجیے مین آپ سے کچھ دریافت کرونگی
مین نے اُسکی طرف التفات نہین کیا۔ اور اُسی حدیث مین ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے
آپ سے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا اگر آپ اُس کو جواب دیتے تو آپ کی
اُمت یہودی ہوجاتی اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا اگر آپ اُسکو جواب
دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہوجاتی اور وہ عورت دنیا تھی (یعنی اُسکے پکارنے پر جواب
دینے کا اثر یہ ہوتا کہ اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی جیسا اوپر[عہ] آچکا ہے) اور
ظاہرا یہ واقعات قبل عروج الی السموات دیکھے[عہ] گئے اور بعضے واقعات مین

عہ یعنی سرخی واقعہ شق صدر کے شروع پر ۱۲ منہ عہ چنانچہ دلائل بیہقی والی حدیث کے شروع
مین یہ الفاظ وارد ہین فقال لما جبرئیل یا براق فوا للہ ما رکبک مثلہ فسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فاذا ہو بعجوزۃ الخ جن سے متبادر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رکوب براق کے بعد متصل ہی اِن
واقعات کا انکشاف ہوا ۱۲ منہ

بعد عروج دیکھنے کی تصریح ہے چنانچہ) اُسی حدیث بالا مین ہے کہ آپ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہان آدم علیہ السلام کو دیکھا اور وہان بہت سے خوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے مگر اُس پر کوئی شخص نہین اور دوسرے خوانون پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور اُسپر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو حلال کو چھوڑتے ہین اور حرام کو کھاتے ہین اور اُسی مین یہ بھی ہے کہ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ کوٹھریون جیسے ہین جب اُنمین سے کوئی اُٹھتا ہے فوراً گر پڑتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہین اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا کہ اُنکے لب اونٹ کے سے ہین وہ چنگاریان نگلتی ہین اور وہ اُنکے اسفل سے نکل رہی ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو یتیمون کا مال ظلماً کھاتے تھے اور آپکا گذر ایسی عورتون پر ہوا کہ پستانون سے (بندھی ہوئی) لٹک رہی تھین اور وہ زنا کرنے والیان تھین۔ اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور اُن ہی کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ چغلخور عیب چین تھے **ف** عالم برزخ باعتبار مکان کے خواہ کہین ہو مگر انکشاف اُسکا مشروط نہین صاحب کشف کے اُس مکان مین ہونے کے ساتھ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ احوال اُن صورتون کے نظر آئے ہون جو آدم علیہ السلام کے یسار مین تھین جن کا ذکر واقعۂ دہم مین آویگا۔ اور بعض مکشوفات کی نسبت تصریح نہین کہ قبل عروج مشاہدہ فرمایا یا بعد عروج جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیا پر آپ کا گذر ہوا جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض ایسون پر گذر ہوا جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا اور بعض کے

---

۵ مقتضا ترتیب کا انکا ذکر کرنا بعد ذکر عروج کے تھا مگر واقعات کے تناسب سے یہ قران مستحسن معلوم ہوا ۱۲ منہ

ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہان تک کہ آپ کا گذر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا مین نے
پوچھا یہ کون صاحب ہین کہا گیا کہ موسیٰؑ اور اُنکی قوم ہین لیکن اپنا سراوپر اُٹھائیے
اور دیکھیے سو دیکھتا کیا ہون کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو
گھیر رکھا ہے اور کہا گیا کہ یہ آپ کی اُمّت ہے اور اِنکے علاوہ آپکی اُمت
مین سے ستر ہزار اور ہین جو جنت مین بے حساب داخل ہون گے۔ اور آپنے
ارشاد فرمایا کہ یہ وہ ہین جو داغ نہین لگاتے اور جھاڑ پھونک نہین کرتے
اور شگون نہین لیتے اور اپنے رب پر توکّل کرتے ہین (کذا رواہ الترمذی)
واقعۂ ہفتم۔ جب آپ بیت المقدس پہونچے حضرت انس رضؓ سے مسلم کی روایت
ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہین کہ مین نے بُراق کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس سے
انبیا علیہم السلام (اپنے مراکب کو) باندھتے تھے۔ اور بزار نے بریدہؓ سے
روایت کیا کہ جبرئیل علیہ السلام نے پتھر مین جو کہ بیت المقدس مین ہے انگلی سے
سوراخ کرکے اُس سے بُراق کو باندھ دیا **ف** دونون روایتین اس طرح جمع
ہوسکتی ہین کہ وہ حلقہ تو قدیم الزمان سے ہو لیکن کسی وجہ سے بند ہوگیا ہو
جبرئیل علیہ السلام نے اُنگلی سے کھولدیا ہو اور دونون حضرات باندھنے مین
شریک ہون۔ اور اس پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ باندھنے کی ضرورت کیا تھی
کہ وہ تو مسخر کرکے بھیجا گیا تھا ممکن ہے کہ اس عالم مین آنے سے اُسمین کچھ آثار
یہان کے پیدا ہوگئے ہون اگر بھاگنے کا بھی اندیشہ نہ ہو تاہم اُسکی شوخی وغیرہ
سے آپکے قلب کے پریشان ہونے کا احتمال ہو اور حکمتون کا احاطہ کون کرسکتا
ہے۔ **واقعۂ ہشتم** تفسیر ابن ابی حاتم مین حضرت انس رضؓ سے روایت ہے

کہ جب آپ بیت المقدس پہونچے اور اُس مقام پر پہونچے جسکا نام باب محمدؐ ہے
تو بُراق کو باندھ کر دونون صاحب فنا رسجد مین پہونچے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا
کہ اے محمدؐ کیا آپنے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ کو حورعین دکھلاوے آپ نے
فرمایا ہان جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ان عورتون کے پاس جائیے اور اِن کو
سلام کیجیے آپ فرماتے ہین کہ مین نے اُن کو سلام کیا تو اُنھون نے میرے سلام کا
جواب دیا مین نے پوچھا تم کس کے لیے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم نیک ہین حسین ہین
اور ایسے مردونکی بیبیان ہین جو پاک ہین صاف ہین اور میلے نہوئگے اور ہمیشہ رہینگے
کبھی جنت سے جُدا نہ ہون گے اور ہمیشہ زندہ رہین گے اور کبھی نہ مرینگے سو وہان سے
ہٹ کر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ بہت سے آدمی جمع ہوگئے پھر ایک مؤذن نے
اذان کہی اور تکبیر کہی گئی ہم سب صف باندھ کر منتظر کھڑے تھے کہ کون امام بنے
سو میرا ہاتھ جبرئیل علیہ السلام نے پکڑکر آگے کھڑا کر دیا مین نے سب کو نماز پڑھائی
جب مین فارغ ہوا جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو خبر ہے کن لوگون نے
آپکے پیچھے نماز پڑھی مین نے کہا نہین اُنھون نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوے
سبنے آپکے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اور بیہقی نے ابوسعیدؓ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین اور جبرئیل بیت المقدس (کی مسجد) مین داخل ہوے
اور دونون نے دو دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ابن مسعودؓ کی روایت مین اتنا اور زیادہ ہے
کہ مین مسجد مین گیا تو انبیا علیہم السلام کو مین نے پہچانا کوئی صاحب کھڑے ہین کوئی رکوع
مین ہین کوئی سجدہ مین پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی اور ہم صفوف درست
کرکے اِس انتظار مین کھڑے ہوگئے کہ کون امامت کرتے ہین سو جبرئیل علیہ السلام نے

اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی سو ہم پر شیطان کا کوئی قابو نہین چلتا تھا۔ راوی کہتے ہین کہ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی ثنا کی اور فرمایا کہ تمنے سب نے اپنے رب کی ثنا کی اور مین بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہون۔ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہین جس نے مجھکو رحمۃ للعالمین۔ اور تمام لوگون کیلیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور مجھپر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا جسمین ہر (دینی ضروری) امر کا بیان ہے (خواہ صراحۃً خواہ اشارۃً) اور میری اُمّت کو بہترین امت بنایا کہ لوگون کی نفع (دین) کے لیے پیدا کی گئی ہے اور میری امت کو امت عادلہ بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہ اول بھی ہین (یعنی رتبہ مین) اور آخر بھی ہین (یعنی زمانہ مین) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھکو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی نور مین اول اور ظہور مین آخر) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کرکے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہوگئے۔ پھر آپ کے عروج الی السموٰات کا ذکر کیا اور ایک روایت مین آپ نے بالخصوص تین پیغمبرون کا ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا اور پھر ایک کا حُلیہ بیان فرمایا اور اسمین یہ بھی ہے کہ جب مین نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اے محمدؐ یہ مالک داروغہ دوزخ کے ہین ان کو سلام کیجیے مینے اُنکی طرف دیکھا تو اُنھون ہی نے پہلے مجھکو سلام کیا (کذا رواہ مسلم) اور ابن عباسؓ نے آپ سے روایت کیا ہے لیلۃ الاسرا مین دجال کو بھی دیکھا اور خازن نار کو بھی دیکھا (کذا رواہ مسلم) ظاہرا اس

اقتران ذکری سے معلوم ہوتا ہے کہ دجّال کو بھی بیت المقدس کے موقع پر دیکھا یعنی اُسکی صورت مثالیہ کو کیونکہ وہان اُسکا نہ ہونا ظاہر ہے۔ واقعہ نہم[۹] اور ایک روایت مین ہے کہ جب آپ فارغ ہوکر مسجد سے باہر تشریف لائے جبرئیل علیہ السلام آپکے سامنے ایک ظرف شراب کا اور ایک دودھ کا لائے آپ فرماتے ہین مین نے دودھ کو اختیار کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت (یعنی طریق دین) کو اختیار فرمایا پھر آسمان کی طرف عروج کیا (کذا رواہ مسلم) اور احمد کی حدیث مین بروایت ابن عباسؓ ایک ظرف دودھ کا ایک شہد کا آیا ہے۔ اور بزار کی روایت مین تین ظرف آئے ہین دودھ اور شراب اور پانی اور شدّاد بن اوس کی حدیث مین آپ کا ارشاد ہے کہ بعد نماز کے مجھکو پیاس لگی اُسوقت یہ برتن حاضر کیے گئے اور جبکہ مین نے دودھ کو اختیار کیا تو ایک بزرگ نے جو میرے سامنے تھے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ تمھارے دوست نے فطرت کو اختیار کیا **ف** براق کے باندھنے کے بعد جو واقعات مذکور ہین اُنمین ترتیب اسطرح مفہوم ہوتی ہے (متعلق واقعہ ہشتم و نہم ۱۲)۔ نمبر ۱۔ فنا ر مسجد مین پہونچکر حورون سے ملنا بات کرنا۔ عدد ۲۔ آپ کا اور جبرئیل علیہ السلام کا دو دو رکعت پڑھنا غالبًا یہ تحیۃ المسجد ہے اسوقت غالبًا بعض دوسرے انبیا علیہم السلام پہلے سے جمع تھے جن کو آپنے مختلف حالتون مین دیکھا کسی کو راکع کسی کو ساجد غالبًا یہ سب تحیۃ المسجد پڑھتے تھے اور انمین سے بعض کو پہچانا بھی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی حضرات تمامہم اپنی نمازون سے فارغ ہوکر اسی تحیۃ المسجد مین بھی آپکے مقتدی ہو گئے ہون گے عدد ۳ پھر بقیہ انبیا علیہم السّلام کا جمع ہوجانا عدد ۴ پھر اذان و تکبیر ہونا اور جماعت

ہونا جسمین آپ امام تھے اور تمام انبیاء علیہم السلام اور بعض ملائکہ آپ کے مقتدی تھے
انمین سے بعض کو آپ نہ پہچانتے تھے اسی واسطے جبرئیل علیہ السلام نے تبلایا کہ
جمیع انبیاء مبعوثین نے آپکے پیچھے نماز پڑھی ہے اور اسکی تحقیق کہ یہ نماز کونسی تھی
واقعۂ لبست وسوم کے ذیل مین آوے گی اور اذان واقامت یا تو ایسی ہی ہو
گو عام حکم اُسکا مدینہ مین پہونچنے کے بعد ہوا اور یا اور طرح کی ہو ۔ ۵ پھر ملائکہ سے
تعارف ہونا شاید خازن نار سے ملاقات بھی اسی ضمن مین ہوئی ہو جسمین اُنھون نے
پوچھا کہ یہ کون ہین اور نام سُنکر فرشتون کا پوچھنا کہ کیا انکے پاس پیام آپہی بھیجا گیا
دلیل اسکی ہے کہ ان فرشتون کو آپکے متعلق یہ علم تھا کہ آپکے لیے ایسا ہونیوالا ہے
آگے اسمین دو احتمال ہین یا تو ہنوز اعطاء نبوت ہی کا علم نہ ہوا ہو کیونکہ ملائکہ کے
مشاغل مختلف ہین دوسرے معاملات کا ہر وقت علم نہین ہوتا اور یا نبوت کا علم
پہلے سے ہوا اور مقصود پوچھنے سے یہ ہو کہ معراج کے لیے اُنکے پاس حکم پہونچ چکا
اور اسی طرح آگے جو سمٰوات مین سوال ہوا ہے وہان بھی یہی تقریر ہے ۔ ۶ پھر حضرات
انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہونا ۔ ۷ پھر سب حضرات کا خطبہ پڑھنا ۔ ۸ پھر پیالونکا
پیش ہونا جن کی روایات مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چار تھے دودھ اور
شہد اور خمر اور پانی کسی نے دو کے ذکر پر اکتفا کیا کسی نے تین کے ذکر پر یا یہ
کہ تین ہون ایک پیالے مین پانی ہو کہ شیرینی مین شہد جلیبا ہو کہ کبھی اُس کو شہد
کہدیا ہو کبھی پانی اور ہر چند کہ شراب اُسوقت حرام نہ تھی کیونکہ یہ مدینہ مین حرام
ہوئی ہے مگر سامان نشاط ضرور ہے اسلیے مشابہ دنیا کے ہے شہد بھی اکثر تلذذ کے
لیے پیا جاتا ہے غذا کے لیے نہین تو یہ بھی امر زائد اشارہ لذات دنیا کی طرف

ہوا اور پانی بھی معین غذا ہے غذا نہیں جس طرح دنیا مُعین دین ہے مقصود نہین اور دین
خود غذائے روحانی مقصود ہے جیسا دودھ غذائے جسمانی مقصود ہے اور گو غذا ئین
اور بھی ہین مگر دودھ کو اورون پر ترجیح ہے کہ یہ کھانے اور پینے دونون کا کام
دیتا ہے اور ایسے ہی ظروف کا بعد سدرۃ المنتہیٰ کے پیش ہونا آیا ہے جیسا آگے
آویگا تو یہ پیشی مکرر ہوئی ہے (صرح بہ الحافظ عماد الدین ابن کثیر) شاید اسمین
مصلحت تقویت تنبیہ و تاکید تحذیر ہو ع۹ پھر آسمان کا سفر۔ اور اس تقریر سے
جس طرح ترتیب واقعات کی معلوم ہوئی اسی طرح روایات مذکورہ کے اشکالات
از قبیل تعارض بھی رفع ہو گئے اور روایات جمع ہو گئین ولعلّ عند غیری احسن من
ہذا۔ اور شاید یہان پر انبیا اور ملائکہ کا جمع ہونا بطور استقبال نبوی کے ہو واللہ اعلم
واقعۂ دہم اسکے بعد آپ کا آسمانون پر صعود ہوا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے
کہ بُراق پر تشریف لے گئے بخاری مین آپ کا ارشاد ہے کہ بعد قلب دھونے اور
اُس مین ایمان و حکمت بھرنے کے مجھکو بُراق پر سوار کیا گیا جس کا ایک قدم اُسکے
منتہائے نگاہ پر پڑتا ہے اور مجھکو جبرئیلؑ لے چلے یہان تک کہ آسمان دنیا تک
پہونچے اِس سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر بھی بُراق ہی کی سواری پر
تشریف لے گئے گو درمیان مین بیت المقدس مین بھی اُترے۔ اور بیہقی مین ابو سعیدؓ
کی روایت سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پھر (یعنی بعد فراغ اعمال
بیت المقدس کے میرے سامنے ایک زینہ لایا گیا جسپر بنی آدم کی ارواح (بعد
موت کے) چڑھتی ہین سو اُس زینہ سے زیادہ خوبصورت خلائق کی نظر سے نہین گذرا
تم نے (بعض) میت کو آنکھین پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوے دیکھا ہوگا سو وہ

اس زینہ کو دیکھکر خوش ہوتا ہے۔ اور شرف مصطفےٰ مین ہے کہ یہ زینہ جنت الفردوس سے لایا گیا اور اُسکے داہنے بائین ملائکہ اوپر تلے گھیرے ہوے تھے اور کعبؓ کی روایت مین ہے کہ آپ کے لیے ایک زینہ چاندی کا رکھا گیا اور ایک سونے کا یہان تک کہ آپ اور جبرئیلؑ اُسپر چڑھے۔ اور ابن اسحٰق کی روایت مین آپ کا ارشاد ہے کہ جب مین بیت المقدس کے قصہ سے فارغ ہوا تو یہ زینہ لایا گیا اور میرے رفیق راہ (جبرئیلؑ) نے مجھکو اُسپر چڑھایا یہان تک کہ دروازۂ آسمان تک پہونچے **ف** براق اور زینہ کی روایات مین اسطرح جمع ممکن ہے کہ کچھ ایک پر سفر کیا ہو کچھ دوسرے پر جسطرح مکرم مہمان کے روبرو کئی سواریان حاضر کیجاتی ہین اُسکو اختیار ہوتا ہے خواہ تھوڑی تھوڑی مسافت سب پر قطع کرے۔ اور بُراق ہرچند کہ نہایت تیز رفتار ہے مگر اُسکی سُرعت اور بطور راکب کے قبضہ مین ہوگا کیونکہ براق پر سوار ہونیکے بعد مختلف مواقع ومقامات پر نزول اور مختلف مناظر پر مفصل اطلاع وامر وظاہر اعتدال فی السیر کا قرینہ ہے۔ **واقعۂ یازدہم** حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اوّل آسمان دنیا تک پہونچے جبرئیل علیہ السلام نے (آسمان کا) دروازہ کھلوایا (ملائکہ بوابین کی طرف سے) پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین اُنھون نے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کہ کیا اِنکے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لیے یا آسمانون پر بلانے کے لیے) بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان (رواہ البخاری) اور بیہقی کی حدیث مین ابوسعیدؓ سے روایت ہی کہ آسمانون کے دروازون مین سے ایک دروازی پر پہونچے اُسکا نام باب الحفظہ ہے اُسپر ایک فرشتہ مقرر ہے اُسکا نام اسماعیل ہے اُسکی ماتحتی مین بارہ ہزار فرشتے ہین اور ہر ایک کی

روایت مین حدیث بخاری مین یہ بھی ہے کہ اہل سمٰوات کو خبر نہین ہوتی کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا کیا کرنے کا ارادہ ہے جب تک کہ اُن کو کسی ذریعہ سے اطلاع نہ دے اھ جیسے یہان جبرئیل علیہ السلام کی زبانی معلوم ہوا اس سے فرشتون کے اس پوچھنے کی وجہ معلوم ہوگئی کہ کیا اِنکے پاس پیام الٰہی پہونچا ہے اور اس پوچھنے مین جو دو احتمال ذکر کیے گئے تفصیل اُسکی واقعۂ ہشتم ؁ مین مذکور ہوئی ہے اور وہان خود پوچھنے کی وجہ عقلی بھی لکھی گئی ہے اس دلیل نقلی سے اُس توجیہ عقلی کی تائید ہوگئی۔ بخاری کی روایت مین ہے کہ فرشتون نے یہ سُنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا آپ فرماتے ہین کہ مین وہان پہونچا تو حضرت آدم علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپکے باپ آدم ہین ان کو سلام کیجیے مین نے اُن کو سلام کیا اُنھون نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت مین ہے کہ آسمان دنیا مین ایک شخص کو بیٹھا دیکھا جن کے داہنی طرف کچھ صورتین نظر آتی ہین اور کچھ صورتین بائین طرف ہین جب وہ داہنی طرف دیکھتے ہین ہنستے ہین اور جب بائین طرف دیکھتے ہین روتے ہین مین نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہین اُنھون نے کہا آدم علیہ السلام ہین اور یہ صورتین داہنی اور بائین انکی اولاد کی روحین ہین سو داہنی طرف والے جنتی ہین اور بائین طرف والے دوزخی ہین اسلیے داہنی طرف دیکھکر ہنستے ہین اور بائین طرف دیکھکر روتے ہین (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین) اور بزار کی حدیث مین ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہی کہ اُنکی داہنی طرف ایک دروازہ ہے کہ اُسمین سے خوشبودار ہوا آتی ہے اور بائین طرف ایک دروازہ ہے کہ اُسمین سے بدبودار

ہوا آتی ہے جب وہ اپنی طرف دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں۔ اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں مغموم ہوتے ہیں۔ اور شریک کی روایت بالا میں یہ بھی ہے کہ آپ نے سماء دنیا میں نیل اور فرات کو دیکھا اور اُسی روایت میں یہ بھی ہے کہ اسی سماء دنیا میں ایک اور نہر بھی دیکھی کہ اسپر موتی اور زبرجد کے محل بنے ہیں اور وہ کوثر ہے۔ ف حضرت آدم علیہ السلام جمیع انبیاء میں اسکے قبل بیت المقدس میں بھی مل چکے ہیں اور اسیطرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسی طرح بقیہ سموات میں جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ یہی سوال ہوتا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر اُنکی روح کا تمثل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد سے جسکو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہیں روح کا تعلق ہوگیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے لیکن انکے اختیار سے نہیں بلکہ محض بقدرت و مشیت حق۔ اور ظاہر یہ جسم مثالی جو دونوں جگہ نظر آیا الگ الگ شکل رکھتا تھا اسی لیے باوجود لقاء بیت المقدس کے آسمان میں نہیں پہچانا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پر مع الجسد ہیں اُنکو وہاں دیکھنا مع الجسد ہوسکتا ہے لیکن اُن کو جو بیت المقدس میں دیکھا جیسا واقعہ ہشتم میں مذکور ہے وہ مع الجسد نہیں تھا بلکہ بالمثال ہے کہ تعلق روح کا جسد مثالی کے ساتھ قبل الموت بھی بطور خرق عادت کے ممکن ہے اور اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس میں مع الجسد ہوں اور آسمان سے وہ آگئے ہوں یا دونوں جگہ مع الجسد ہوں کہ اوّل آسمان سے بیت المقدس آئے ہوں پھر یہاں سے وہاں پہونچ گئے ہوں مگر خلاف ظاہر ہے واللہ اعلم اور آدم علیہ السلام کے داہنے بائیں جو صورتیں نظر آئیں وہ بھی ارواح کی صورتیں مثالیہ تھیں اور بزّار کی روایت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ یہ ارواح اسوقت آسمان پر موجود اور مستقر نہ تھین بلکہ اپنے اپنے ٹھکانے پر تھین اور
اُس ٹھکانے اور مقام آدم علیہ السلام کے درمیان دروازہ تھا اُس دروازہ سے اُن
صورتون کا عکس اس مقام پر پڑتا ہوگا یا وہ ہوا جو آتی تھی آخر وہ بھی جسم ہی اُس مین
خاصیت انطباع وانعکاس کی ہوگی جیسے ہوا شعاعون سے متکیف ہو کر قابل دیکھے
ہو جاتی ہے کیونکہ اُس روایت مین دروازہ کا ہونا آیا ہے یہ ظاہر اقرینہ ہے اس کا کہ وہ
دروازہ واسطہ تھا یہان تک اُن صورتون کے اثر پہونچنے کا واللہ اعلم پس اسمین یہ
اشکال نہ رہا کہ نص قرآنی ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لھم
ابواب السماء سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی ارواح آسمان پر نہین جاسکتین پھر آسمان دنیا پر
یہ روحین کافرون کی جو بائین طرف تھین کیسے پائی گئین۔ اور نیل و فرات کا دوسری روایت
مین ساتوین آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے دیکھنا ثابت ہوتا ہے سو اس سوال کا
جواب کہ یہ نہرین تو دنیا مین ہین وہان پہونچنے کے کیا معنی آگے سدرۃ المنتہیٰ کے
ذکر کے موقع پر دیا جاویگا یہان صرف روایات کو جمع کرنے کی توجیہ سمجھ لی جاوے وہ یہ ہے
کہ اصل سرچشمہ انکا سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ ہو اور پھر نکلکر پانی آسمان دنیا پر جمع ہوتا ہو اور
پھر وہان سے زمین مین آتا ہو جیسا آگے مذکور ہوگا۔ اور ایسی ہی تقریر سے یہ اشکال
رفع کر لیا جاوے کہ دوسری احادیث سے حوض کوثر کا جنت مین ہونا منصوص ہے
یعنی اصل وہان ہو اور یہان اُسکی ایک شاخ ہو جیسا ایک شاخ اُسکی میدان قیامت
مین ہوگی۔ **واقعۂ دوازدہم**۔ بخاری کی حدیث مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل آگے لیکر
چڑھے یہان تک کہ دوسرے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے
کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین اُنھون نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین

پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سُنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا جب مین (وہان) پہونچا تو حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام موجود ہین اور وہ دونوں باہم خلیرے ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحییٰ و عیسیٰ ہین ان کو سلام کیجیے مین نے سلام کیا اُن دونوں نے جواب دیا پھر کہا کہ مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو ف حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ ہین تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ کے نواسے ہین چونکہ نانی بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اسلیے عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کو بمنزلہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی قرار دیا گیا اور اگر وہ واقع مین عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہوتین تو یحییٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام خلیرے ہوتے اسلیے مجازاً انکو خلیرا فرما دیا گیا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خالہ کی اولاد مین ہین اگرچہ بیٹے نہین مگر نواسے ہین - اور ان دونوں نے بھائی اسلیے کہا کہ یہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد مین سے نہین ہین - واقعہ سیر ۱۳ ہم بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل علیہ السلام تیسرے آسمان کی طرف لیکر چڑھے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہوں پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین اُنھوں نے کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سُنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا جب مین (وہان) پہونچا تو حضرت یوسف علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا اُنھوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت مین ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا گیا ہوں کہ یوسف علیہ السلام کو حُسن کا ایک (بڑا) حصہ

عطا کیا گیا ہے (کذا فی المشکوٰۃ عن مسلم) اور بیہقی کی حدیث مین بروایت ابو سعیدؓ اور طبرانی کی حدیث مین بروایت ابو ہریرہؓ یوسف علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے کہ ایک ایسے شخص کو دیکھا جو مخلوق اللہ سے زیادہ حسین ہے اور لوگون پر حُسن مین ایسی فضیلت رکھتا ہے جیسے چودھوین شب کا چاند باقی کواکب پر اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ اس عموم سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہون اور قرینہ اسکا ایک حدیث ہی جسکو ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہین فرمایا کہ خوبصورت اور خوش آواز نہو اور تمھارے نبی اُن سب سے زیادہ حسین اور سب مین زیادہ خوش آواز تھے دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ عموم اپنے ظاہر پر باقی رہے اور فضیل جزئی فضل کُلّی مین قادح نہین - یا یون کہا جاوے کہ حُسن کے انواع مختلف ہین ایک نوع مین حضرت یوسف علیہ السلام احسن ہون اور ایک نوع مین ہمارے آقاے کریم صلی اللہ علیہ وسلم احسن ہون اور خود ان دونون نوعون مین یون تفاضل ہو کہ نوع یوسفی ظاہراً وبداہۃً ابہر واظہر - اور واقف عند حدّ ہو اور نوع محمدی معنیً و اسعاناً الطف وادق اور لاتقف الی حدّ ہو اول نوع کا لقب حُسن صباحت مناسب ہے اور دوسری نوع کا نام حسن ملاحت گویا یہ شعر اسی کا مصداق ہے ؎ یزیدک وجہہ حسناً اذا ما زدتہ نظراً ٭ واللہ اعلم بحقائق الامور والمحل محل ادب ٭ واقعہ چہارم بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل علیہ السلام آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین انھون نے کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان فرشتون نے یہ سنکر کہا مرحبا آپ

بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھولدیا گیا جب مین وہان پہونچا تو حضرت ادریس
علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ادریس ہین انکو سلام کیجیے مین نے
سلام کیا اُنھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو ف با وجودیکہ
ادریس علیہ السلام آپکے اجداد مین ہین پھر انکا برادر کہنا اخوۃ نبوۃ کی بنا پر ہے اور
ابن پر اسکو ترجیح دینا بوجہ ادب کے ہے برابر کے بیٹے کو یا اپنے سے بھی بڑے درجہ کے
بیٹے کو بھائی کے لقب سے پکارنے لگتے ہین اور ابن المنیر نے کہا ہے کہ ایک طریق شاذ مین
مرحبا بالابن الصالح بھی آیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ ادریس حضرت الیاس علیہ السلام کا
لقب ہے اور یہی ملے ہین اور یہ اجداد نبویہ مین سے نہین واللہ اعلم۔ **واقعۂ پانزدہم**
بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ پانچوین آسمان تک پہونچے
اور دروازہ کھُلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہین
کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام آلہی بھیجا گیا کہا ہان ہان پھر
کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین وہان پہونچا تو ہارون علیہ السلام موجود
تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا اُنھون نے
جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو **واقعۂ شانزدہم** بخاری مین ہے کہ پھر
مجھکو جبرئیل آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ چھٹے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا
پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہین کہا محمد (صلے اللہ علیہ
وسلم) ہین پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام آلہی بھیجا گیا کہا ہان کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا
آنا آئے جب مین وہان پہونچا تو موسیٰ علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا
یہ موسیٰ ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا اُنھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر

صالح اور نبی صالح کو پھر جب مین آگے جبرھا تو وہ روئے اُن سے پوچھا گیا آپکے رونے کا کیا سبب ہے اُنھون نے فرمایا کہ مین اسلیے روتا ہون کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث ہونگے جنکی اُمت کے جنت مین داخل ہونے والے میری اُمت کے جنت مین داخل ہونیوالون سے بہت زیادہ ہون گے (تو مجکو اپنی امت پر حسرت ہے کہ اُنھون نے میرا اسطرح اتباع نہ کیا جسطرح محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت آپکی اطاعت کرے گی اور اسلیے میری اُمت کے ایسے لوگ جنت سے محروم رہے تو اُنکے حال پر رونا آتا ہے) **ف** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نوجوان فرمانا اس اعتبار سے ہے کہ آپکے اتباع تھوڑی ہی مدت مین کہ اُس وقت تک آپ سن شیخوخت تک بھی نہ پہونچین گے اتنی کثرت سے ہوجاوین گے کہ اور رونکے سن شیخوخت تک بھی اتنے اتباع نہین ہوے ونیز آپ کی کُل عمر ترسٹھ سال کی ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ سو سال کی ہوئی (کذا فی قصص الانبیاء) **واقعہ** ہفدہم بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل آگے لیکر ساتوین آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہین کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام آہی بھیجا گیا کہا ہان کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین وہان پہونچا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپکے جد امجد ابراہیمؑ ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا اُنھون نے جواب دیا اور فرمایا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت مین ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے بیٹھے ہین اور بیت المعمور مین ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہین کہ جنکی باری پھر نہین آتی اسی لگے روز اور نئے ستر ہزار داخل ہوتے ہین (کذا فی المشکوٰۃ عن مسلم اور دلائل بیہقی مین ابوسعیدؓ سے

روایت ہے کہ جب مجھکو آسمان ہفتم پر چڑھایا گیا تو ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں بہت حسین ہیں اور اُنکے ساتھ اُنکی قوم کے کچھ لوگ ہیں اور میری امت بھی موجود ہے دو قسم کے ایک وہ جنپر سفید کپڑے ہیں اور ایک وہ جنپر میلے کپڑے ہیں میں بیت المعمور میں داخل ہوا اور سفید کپڑے والے بھی میرے ساتھ داخل ہوئے اور دوسرے روک دیے گئے سو میں نے اور میرے ساتھ والون نے وہان نماز پڑھی **ف** بعض روایات مین ترتیب منازل انبیاء علیہم السلام کی اور طرح بھی آئی ہے مگر اصح یہی ہے جو مذکور ہوا واللہ اعلم اور بیت المعمور کے متعلق بعد ذکر سدرہ کے کچھ اور بھی آویگا **واقعہ** بہشتدہم بخاری میں ہے کہ پھر مجھکو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا سو اُسکے بیر اتنے بڑے بڑے تھے جیسے مقام ہجر کے مٹکے اور اُسکے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہان چار نہرین ہیں دو اندر کو جاری ہیں اور دو باہر کو آرہی ہیں میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے اُنھوں نے کہا کہ یہ جو اندر کو جاتی ہیں یہ جنت میں دو نہرین ہیں اور باہر جو آرہی ہیں یہ نیل اور فرات ہے۔ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور دوسرا دودھ کا اور تیسرا شہد کا لایا گیا میں نے دودھ کو اختیار کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فطرت (یعنی دین) ہے جس پر آپ اور آپ کی امت قائم رہے گی اور بخاری کی ایک روایت مین ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں یہ چار نہرین ہیں اور مسلم مین یہ ہے کہ اُسکی جڑ سے یہ چار نہرین نکلتی ہیں اور ابن ابی حاتم نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دیکھنے کے بعد مجھکو ساتوین آسمان کے بالائے سطح پر لے گئے یہان تک کہ آپ ایک نہر پر پہونچے جسپر یاقوت اور موتی اور زبرجد کے پیالے

رکھے تھے اور اُس پر سبز لطیف پرندے بھی تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو آپکے رب نے آپ کو دی ہے اُسکے اندر برتن سونے اور چاندی کے پڑے ہیں اور وہ یاقوت اور زمرد کے سنگریزون پر چلتی ہے اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے مین نے ایک برتن لے کر اسمین سے کچھ پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیرین اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا اور بیہقی کی حدیث مین ابو سعیدؓ کی روایت سے ہے کہ وہان ایک چشمہ تھا جسکا نام سلسبیل تھا اور اُس سے دو نہرین نکلتی تھین ایک کوثر اور دوسری نہر رحمت۔ اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ مجھکو سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچایا گیا اور وہ چھٹے آسمان مین ہے اور زمین سے جو اعمال صعود کرتے ہین وہ اُس تک پہونچتے ہین اور وہان سے اوپر اُٹھا لیے جاتے ہین اور جو احکام اوپر سے آتے ہین وہ اول اُسی پر نزول کرتے ہین اور وہان سے نیچے (عالم دنیا مین) لائے جاتے ہین (اور اسی واسطے اُسکا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے) اور بخاری مین ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کو ایسی رنگتون نے چھا لیا کہ معلوم نہین وہ کیا تھین اور مسلم مین ہے کہ وہ پروانے تھے سونے کے اور ایک حدیث مین ہے کہ ٹڈیان تھین سونے کی اور ایک حدیث مین ہے کہ اُسکو فرشتون نے چھا لیا اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ جب خدا کے حکم سے اسکو ایک عجیب چیز نے چھا لیا تو اُسکی ہیئت بدل گئی سو کوئی شخص خلائق مین سے اسکا وصف بیان نہین کر سکتا۔ اور ایک روایت مین سدرۃ المنتہیٰ کے دیکھنے اور برتنون کے پیش کیے جانے کے درمیان مین یہ ہے کہ پھر میرے روبرو بیت المعمور بلند کیا گیا (کذا رواہ المسلم) اور ایک روایت مین بعد سدرۃ المنتہیٰ دیکھنے کے یہ ہے کہ پھر مین جنت مین داخل کیا گیا تو اُسمین موتیون کے گنبد ہین اور مٹی اُسکی مشک ہے (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین

ف ظاہر احادیث سے سدرۃ المنتہیٰ کا ساتوین آسمان پر ہونا معلوم ہوتا ہے
اور چھٹے مین ہونے کی یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ اُسکی جڑ ممکن ہے چھٹے مین ہوا اور اس سے
یہ لازم نہین آتا کہ یہ چار نہرین چھٹے مین ہون جیسا کہ روایات مین ہے کہ یہ نہرین اُسکی
جڑ سے نکلتی ہین اصل یہ ہے کہ جب چھٹے آسمان سے گذر کر ساتوین کے اندر کو نفوذ کرتا ہوا
آگے پہونچا تو یہ موقع نفوذ کا اُسکے لیے بمنزلہ جڑ کے ہے جو ساتوین مین ہے تو وہ نہرین
اس دوسری جڑ سے نکلین اور یہ جو اندر کو جاری تھین یہ کوثر اور نہر رحمت معلوم
ہوتی ہے کہ وہ دونون سلسبیل کی شاخین ہین ممکن ہے کہ یہ سلسبیل ور اُسکا وہ موقع
جہان سے کوثر و نہر رحمت کا اس سے انشعاب ہوا ہے یہ سب سدرہ کی دوسری
جڑ مین ہون اور ابن ابی حاتم کی روایت بالا سے ظاہراً کوثر کا خارج جنت ہونا معلوم ہوتا ہے
سو غالباً خارج وہ حصہ ہے جو سدرہ کی جڑ مین ہے باقی زیادہ حصہ اُسکا جنت کے
اندر ہے جیسا اور حدیثون مین اُسکا جنت کے اندر ہونا وارد ہے۔ اور نیل و فرات کا
آسمان پر ہونا اسطرح ممکن ہے کہ دنیا مین جو نیل و فرات ہین ظاہر ہے کہ بارش کا پانی
جذب ہوکر تھپر سے جاری ہوتا ہے اور بارش آسمان سے ہے سو جو حصہ بارش کا
نیل و فرات کا مادہ ہے ممکن ہے کہ وہ حصہ آسمان سے آتا ہو پس اس طور پر یہ
نیل و فرات کی اصل آسمانپر ہوئی اور سدرۃ المنتہیٰ کے الوان کی نسبت فراش وجراد کہنا
تشبیہاً ہے ورنہ وہ فرشتے تھے۔ اور یہ فرمانا کہ معلوم نہین وہ کیا تھے اسکے معنی یا تو
یہ ہین کہ اوّلاً معلوم نہ ہوا ہو یا یہ فرمانا تعجباً ہے کہ اُسکے حسن کی تعبیر کا طریقہ
نہین معلوم کس طرح بیان کیا جاوے اور مسلم کی روایت سے جو کہ بیت المعمور کے
متعلق ہے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی اوپر ہے جیسا اس لفظ سے

معلوم ہوتا ہے بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے ثم رفع الی البیت المعمور کا اور یہ رفع مؤخر ہے
سدرۃ المنتہیٰ کے دیکھنے سے جیسے کلمہ ثم سے معلوم ہوتا ہے اور خود سدرۃ المنتہیٰ کا مقام
ابراہیم علیہ السلام سے بالاتر ہونا بھی معلوم ہوتا ہے جیسا اس لفظ کا مدلول ہے
کہ پھر مجھکو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے ثم رفعت الی سدرۃ المنتہیٰ کا
اور یہ مؤخر ہے ابراہیم علیہ السلام کے ملنے سے جیسا کلمہ ثم سے معلوم ہوتا ہے پھر
اسکے کیا معنی کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے تھے جیسا
واقعۂ ہفدہم میں ہے سوم اسکی توجیہ قریب یہ ہے کہ بنیاد اسکی ساتوین آسمان پر ہو
اور ابراہیم علیہ السلام اسفل دیوار سے کمر لگائے ہون مگر ارتفاع اُسکا رفیع سے
بھی رفیع ہو کہ سدرۃ المنتہیٰ سے جو کہ ساتوین آسمان سے بلند ہے نیز بلند تر ہوا اور
واقعۂ ہفدہم مین جو آپ کا نماز پڑھنا ہمراہی ابراہیم علیہ السلام کے پاس والون کے
مذکور ہے اسمین بھی اشکال نہین کیونکہ نماز نیچے کے درجہ مین ہو گی جیسا اکثر مساجد مین ایسا ہی
ہوتا ہے۔ اور طبری نے قتادہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیت المعمور ایک مسجد ہے آسمان مین مقابل خانۂ کعبہ کے
اسطرح پر کہ اگر بالفرض وہ گرے تو عین کعبہ کے اوپر گرے اُسمین ستر ہزار فرشتے روزانہ
داخل ہوتے ہین اور جب وہ نکل آتے ہین تو اُنکی باری دوبارہ نہین آتی اور جنت مین
داخل ہونا جو اوپر مذکور ہوا ہے ممکن ہے کہ بیت المعمور دیکھنے سے پہلے ہوا ور ممکن ہے
کہ بعد مین ہو لیکن اتنا قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ہے
اور اسمین دونون احتمال ہین کہ جنت کا ارتفاع بیت المعمور سے ارفع ہو یا نہ ہو
اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گویہ جنت قریب سدرۃ المنتہیٰ کے ہے

مگر اُس سے ارفع بھی ہے چنانچہ بیہقی نے ابوسعید خدری رض سے بعد سدرۃ المنتہیٰ کی سیر کے یہ روایت کیا ہے کہ ثم رفعت الی الجنۃ یعنی پھر مجھکو جنت کی طرف بلند کیا گیا واللہ اعلم اور بیہقی کی حدیث مذکور مین یہ بھی ہے کہ بعد سیر جنت کے پھر دوزخ میرے روبرو کیا گیا اُس مین اللہ کا غضب اور عذاب اور انتقام تھا اگر اُسمین پتھر اور لوہا بھی ڈالدیا جاوے تو اُسکو بھی کھالے پھر وہ بند کردیا گیا اھ اسکے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اپنی جگہ پر رہا اور آپ اپنی جگہ رہے درمیان سے حجاب اُٹھاکر آپ کو دکھلادیا گیا واقعۂ نوزدہم بخاری مین بعد ذکر بیت المعمور اور دودھ وغیرہ کے برتنون کے پیش کیے جانے کے روایت ہے کہ پھر مجھپر پچاس نمازین ہر یوم مین فرض کی گئین اور ایک روایت مین بعد لقاء ابراہیم علیہ السلام کے ہے کہ پھر مجھکو عروج کرایا گیا یہانتک کہ مین ایک ہموار میدان مین پہونچا جہان مین نے قلمون کی آواز (جو لکھنے کے وقت پیدا ہوتی ہے) سُنی سو مجھپر اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازین فرض کین (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین) ف پہلی روایت سے فرضیت صلوٰۃ کا سیر بیت المعمور سے متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ پھر کا مقتضا ہے جو مدلول ہے کلمۂ ثم کا اور دوسری روایت سے فرضیت صلوٰۃ کا اُس میدان مین پہونچنے سے متصل یعنی غیر متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ سو کا مقتضا ہے جو ترجمہ ہے فاء کا ثابت ہوتا ہے جس سے دونون مین غور کرنے سے یہ ترتیب سمجھ مین آتی ہے کہ بعد عرض بیت المعمور کے اُس میدان مین پہونچنا ہوا اور اُس میدان مین پہونچنے کے بعد نمازین فرض ہوگئین واللہ اعلم نیز ایک اور قرینہ سے بھی اس محل صریف اقلام کا سدرہ اور بیت المعمور سے ارفع ہونا معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ اقلام تقدیر کے ہین جو احکام

تکوینیہ جزئیہ یومیہ کو لوح محفوظ سے نقل کرتے ہین اور سدرہ کی نسبت واقعہ ہشتم ہم
مین آیا ہے کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہین وہ اوّل وہان آتے ہین تو سدرہ
اُسکے تحت مین ہوا اسیطرح بیت المعمور کی اصل ساتوین آسمان مین ہے اور وہان فرشتے
عبادت مین مشغول ہین اور سموات اس عموم مین داخل ہین تینزل لازم نہین تو بیت المعمور
بھی اُسکے تحت مین ہوا واقعہ نہم بزار نے حضرت علیؓ سے معراج کے باب مین ایک
حدیث ذکر کی ہے اور اُسمین جبرئیل علیہ السلام کا براق پر چلنا ذکر کیا ہے یہان تک
کہ حجاب تک پہونچے اور یہ بھی فرمایا کہ ایک فرشتہ حجاب کے اندر سے نکلا تو جبرئیل
علیہ السلام نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جسنے آپ کو دین حق دیکر مبعوث فرمایا کہ جب سے
مین پیدا ہوا ہون مین نے اس فرشتہ کو نہین دیکھا اور حالانکہ مین خلائق مین رتبہ کے
اعتبار سے بہت مقرب ہون اور دوسری حدیث مین ہے کہ مجھسے جبرئیل علیہ السلام
نے مفارقت اختیار کی اور تمام آوازین مجھسے منقطع ہوگئین (کذا فی شرح النووی لمسلم)
اور ابو الحسن بن غالب نے ابو الربیع بن سبع کی طرف شفاء الصدور مین حدیث ابن عباسؓ
سے منسوب کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور
میرے رب کی طرف چلنے مین میرے ہم سفر رہے یہان تک کہ ایک مقام تک پہونچے
پھر ٹھہر گئے مین نے کہا اے جبرئیل کیا ایسے مقام مین کوئی دوست اپنے دوست کو
چھوڑتا ہے اُنھون نے کہا کہ اگر مین اس مقام سے بڑھون تو نور سے جل جاؤن اھ
شیخ سعدیؒ نے اسی کا ترجمہ کیا ہے ؎ بد و گفت سالار بیت الحرام * کہ اے حامل
وحی برتر خرام * چو در دوستی مخلصم یافتی * عنانم ز صحبت چرا تافتی * بگفتا فراتر مجالم
نماند * بماندم کہ نیروی بالم نماند * اگر یکسر موی برتر پرم * فروغ تجلی بسوزد پرم * اور اسی

حدیث مذکور میں یہ بھی ہے کہ پھر مجھکو نور میں پیوست کر دیا گیا اور ستر ہزار حجاب مجھکو طے کرائے گئے کہ اُن میں ایک حجاب دوسرے حجاب کے مشابہ نہ تھا اور مجھسے تمام انسانوں اور فرشتوں کی آہٹ منقطع ہو گئی اُسوقت مجھکو وحشت ہوئی تو اُسوقت مجھکو ایک پکارنے والے نے ابو بکرؓ کے لہجے میں پکارا کہ ٹھہر جائیے آپ کا رب صلوٰۃ میں مشغول ہے اور اُسمیں یہ بھی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ مجھکو ان دو امر سے تعجب ہوا ایک تو یہ کہ کیا ابو بکر مجھسے آگے بڑھ آئے اور دوسرے یہ کہ میرا رب صلوٰۃ سے بے نیاز ہے ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ یہ آیت پڑھو هو الذی یصلی علیکم و ملئکته لیخرجکم من الظلمات الی النور وکان بالمؤمنین رحیما سو میری صلوٰۃ سے مُراد رحمت ہے آپکے لیے اور آپ کی اُمت کے لیے۔ اور ابو بکرؓ کی آواز کا قصہ یہ ہے کہ ہم نے ایک فرشتہ ابو بکر کی صورت کا پیدا کیا جو آپ کو اُنکے لہجے میں پکارے تاکہ آپ کی وحشت دور ہو اور آپ کو ایسی ہیبت لاحق نہ ہو جو آپ کو فہم مقصود سے مانع ہو۔ اور شفاء الصدور کی ایک روایت میں ہے کہ بعد قطع حجابات کے ایک رفرف یعنی مسند سبز میرے لیے آتا ری گئی اور میں اُسپر رکھا گیا پھر مجھکو اوپر اُٹھایا گیا یہاں تک کہ میں عرش تک پہونچا تو میں نے ایسا امر عظیم دیکھا کہ زبان اُس کو بیان نہیں کر سکتی مواہب میں ابن غالب کے حوالہ سے ان روایات کو شفاء الصدور سے نقل کر کے کہا ہے والعهدة علیه فی ذلک اھ ف بزار کی روایت سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ عروج سموات بھی براق ہی پر ہوا ہے واللہ اعلم اور رحمت الٰہیہ کی توجہ کے لیے جو آپ کو حکم ہوا ٹھہرنے کا اِسکا یہ مطلب نہیں کہ آپ کا آگے بڑھنا نعوذ باللہ اللہ تعالے کو شغل مانع ہو جاوے گا توجہ رحمت سے جس طرح

مخلوق کے لیے ایک شغل دوسرے شغل سے مانع ہو جاتا ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ چونکہ اللہ تعالےٰ اِس وقت خاص رحمت فرما رہے ہین آپ سیر کو منقطع کیجیے اور اُسمین مشغول ہو جیے کیونکہ شغل سیر مانع ہوگا یکسوئی تام سے اُس رحمت کے اخذ کرنے مین واللہ اعلم **واقعہ بست ویکم** حق تعالیٰ کی رویت اور کلام - ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور عبدالرزاق نے بواسطۂ معمر کے حسن سے روایت کیا کہ اُنھون نے حلف کیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور ابن خزیمہ نے عروہ بن الزبیر سے اس روایت کو ثابت کیا اور ابن عباسؓ کے تمام اصحاب اِسکے قائل ہین اور کعب احبار اور زہری اور معمر سب اِسکا جزم کرتے ہین اور نسائی نے باسناد صحیح بطریق عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی اسکی تصحیح کی ہے اُنھون نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم کے لیے ہو اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے اور رویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور طبرانی نے اوسط مین بسند ثقات ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ بصر سے اور ایک مرتبہ قلب سے - اور خلال نے کتاب السنہ مین مروزی سے نقل کیا ہے کہ مین نے امام احمدؒ سے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ جو شخص زعم کرے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو اُس نے اللہ تعالےٰ پر بڑا افترا کیا سو کون سی دلیل سے حضرت عائشہؓ کے قول کا جواب دیا جاوے اُنھون نے فرمایا کہ خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول سے رأیت ربی یعنی مین نے اپنے رب کو دیکھا ہے (تو امام احمد کی روایت سے یہ حدیث مرفوع بھی ثابت ہو گئی) اور کلام کرنا صحاح مین اِن اُمور کے ساتھ وارد ہے

پانچ نمازین فرض کی گئین اور خواتیم سورۂ بقر عنایت ہوئین اور جو شخص آپ کی امت مین سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراوے اُسکے گناہ معاف کیے گئے (کذا رواہ مسلم) اور یہ بھی وعدہ ہوا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اُسکو کرنے نہ پاوے تو ایک نیکی لکھی جاوے گی اور اگر اُسکو کر لیا تو (کم از کم) دس حصے کر کے لکھی جاوے گی اور جو شخص بدی کا ارادہ کرے پھر اُس کو نہ کرے تو وہ بالکل نہ لکھی جاوے گی اور اگر اُس کو کرے تو ایک ہی بدی لکھی جاوے گی (کذا رواہ مسلم) اور بیہقی نے ابو سعید خدریؓ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اُسکا اختصار یہ ہے کہ آپ نے جناب باری تعالیٰ مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور ملک عظیم اور موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی اور داؤد علیہ السلام کا ملک عظیم اور لوہے کا نرم ہونا اور پہاڑون کا مسخر ہونا اور سلیمان علیہ السلام کا ملک عظیم اور انس وجن وشیاطین وہوا کا مسخر ہونا اور بے نظیر ملک دینا اور عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل و توراۃ اور ابراء اکمہ وابرص واحیاء موتیٰ کا عطا ہونا اور اُنکا اور اُنکی والدہ کا شیطان سے پناہ دینا عرض کیا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے تم کو حبیب بنایا اور سب لوگون کی طرف مبعوث کیا اور شرح صدر و وضع وزر و رفع ذکر مرحمت فرمایا سو میرا جب ذکر ہوتا ہے تمھارا بھی ہوتا ہے اور تمھاری امت کو خیر امت اور امت عادلہ بنایا اور اوّل بھی اور آخر بھی بنایا اور اُنکا کوئی خطبہ درست نہین جب تک کہ وہ آپ کے عبد اور رسول ہونے کی شہادت نہ دین اور تمھاری امت مین ایسے لوگ پیدا کیے جن کے سینے مین اُنکی کتاب ہے بھی اور تمکو پیدایش (عالم نور) مین سب سے اوّل اور بعثت مین سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ مین سب سے مقدم بنایا اور مین نے تمکو سبع مثانی اور خواتیم سورۂ بقرہ بلا شرکت دوسرے

انبیا کے اور کوثر اور اسلام اور ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور صوم رمضان اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر عطا فرمائے اور تمکو فاتح اور خاتم بنایا اسکی اسناد مین ابوجعفر بن حسن کو ابن کثیر نے ضعیف الحفظ کہا ہے **ف** بعض صحابہؓ کا نفی رویت کی کرنا اپنی رائے سے ہے جو مستنبط ہے بعض عمومات سے جیسے لاتدرکہ الابصار لیکن بعد اثبات بالنصوص کے ان عمومات کو محمول کیا جاوے گا نفی ادراک بمعنی معرفت کنہ واحاطہؔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ نورانی اراہ محمول اسپر ہے کہ نور جس درجہ مین مانع رویت ہوتا ہے وہ درجہ مرئی نہین ہوا اور آخرت مین یہ عادت مبدل ہوجاوے گی اور ایسا انکشاف ہوگا کہ اُس سے فوق استعداد بشری کے لیے متصور نہین اور مطلق رویت کی نفی کو مستلزم نہین - اور خواتیم سورۂ بقرہ وغیرہ کا نزول مدینہ مین ہونا اِس روایت کے منافی نہین کہ اُسوقت اجمالاً وعدہ ہوا ہوگا پھر مدینہ مین نزول تفصیلاً عطا ہوگیا اور پانچ نمازون کے ملنے سے مراد یہ ہے کہ آخر مین پانچ رہ گئین اور ظاہرا یہ سب کلام مقام رویت مین ہوے ہین قرینہ اسکا یہ ہے کہ واقعۂ نوز دہم مین مقام صریف الاقلام کے بعد نمازونکا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے اور مقام صریف الاقلام کے بعد ظاہرا یہی مقام کلام معلوم ہوتا ہے گو ممکن ہے کہ نماز کی فرضیت قبل از انتقال مقام صریف اقلام کے ہوئی ہوا ور خود یہ امور جن کے ساتھ کلام واقع ہوا ظاہرا متحد الوقت ہین جب فرضیت صلوٰۃ کا یہ وقت ہے تو سب

ؔ کذا قال النووی وما اورد علیہ فی فتح الباری بقول عائشۃؓ فی قول اللہ تعالیٰ ولقد رآہ نزلۃً اُخریٰ انہا سألت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقال انما ہو جبریل وفی روایۃ ابن مردویہ فقلت یارسول اللہ ہل رأیت ربک فقال لا انما رأیت جبریل منہبطا حیث حکت النفی عنہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال وہو ای جزم النووی بان عائشۃ لم تنف الرؤیۃ بحدیث مرفوع، عجیب فاقول ہذا الایراد عجیب لان النفی فی ہذا الحدیث المرفوع انما یتعلق بالرؤیۃ التی ہی المذکورۃ فی ہذہ الآیۃ لا مطلق الرؤیۃ والکلام فی مطلقہا فافہم ۱۲ منہ

مکالمات کا یہی ہوگا واللہ اعلم اور یہ جو حدیثوں میں کعبؓ کا قول ہے ان اللہ قسم رؤیتہ وکلامہ بین محمد وموسیٰ (کذا رواہ الترمذی) اس سے نفی کلام کی لازم نہیں آتی کیونکہ مراد اس سے عادت کلام کی ہے جو مرۃً بعد اُخریٰ ہو اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا کلام خاص ایک ہی بار واقع ہوا چنانچہ اُسی حدیث میں کعبؓ کا قول ہے فکلم موسیٰ مرتین ورآہ محمد مرتین اور یہ رؤیت مرتین جو فرمایا تو ظاہر یہی ہے جو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک بار دل سے دیکھا ایک بار بصر سے اور یہ جو حدیث میں حضرت جابرؓ کی نسبت آیا ہے کہ انکے قبل کسی سے مشافہۃً کلام نہیں ہوا مراد اس سے یہ ہے کہ ایسے درجہ کے آدمیوں میں پس اس سے مکالمت نبویہ کی نفی نہیں ہوئی اور یہ جو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ خلت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور رویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مراد اس سے بعض آثار خاصہ خلت کے ہیں تو اُنکے اختصاص بابراہیم علیہ السلام سے انتفا نفس خلت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لازم نہیں آتا اور یہ جو ارشاد ہوا کہ نیکی کا ارادہ لکھا جاتا ہے اور بدی کا نہیں لکھا جاتا مراد اس سے مرتبہ عزم کا نہیں وہ تو خود ایک عمل ہے کہ بدی میں بھی لکھا جاویگا بلکہ مراد اس سے مرتبہ تمنیٰ ہے جبکہ ارادہ پختہ نہوا ہو لیکن نیکی کی تمنیٰ کو زائل کرنے کا قصد نہ ہوا اور بدی کی تمنیٰ کے ازالہ کا قصد ہو تو اس حالت میں نیکی لکھی جاوے گی اور بدی نہ لکھی جاوے گی۔ **واقعہ بست ودوم** واپسی فوق سموات سے سموات کی طرف۔ بخاری میں بعد سیر بیت المعمور اور پیش ہونے ظروف خمر ولبن وعسل کے (جس کا ذکر واقعہ ہشتدہم میں ہوا ہے) یہ ہے کہ پھر مجھ پر ہر رات دن پچاسؓ نمازیں فرض ہوئیں پھر میں واپس ہوا آپ فرماتے ہیں کہ میں واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام پر گذرا تو اُنھوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا میں نے کہا کہ پچاسؓ نماز روزانہ کا

رات دنمین حکم ہوا اُنھون نے فرمایا کہ آپ کی امت سے پچاس نمازین ہرگز رات دنمین نہ پڑھی جاوینگی واللہ مین آپسے پہلے لوگون کا تجربہ کرچکا ہون اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہون اپنے ربکے پاس (یعنی اُس مقام کو جہان یہ حکم ہوا تھا) واپس جائیے اور اپنی امّت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجیے مین واپس گیا سو اللہ تعالیٰ نے دس نمازین کم کردین مین پھر موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اُسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو دس اور کم کردین مین پھر موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو دس اور کم کردین مین پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اُسی طرح کہا مین پھر لوٹا تو مجھکو ہر روز مین دس نماز و نکا حکم ہوا مین پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اُسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو ہر روز مین پانچ نماز و نکا حکم رہ گیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی اُمت (یعنی سب اُمت) ہر دنمین پانچ نمازین بھی نہ پڑھ سکیگی اور مین آپکے قبل لوگونکا تجربہ کرچکا ہون اور بنی اسرائیل کو بھگت چکا ہون پھر اپنے ربکے پاس جائیے اور اپنے لیے اور تخفیف مانگیے آپنے فرمایا مینے اپنے ربسے بہت درخواست کی یہانتک کہ مین شرما گیا گو پھر بھی عرض کرنا ممکن تھا لیکن اب راضی ہوتا ہون اور تسلیم کرتا ہون آپ فرماتے ہین جب وہان سے آگے بڑھا ایک پکارنیوالے نے (حق تعالیٰ کی جانب سے) پکارا مینے اپنا فرض جاری کردیا اور اپنے بندون سے تخفیف کردی۔ اور مسلم کی روایت مین پانچ پانچ کا کم ہونا آیا ہے اور اُسکے اخیر مین یہ ہے کہ اے محمدؐ یہ پانچ نمازین ہین دن اور رات مین اور ہر نماز دس کی برابر ہے تو پچاس ہی ہوگئین۔ اور نسائی مین ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ مین نے جس روز آسمان وزمین پیدا کیا تھا آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازین فرض کی تھین سو آپ اور آپ کی امت اُسکی پابندی کیجیے۔ اور

اُس حدیث مین موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازین فرض
ہوئی تھین مگر اُنسے نہو سکین اور اُسکے آخر مین یہ ہے کہ یہ پانچ ہین برابر پچاس کے
سو آپ اور آپ کی امت اسکی پابندی کرین آپ فرماتے ہین کہ مین پہچان گیا کہ
یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پختہ بات ہے جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے
کہا پھر جائیے (اور تخفیف کرائیے) مگر مین پھر نہین گیا۔ اور شیخین کی روایت مین ہے
کہ جب کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئین تو ارشاد ہوا کہ یہ پانچ ہین اور (ثواب مین) پچاس
ہین میرے یہان بات نہین بدلی جاتی (یعنی پچاس کا اجر مقدر تھا اسمین تبدیل اور
کمی نہین ہوئی اور پچاس نمازونکا بدلنا ہی مقدر تھا اسلیے اُسمین بھی تبدیل نہین ہوئی)
کذا فی المشکوٰۃ **ف** فرضیت صلوٰۃ کے بعد واپس ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ
فوراً واپسی ہوئی یعنی درمیان مین رویت و مکالمت وغیرہ ہوکر پھر واپسی ہوئی
اور دس دس کم ہونیکے معنی یہ ہین کہ دو دو بار مین یہ دس کی کمی ہوئی پس پانچ
پانچ کے کم ہونے کی روایت سے اسکو تعارض نہین۔ اور نسائی کی روایت سے اور
مشکوٰۃ سے جو شیخین کی روایت نقل کی ہے اُس سے آپکے شرما جانے اور پھر درخواست
نہ کرنے کی وجہ بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا تھا کہ یہ پانچ ہین برابر پچاس کے
اور میرے یہان بات نہین بدلتی اس سے آپ اشارہ اس عدد کے مطلوب و مرضی
حق ہونیکا سمجھے گو اسمین تصریح نہین ہے کہ اس سے کمی ممکن نہین کیونکہ اُسکے معنی یہ تھے کہ
موجودہ عدد جو پانچ کا ہے یہ بھی پچاس کے برابر ہے ثواب مین کمی نہین ہوئی اسمین اور کم
ہونے کی نہ نفی ہے نہ کم کرانے کی نہی ہے اگر اور بھی کم ہوتی تو ثواب نہ گھٹتا اور وہ عدد
پچاس کی برابر ہوجاتا اور پانچ کو جو برابر پچاس کے فرمایا تھا اُس سے یہ لازم نہین آیا تھا

کہ اس سے کم عدد اُس فضیلت کو نہین پہونچ سکتا بلکہ اُسکے معنی صرف یہ تھے کہ یہ عدد
اُس سے کم فضیلت نہین رکھتا۔ **واقعہ لیست وسوم** واپسی سموات سے زمین کی
طرف محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ مجھکو اُم ہانی بنت ابی طالب سے جنکا نام ہند ہی معراج
نبوی کے متعلق یہ خبر پہونچی ہے کہ وہ کہتی تھین کہ آپ کو جب معراج ہوئی آپ میرے
گھر مین سوتے تھے آپنے عشا کی نماز پڑھی پھر سو گئے اور ہم بھی سو گئے جب فجر کے قبل کا وقت ہوا ہمکو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے اور ہم نے بھی
آپکے ساتھ نماز پڑھی فرمایا اے اُم ہانی مین نے تم لوگون کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی
جیسا تم نے دیکھا تھا پھر مین بیت المقدس پہونچا اور اُسمین نماز پڑھی پھر مین نے
اب صبح کی نماز تمھارے ساتھ پڑھی جیسا تم دیکھ رہی ہو پھر آپ باہر جانے کے لیے اُٹھے
مین نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا اور عرض کیا یا نبی اللہ لوگون سے یہ قصہ کہیے
آپ کی تکذیب کرین گے اور آپ کو ایذا دین گے آپنے فرمایا واللہ مین ضرور
اُنسے اسکو بیان کرونگا مین نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا کہ آپ کے پیچھے پیچھے جا
تاکہ جو آپ لوگون سے کہین اور لوگ آپ سے کہین اُسکو سُنے جب آپ باہر تشریف
لے گئے اُن کو خبر دی اُنھون نے تعجب کیا اور کہا اے محمد اسکی کوئی نشانی ہے
(جس سے ہمکو یقین آوے) کیونکہ ہمنے ایسی بات کبھی نہین سُنی آپنے فرمایا نشانی اسکی
یہہے کہ مین فلان وادی مین فلان قبیلہ کے قافلہ پر گذرا تھا اور اُن کا ایک اونٹ
بھاگ گیا تھا اور مین نے اُنکو تبلا دیا تھا اُسوقت تو مین شام کو جا رہا تھا (یعنی سفر
اسرا آغاز تھا) پھر مین واپس آیا یہان تک کہ جب ضجنان مین فلان قبیلہ کے قافلہ پہ
پہونچا مین نے لوگون کو سوتا ہوا پایا اور اُنکا ایک برتن تھا جسمین پانی تھا اور اُس کو

ڈھانک رکھا تھا مین نے ڈھکنا اُتار کر اُس مین کا پانی پیا پھر اُسی طرح بدستور
ڈھانک دیا اور اُسکی یہ بھی نشانی ہے کہ اُنکا وہ قافلہ اب بیضاء سے ثنیۃ التنعیم کو
آرہا ہے سب سے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہے اُس پہ دو بوری لدے ہین
ایک کالا دوسرا دھاری دار لوگ ثنیۃ التنعیم کی طرف دوڑے سو اُس اونٹ سے
پہلے کوئی اور اونٹ نہین ملا جیسا آپنے فرمایا تھا اور اُنسے برتن کا قصہ پوچھا اُنھون
نے خبر دی کہ ہم نے پانی بھر کر ڈھانک دیا تھا سو ڈھکا ہوا تو ملا مگر اُسمین پانی
نہ تھا اور اُن دوسرون سے بھی پوچھا (جنکا اونٹ بھاگتا بیان فرمایا تھا) اور یہ
لوگ مکہ آچکے تھے اُنھون نے کہا واقعی صحیح فرمایا اُس وادی مین ہمارا اونٹ
بھاگ گیا تھا ہم نے ایک شخص کی آواز سُنی جو اونٹ کی طرف ہمکو پکار رہا ہے
یہان تک کہ ہم نے اونٹ کو پکڑ لیا (کذا فی سیرۃ ابن ہشام) اور بیہقی کی روایت
مین ہے کہ آپسے نشانی کی درخواست کی تو آپنے اُن کو بدھ کے دن قافلہ کے
آنے کی خبر دی جب وہ دن آیا تو وہ لوگ نہ آئے یہان تک کہ آفتاب غروب کے
قریب پہونچ گیا آپنے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آفتاب چھپنے سے رُک گیا یہان تک
کہ وہ لوگ جیسا آپنے بیان فرمایا تھا آگئے **ف** ان روایات سے چند امور ثابت
ہوے اول عشا اور فجر کے درمیان درمیان سفر ذہاباً و ایاباً ختم ہو گیا اور عشا کی
نماز گو اُسوقت فرض نہ تھی مگر آپ پڑھا کرتے ہونگے اور دوسرے مومنین بھی آپکے
ساتھ پڑھ لیتے ہونگے اور فجر کی یہ نماز گو بعد معراج کے تھی مگر احادیث سے اول
امامت جبرئیل علیہ السلام کی ظہر کے وقت ثابت ہوتی ہے تو غالباً اس فرضیت کی
ابتدا اُسوقت بہ ظہر ہوگی۔ اور بیت المقدس مین جو نماز پڑھی اُسکی نسبت بعض روایات مین

آیا ہے حانت الصلوٰۃ سو عشا کی نماز مراد لینا مشکل ہے کیونکہ عشا آپ پڑھ چکے تھے
تو غالبًا یہ تہجد کی نماز ہوگی کہ آپ پر وہ ایک زمانہ تک مثل فرائض کے مؤکد رہی اور
اذان اسی تہجد کے لیے ہوئی ہوگی جیسا رمضان المبارک میں حضرت بلالؓ کی اذان
اُس وقت میں وارد ہے۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ معراج جسمانی تھی ورنہ لوگوں کی تکذیب
کی کیا وجہ اور اُس تکذیب میں آپ کے اس جواب نہ دینے کی کیا وجہ کہ وہ جسمانی نہیں ہے
بلکہ روحانی ومنامی ہے جسمیں تبعد سے مستبعد امر کا دعوی بھی مقبولیت کی گنجایش رکھتا ہے
تیسرا امر سیرۃ ابن ہشام میں جن قافلوں کا ذکر ہے ظاہرا وہ دونوں الگ الگ ہیں
اور بیہقی کی روایت میں جنکا ذکر ہے کہ وہ آئے نہ تھے یہ الگ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُن
دونوں میں سے ایک تو مکہ آپہونچا تھا اور دوسرا تنعیم کو آتا ہوا ملا اور اس تیسری کی نسبت
شام تک آنا اور حبس شمس ہونا مذکور ہے جس سے ظاہرًا اسکا متغائر ہونا معلوم ہوتا ہے
اور مواہب میں بلا سند دونوں قصے یعنی اونٹ کے بھاگنے اور خاکستری اونٹ کے
پیشرو ہونے کے ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کیے ہیں تو غالبًا ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یہ تینوں قافلے ایک ہی قافلہ کے ٹکڑے ہیں یہ دو قصے دو جماعتوں میں ہوے
اور تیسرا قصہ وقت پر نہ آنے کا اور حبس شمس کا تیسری جماعت سے ہوا اور چونکہ یہ سب ایک ہی
مجموعہ کے آحاد ہیں اسلیے دو قصوں کو ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کرنا بھی صحیح ہوسکتا ہے اور
حبس شمس میں کوئی اشکال عقلی نہیں ہے اس لیے یہ وجہ انکار کی نہیں ہوسکتی ہے اور عام خبر چلنا اسکا
اسلیے نہ ہوا ہو کہ تھوڑی دیر کے لیے ایسا ہوا ہو اور کسی نے التفات نہ کیا ہو اور
یہ امر باوجود تلاش کے مجھکو نہ ملا کہ واپسی آپ کی بُراق پر ہوئی تھی یا کس طرح اگر
کسی کو پتہ لگ جاوے اس مقام پر حاشیہ کا نشان بنا کر اُس میں ملحق کردے

واقعہ بست و چہارم معاملۂ مخاطبین بعد استماع قصہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو شبا شب مسجد اقصیٰ کی طرف لیجایا گیا (اسمین آگے کی نفی نہین) تو صبح کو لوگون سے تذکرہ فرمایا بعضے لوگ جو مسلمان ہوے تھے مرتد ہوگئے اور بعضے مشرکین حضرت ابو بکرؓ کے پاس دوڑے گئے اور کہا کہ اپنے دوست کی بھی کچھ خبر ہے یون کہتے ہین کہ مجھکو رات ہی رات بیت المقدس مین لے جایا گیا حضرت ابو بکرؓ نے کہا کیا وہ ایسا کہتے ہین لوگون نے کہا ہان اُنھون نے فرمایا کہ اگر وہ کہتے ہین تو ٹھیک کہتے ہین لوگ کہنے لگے کیا تم اس امر مین اُنکی تصدیق کرتے ہو کہ بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے چلے آئے (حالانکہ وہ کسقدر دور ہے۔) اُنھون نے فرمایا ہان مین تو اس سے زیادہ بعید امر مین اُنکی تصدیق کرتا ہون یعنی آسمان کی خبر کے بارہ مین جو اُنکے پاس صبح یا شام کو آتی ہے (جو کہ شب سے مقدار مین کم ہے) اُنکی تصدیق کرلیتا ہون اسی لیے اُنکا نام صدیق رکھا گیا۔ روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور ابن اسحٰق نے **ف** اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ معراج بیداری مین جسم کے ساتھ ہوئی ورنہ اگر آپ منام کا دعویٰ فرماتے تو وہ ایسا امر مستبعد نہ تھا کہ بعضے لوگ مرتد ہو جاتے۔ **واقعہ بست و پنجم** مطالبۂ حجت از کفار و اقتباس از سید الابرار علیہ صلوٰۃ اللہ العزیز الغفار حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے اپنے کو حطیم مین دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق پوچھتے تھے سو اُنھون نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتین پوچھین کہ جن کو مین نے (بوجہ ضرورت نہ سمجھنے کے) ضبط نہ کیا تھا سو مجھکو اسقدر گھٹن ہوئی کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا پس اللہ تعالےٰ نے

اُسکو میرے لیے ظاہر کر دیا کہ مین اُسکو دیکھتا تھا اور وہ جو جو مجھ سے پوچھتے تھے
مین اُنکو تبلاتا جاتا تھا روایت کیا اسکو مسلم نے (کذا فی المشکوٰۃ) اور احمد اور
بزار نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ مسجد لائی گئی اور مین اُسکو دیکھ رہا
تھا یہان تک کہ عقیل کے گھر کے پاس لاکر رکھی گئی اور آپنے سب بیان فرمایا اور
مین اُسکو دیکھ رہا تھا اور ابن سعدؓ نے اُم ہانی سے روایت کیا ہے کہ بیت المقدس
میرے لیے متخیل (و متمثل) کیا گیا اور مین اُن لوگون کو اُسکے نشان تبلا رہا تھا۔ اور اُم ہانی
کی اسی حدیث مین ہے کہ لوگون نے آپ سے پوچھا کہ مسجد کے کے دروازے ہین آپ
فرماتے ہین کہ مین نے اُنکو (بوجہ غیر ضروری ہونے کے) گنا نہ تھا آپ فرماتے ہین کہ
بس مین اُسکو دیکھتا جاتا تھا اور ایک ایک دروازہ شمار کرتا جاتا تھا اور ابو یعلیٰ کی
روایت مین ہے کہ یہ پوچھنے والا مطعم بن عدی والد جبیر بن مطعم کا تھا ف اِس سے
بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر بیداری مین مع الجسم ہوا ہے ورنہ یہ اعتراض متوجہ ہی نہوتا
اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے آپ سے بیت المقدس کے متعلق سوال
کیا کہ آپ بیان فرمایئے کیونکہ مین نے اُسکو دیکھا ہے آپ بیان فرماتے تھے اور ابو بکرؓ
تصدیق کرتے جاتے تھے آپ نے فرمایا اے ابو بکر تم صدیق ہو (کذا فی سیرۃ ابن ہشام)
تو اسمین کچھ تعارض نہین کیونکہ آپ کا پوچھنا شک و امتحان کے لیے نہ تھا بلکہ اِس لیے
تھا کہ کفار سُن لین اور کفار کو حضرت ابو بکرؓ پر اس امر مین اعتماد تھا کہ بیت المقدس کو
دیکھے ہوے ہین اور یہ بھی اطمینان تھا کہ یہ محسوسات مین خلاف واقع کی تصدیق
نہ کرینگے اور کفار کا دریافت کرنا یا تو اُسی مجلس مین ہو پھر بادی خواہ وہ ہون حضرت
ابو بکرؓ ہون اور دوسرا ہو یہ سوال کا ہو گو قصد ہر ایک کا مختلف ہوا ور یا دو مجلس مین ہو

اور بیت المقدس کا اپنی جگہ پر رہکر ظاہر ہونا یا دار عقیل کے پاس آکر رکھا جانا یا
اُسکی مثال کا منکشف ہونا انمین جمع کی صورت سہل یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُسکی مثال
منکشف ہوئی اور وہ دار عقیل کے پاس نمایان ہوئی جیسا نسائی کی حدیث مین آپکے
سامنے دوزخ جنت کا متمثل ہونا آیا ہے اور غایۃ تشابہ کی وجہ سے اُسکو بیت المقدس کا
منکشف ہونا فرمایا گیا اب یہ اشکال بھی نہ رہا کہ اگر بیت المقدس یہان آتا تو اپنی
جگہ سے اُتنی دیر غائب رہتا اور ایسا امر عجیب تاریخ مین منقول ہوتا۔ وہذا آخر ما اردت
ایرادہ فی ہذا الجزء و مضی اللیل و بدا السحر۔ وصلے اللہ تعالیٰ علےٰ ہذا النبی خیر الخلائق والبشر
وعلےٰ آلہ واصحابہ مصابیح الغرر۔

فوائد متعلقہ واقعہ معراج

چونکہ یہ[1] واقعہ نہایت مہتم بالشان ہے اِسلیے بخلاف دوسرے فصول کے (کہ اُنکے
فوائد متعلقہ کو حواشی مین لکھا گیا جیسا کہ مقدمہ رسالہ مین مذکور ہے) اِسکے بعض فوائد

---

[1] اور تین قصے روایات معراج مین اور آئے ہین ایک یہ کہ آپ نے ایک قوم کو دیکھا کہ تانبے کے ناخنون سے اپنا مُنھ نوچتے ہین پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ غیبت کرنے والے ہین۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت آپ کی امت کو سلام فرما کر بھیجا۔ تیسرے یہ کہ ملائکہ نے عرض کیا کہ اپنی امت کو پچھنے لگانے کا معالجہ کے لیے مشورہ دیجیے اسوقت مجکو یہ حدیثین نہین ملین جس کو ملجاوین حاشیہ مین ملحق کر دین ۱۲ منہ [2] اگر یہ فصل کبھی الگ چھپے تو بعد سُرخی فوائد متعلقہ واقعہ معراج یہ عبارت کافی ہے چونکہ یہ واقعہ نہایت مہتم بالشان ہے اس لیے اس کے بعض فوائد متعلقہ کو بھی اس کے بعد لکھنا مناسب معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ فوائد دو قسم کے ہین ایک فوائد حکمیہ بضم الحا جس کا حاصل احکام عملیہ ہین اور دوسرے فوائد حِکمیہ بکسر الحا جس کا حاصل تحقیقات علمیہ ہین اسکے بعد سُرخی قسم اول الخ سے لکھا جاوے ۱۲ منہ

کو بھی اِسکے بعد متن ہی مین لکھنا مستحسن معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ دو قسم کے ہین ایک فوائد حکمیہ بضم الحا جس کا لقب مقدمہ مین باب الانوار تجویز کیا گیا تھا۔ دوسرے فوائد حکمیہ بکسر الحا جس کا لقب مقدمہ مین باب الاسرار تجویز ہوا تھا۔ قسم اول علمیات ہین قسم ثانی عملیات ہین۔

قسم اوّل فوائد حکمیہ بالضم

نمبر۱۔ احادیث اسرا مین مذکور ہے کہ آپ کا سینہ مُبارک شق کیا گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد کو مرد کے سینہ کی طرف دیکھنا درست ہے اور گو فرشتے ذکورۃ و انوثہ سے منزّہ ہین مگر اطلاقات شرعیّہ مین انکا ذکر بصیغ ذکور آیا ہی اسلیے یہ استنباط چسپان ہوگیا نمبر۲۔ اور اُسمین یہ ہے کہ بیت المقدس پہونچکر بُراق کو حلقہ سے باندھ دیا گیا اِس سے احتیاط فی الامور و مباشرت اسباب کا منافی توکل نہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ اعتماد حق تعالیٰ پر ہو۔ نمبر۳۔ اور اُس مین یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام سے جب آسمان کے دروازہ پر پوچھا گیا کہ کون ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب مین اپنا نام بتلایا کہ جبرئیل یون نہین کہا کہ مین اس سے معلوم ہوا کہ ایسے پوچھنے والے کے جواب مین ادب یہی ہے کہ نام لے کیونکہ صرف مینُ کہنا اکثر اوقات معرفت کے لیے کافی نہین ہوتا ایک حدیث مین اسپر انکار بھی آیا ہے۔ نمبر۴۔ اور اسی سے استئذان کا مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے گھر مین گو وہ مردانہ ہی ہو بلا اذن داخل ہونا نہ چاہیے۔ نمبر۵۔ اُس مین یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے کمر لگائے بیٹھے تھے اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ قبلہ سے کمر لگانا اور

قبلہ کی طرف پشت پھیر کر بیٹھنا جائز ہے اگرچہ ہمارے لیے ادب یہی ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کریں۔ نمبر ۶۔ اور انمین یہ بھی ہے کہ آدم علیہ السلام داہنی طرف دیکھکر ہنستے تھے اور بائین طرف دیکھکر روتے تھے اس سے شفقت والد کی اولاد پر ثابت ہوتی ہے کہ اُس کی خوش حالی پر مسرور ہو اور بدحالی پر مغموم ہو۔ نمبر ۷۔ اور انمین یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ کہکر روئے کہ انکی امت کے لوگ جنت مین میری امت کے لوگون سے زیادہ جاوین گے چونکہ یہ رونا اپنی امت پر حزن و حسرت اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی کثرت تابعین پر غبطہ کے طور پر تھا اس سے یہ ثابت ہوا کہ امر خیر مین غبطہ محمود ہے اور غبطہ اُس کو کہتے ہین کہ دوسرے کی نعمت دیکھکر یہ تمنا کرے کہ میرے پاس بھی یہ نعمت ہوتی اور دوسرے کے پاس سے زوال نعمت کی تمنا نہ کرے ورنہ یہ حسد ہے اور حرام ہے۔ یہ فوائد نووی شارح مسلم نے لکھے ہین اور اِنکے علاوہ کچھ اور فوائد بھی جو خیال مین آئے لکھے جاتے ہین۔ نمبر ۸۔ اُن مین یہ بھی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی اِس سے یہ ثابت ہوا کہ راکب اگر کسی مصلحت سے اپنے خدم سے ایسا کام لے یا کوئی محب محض اکرام و محبت سے ایسا کرے تو اُسکو گوارا کر لینا جائز ہے البتہ براے کبر نہ ہو۔ نمبر ۹۔ اُنمین یہ بھی ہے کہ آپ نے راہ مین بعض مقامات متبرکہ مین نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ مقامات شریفہ مین نماز پڑھنا موجب برکت ہے بشرطیکہ اُس مقام سے کسی مخلوق کی تعظیم مقصود نہو خوب سمجھ لو نازک بات ہے۔ نمبر ۱۰۔ اور اُنمین یہ بھی ہے کہ راہ مین آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا

جیسا کہ واقعۂ ششم مین مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اگر راکب و عابر کسی جالس
و داخل کو نہ دیکھنے کی وجہ سے سلام نہ کر سکے تو اُسکے لیے افضل ہے کہ راکب و عابر کو
سلام کرے۔ نمبر ۱۱۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے بعض اعمال پر لوگونکو جزا ملتی ہوے
اور بعض کو سزا ملتے ہوے دیکھا اس سے اُن اعمال خیر و شر کا قابل ارتکاب یا اجتناب
ہونا ثابت ہوا جیسا کہ ظاہر ہے نمبر ۱۲۔ اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے بیت المقدس مین
داخل ہو کر نماز پڑھی اس سے تحیۃ المسجد کا مسنون ہونا ثابت ہوا۔ نمبر ۱۳۔ اُن مین
یہ بھی ہے کہ بیت المقدس مین آپ امام بنائے گئے اس سے ثابت ہوا کہ امامت
افضل القوم کی افضل ہے۔ نمبر ۱۴۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام نے
بیت المقدس مین اپنے فضائل کا خطبہ پڑھا اس سے ثابت ہوا کہ اگر حق تعالیٰ کی
نعمتون کو بطور شکر و تحدیث بالنعمۃ کے ظاہر کرے تو محمود ہے۔ نمبر ۱۵۔ اور اُنمین یہ بھی
ہے کہ آپ کو پیاس لگی تو کئی قسم کے مشروبات آپ کے سامنے حاضر کیے گئے اس سے
ثابت ہوا کہ توسع ماکل و مشارب مین خصوص ضیف کے لیے جائز ہے۔ نمبر ۱۶۔
اور اگر اس پیشی کی غرض پر نظر کی جاوے کہ امتحان تھا تو اس سے یہ بھی ثابت
ہوا کہ دین مین امتحان لینا جائز ہے۔ نمبر ۱۷۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ فرشتے آپ کو
دونون طرف گھیرے ہوے تھے جیسا واقعۂ دہم مین ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر
اکرام کے لیے خادم دونون طرف گھیرے ہون تو مذموم نہین۔ نمبر ۱۸۔ اور اُنمین
یہ بھی ہے کہ آپ جب آسمانون پر پہونچے تو فرشتون نے اور انبیاء علیہم السلام نے
آپ کو مرحبا کہا اس سے معلوم ہوا کہ ضیف کا اکرام اور اظہار فرحت اُسکے آنے پر
مطلوب ہے۔ نمبر ۱۹۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے آسمانون مین خود انبیاء

علیہم السلام کو سلام کیا اس سے معلوم ہوا کہ آنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اگرچہ آنے والا افضل ہو نمبر ۲۰۔ اور انمین یہ بھی ہے کہ آپ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے فضائل ذکر کرکے اپنے لیے دعا فرمائی اس سے مقام قرب مین پہونچکر بھی دعا کی فضیلت معلوم ہوئی۔ نمبر ۲۱۔ اُن مین یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو مشورہ دیا کہ تخفیف عدد صلوٰۃ کی درخواست کیجیے اس سے معلوم ہوا کہ نیک مشورہ دینا اور خیر خواہی کرنا امر مطلوب ہے گو جسکو مشورہ دیا جاوے وہ اپنے سے رتبہ مین بڑا ہی ہو۔ نمبر ۲۲۔ اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے تخفیف صلوٰۃ کی درخواست کی اِس سے معلوم ہوا کہ مفید مشورہ کو قبول کرلینا محمود ہے نمبر ۲۳۔ اُن مین یہ بھی ہے کہ حضرت اُم ہانی نے آپ سے عرض کیا کہ اس قصہ کو لوگون سے نہ فرمائیے جیسا کہ واقعہ ۲۳ مین مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس بات کے اظہار سے فتنہ ہوتا ہو اُسکو ظاہر نہ کیا جاوے کیونکہ مبنی ان کے مشورہ کا یہی اصل ہے۔ نمبر ۲۴۔ پھر آپ کے جواب سے معلوم ہوا کہ اُس اصل مین تفصیل ہے یعنی جو امر دین مین ضروری نہ ہو اُس کو ظاہر نہ کیا جاوے اور ضروری مین فتنہ کی کچھ پروا نہ کی جاوے نمبر ۲۵ اُن مین یہ بھی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے حالات پوچھے جس سے غرض یہ تھی کہ میری تصدیق کرنے سے کفار و توثق کرین گے جیسا کہ واقعہ ۲۵ مین مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ مکالمت اہل حق و اہل باطل کے وقت تائید حق کے لیے گفتگو مین ظاہرًا مخالف کا طرفدار بن جانا بھی جائز ہے یہ کل پچیس ہوے مطابق عدد واقعات کے واللہ اعلم قسم ثانی فوائد حکمیہ بالکسر اور یہ بھی پچیس ہین پندرہ تنبیہ کے عنوان سے پانچ تحقیق کے عنوان سے اور

پانچ دفع اشکال کے عنوان سے چنانچہ آتا ہے اور قسم ثانی بصورت تفسیر آیت اسراء لکھی جاتی ہے جس کو اپنی تفسیر بیان القرآن سے نقل کردیا ہے وہو ہذا۔

تفسیر آیۃ الاسراء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا انہ ھو السمیع البصیر

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرد اگرد (کہ ملک شام ہے) ہم نے (دینی و دنیوی) برکتیں کر رکھی ہیں) دینی برکت یہ ہے کہ وہاں بکثرت انبیا مدفون ہیں دنیوی برکت یہ کہ وہاں اشجار و انہار و سیداوار کی کثرت ہے غرض اس مسجد اقصیٰ تک عجیب طور پر اسواسطے لے گیا تاکہ ہم اُن (بندہ) کو اپنی کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں (جنمیں بعض تو خود وہاں کے متعلق ہیں مثلاً اتنی بڑی مسافت مدت قصیرہ مین طے کرنا سب انبیا علیہم السلام کو دیکھنا انکی باتین سُننا وغیر ذلک اور بعضو آگے کے متعلق ہیں مثلاً آسمانوں پر جانا اور عجائبات کثیرہ دیکھنا) بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سُننے والے بڑے دیکھنے والے ہین (چونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سُنتے احوال کو دیکھتے تھے اسلیے اُن کو اسطرح مکرم و مقرب بنایا) ف اس مقام پر چند تنبیہات اور چند تحقیقات اور چند دفع اشکالات ہیں تنبیہ قول سبحان تنزیہ و تعجیب کے لیے

مستعمل ہے چونکہ یہ لے جانا عجیب تھا اور عجیب ہونے کی وجہ سے قدرت عظیمہ پر
دال ہے اسلیے اس سے شروع کرنا مناسب ہوا اور اسی لیے احقر نے ترجمہ مین
لفظ عجیب طور پر کو ظاہر کر دیا اور یہ جانا براق پر تھا جیسا صحاح مین ہے جسکی
برق رفتاری بھی عجیب تھی۔ تنبیہ دوم اس مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لیجانے کو
اسراء کہتے ہین اور آگے آسمانون پر جانے کو معراج کہتے ہین اور گاہے دونون
لفظ مجموعہ پر اطلاق کیے جاتے ہین۔ تنبیہ سوم یہان بعبدہٖ کہنے سے دو فائدے
ہین ایک تو اظہار آپکے قرب و قبول کا دوسرے اس عجیب معجزہ کی وجہ سے کوئی
آپ پر الوہیت کا شبہہ نکر سکے تنبیہ چہارم ہرچند کہ اسراء رات ہی کے چلنے
کو کہتے ہین لیکن لیلاً کی تصریح اسلیے ہے تاکہ باعتبار عرف و محاورات کے تبعیض پر
دال ہوا اور زیادہ دلالت کرے قدرت پر کہ تھوڑی ہی رات مین اتنا دراز کام
کر لیا گیا اور دلالت علی التبعیض کی تصریح عبدالقاہر سے اور اسکی توجیہ سیبویہ اور
ابن مالک سے صاحب روح نے اس طرح نقل کی ہے اللیل والنھار اذا عرفا کانا معیارًا
للتعمیم وظرفا ممدا بخلاف المنکر فلما عدل عن تعریفہ علم انہ لم یقصد استغراق السری
تنبیہ پنجم مسجد حرام کا اطلاق گاہے مطلق حرم پر بھی آتا ہے اور یہان دونون
معنی صحیح ہو سکتے ہین کیونکہ بعض حدیثون مین آیا ہے کہ آپ اسوقت حطیم مین
تشریف رکھتے تھے اور بعض مین آیا ہے کہ ام ہانی کے گھر مین تھے پس آیت کو
دونون پر محمول کر سکتے ہین اور وجہ تطبیق دونون حدیثون مین بہت سہل ہے کیونکہ
ام ہانی کے گھر سے حطیم مین آجانا اور وہان سے آگے جانا کوئی امر مستبعد نہین۔
تنبیہ ششم مسجد اقصیٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اقصیٰ کے معنی عربی مین ہین بہت دور

چونکہ وہ مسجد مکہ سے بہت دور ہے اِسلیے اقصیٰ کہا گیا **تنبیہ مفتم** ہر چند کہ عجائبات کا
مشاہدہ بدون آپکے لیجائے ہوئے بھی ممکن تھا لیکن اسمین اور اسی طرح رکوب مین اور
زیادہ اکرام و اظہار شان ہے اِسلیے آپ کو اسطرح لے گئے **تنبیہ ہشتم** رات کی تخصیص
مین یہ حکمت لکھی ہے کہ عادۃً وہ وقت خلوت کا ہے اُس مین بلانا دلیل ہے زیادت
اختصاص کی **تنبیہ نہم** یہان مسجد اقصیٰ سے مراد صرف اُس مسجد کی زمین ہے کہ حقیقت
مین مسجد اصالۃً زمین ہی ہوتی ہے اور عمارت تو تبعاً مسجد ہوتی ہے وجہ اس مراد لینے کی
یہ ہے کہ یہ امر تاریخ سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ کے درمیان مین اُسکی عمارت منہدم کردی گئی تھی چنانچہ عنقریب تفسیر آیات
وقضینا الی بنی اسرائیل مین مذکور ہوگا اِسلیے ظاہراً اسپر شبہہ ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کا
جب اُسوقت وجود ہی نہ تھا پھر وہان تک لیجانے کے کیا معنی پس اس مراد کے
تعیین سے وہ شبہہ جاتا رہا اور اگر اُس حدیث پر شبہہ ہو کہ کفار معترضین نے آپسے
بیت المقدس کی ہیئت وکیفیت دریافت کی تھی اِس کے کیا معنی تو اِس کا
جواب یہ ہے کہ اوّل تو منہدم عمارت کی ہیئت وکیفیت دریافت کرنا بھی ممکن ہے
علاوہ اِس کے اُس زمین کے قرب مین لوگون نے کچھ عمارتین بنام نہاد
بیت المقدس کے بنائی تھین اُس سے بھی سوال ممکن ہے **تنبیہ دہم**
الذی بارکنا بطور مدح کے بڑھایا ہے اور اِس سے خود
اُس مسجد کا مبارک ہونا بدرجہ اَولیٰ مفہوم ہو گیا کیونکہ جب اُسکے آس پاس
باوجود مسجد نہ ہونے کے برکت ہے تو خود اُس مین تو ضرور برکت ہوگی کیونکہ
آس پاس دو قسم کی برکتین ہین ایک دنیوی سو اُس سے تو دینی برکت

ضرور زیادہ ہے اور دوسری دینی کہ مدفن انبیا ہے سو دفن ہونا صرف تلبس جسم کا ہر
اور قبلہ ہونا جیسا کہ اکثر انبیا علیہم السلام کا وہ قبلہ رہا ہے تلبس روح کا ہے اور یہ
زیادہ موجب برکت ہوگا خصوص جبکہ وہان ہی رہکر عبادت کرین کہ جسم کا تلبس
بھی ہوجاوے گا کیونکہ وہ قبلہ ہونے کے ساتھ اکثر انبیا کا متعبد اور محل عبادت بھی
رہا ہے پس اس طرح خود اس مسجد کے مبارک تر ہونے پر دلالت ہوگئی پس بعض کتب
مین جو لکھا ہے کہ موضع جسد شریف رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم عرش سے بھی افضل ہے
اسکا فضیلت جزئی پر محمول کرنا مناسب ہے واللہ اعلم **تنبیہ یاز دہم** لنریہ من ایاتنا
مین آیات کا اطلاق جو کہ عرفاً عظم اور کمال پر دال ہوتا ہے اور آیات سماویہ
خصوصاً جبکہ آسمانون پر انبیا بھی تھے جیسا احادیث معراج مین ہے آیات ارضیہ سے
اعظم اور اکمل ہین اس طرح یہ اطلاق مشیر ہے کہ مسجد اقصیٰ سے آگے بھی آپ کو لے گئے
اسی لیے روح المعانی مین یون تفسیر کی ہے لنریہ من ایاتنا ای لنرفعہ الی السماء
حتی یری ما یری من العجائب مگر تصریح نہ کرنے مین شاید یہ نکتہ ہو کہ وہ اور
زیادہ عجیب ہے اور انکار اسکا قریب ہے اور نص قطعی کا انکار کفر ہے پس تصریح نہ کرنا
رحمت ہے ضعفا کے ساتھ **تنبیہ دوازدہم** مِن کا تبعیضیہ لینا اس وجہ سے
ہے کہ واقع مین ایسا ہی ہوا تھا چنانچہ صحاح مین ہے کہ اسمع صریف الاقلام
کہ قلم کے چلنے کی آواز آتی تھی اور ظاہرا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلم نہین
دیکھے وعلی ہذا **تنبیہ سیزدہم** اسرا مین ضمیر غائب کی ہے اس سے شروع کیا گیا
اور انہ ھو السمیع پر کہ اسمین بھی ضمیر غائب کی ہے ختم کیا گیا اور درمیان مین ضمیر
متکلم کہ دال التعظیم پر بھی ہے لائی گئی اسمین یہ نکات ہین اول تجدید کلام

وتنشیط سامع دوم برکات اور آیات اورارادت کا عظیم ہونا سوم اسرا کے
بعد قرب کے زیادہ ہونے کی طرف اشارہ اور قرب کے وقت اصل تکلم ہے تنبیہ
چہاردہم انہ ھو السمیع البصیر کو بڑھانے کا فائدہ علاوہ فائدہ مذکورہ فی المتن
کے ایک یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مکذبین کو وعید ہے کہ ہم تمھاری تکذیب ومخالفت کو دیکھتے
سنتے ہین خوب سزا دینگے تنبیہ پانزدہم لنریہ من آیاتنا کے بعد اس کا
بڑھانا مشیر اس طرف ہے کہ گو رویت عجائبات کی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو
ہوئی مگر علم مین ہمارے برابر نہین ہوگئے کیونکہ اُن کو تو ہم نے دکھلایا اور ہم
بالذات سمیع بصیر ہین دوسرے اُنھون نے بعض آیات کو دیکھا اور ہم علی الاطلاق
سمیع بصیر ہین۔ تحقیقات تحقیق اول یہان مسجد اقصیٰ تک جانا مذکور ہے
اندر جانا احادیث مین مصرح ہے کہ آپ اندر تشریف لے گئے اور انبیا علیہم السلام
سے ملے اور آپ نماز مین اُنکے امام بنے تحقیق دوم آگے آسمانون کی طرف
جانا اس آیت مین مصرح نہین ہے گو اُسکی طرف اشارہ ہے اور اس سے زیادہ
صراحت کے قریب اشارہ سورہ والنجم مین ہے ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند
سدرۃ المنتھیٰ یعنی آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو دوسری بار سدرۃ المنتھیٰ کے پاس
دیکھا ہے اور پہلی بار کا دیکھنا اِسکے قبل وھو بالافق الاعلیٰ مین مذکور ہوا ہے
سو اس سے ظاہرًا معلوم ہوتا ہے کہ آپ سدرۃ المنتھیٰ تک پہونچے تھے کیونکہ
عند متعلق راٰی کے ہے پس رویت عند السدرہ سے ظاہرًا معلوم ہوتا ہے
کہ رائی اور مرئی دونون سدرہ کے پاس ہون گے پھر حدیثون مین تو اسکی
اسقدر تصریح ہے کہ مجال انکار ہی نہین تحقیق سوم جمہور اہل سنت وجماعت کا

مذہب یہ ہے کہ معراج بیداری مین جسد کے ساتھ ہوئی اور دلیل اسکی اجماع ہے اور مستند اس اجماع کا یہ امور ہوسکتے ہین **اول** حق تعالی نے جس اہتمام سے قصۂ اسراء کو بیان فرمایا ہے اُس سے اسکا غایت عجیب ہونا معلوم ہوتا ہے اگر یہ نوم مین یا روحانی طور پر ہوتی تو یہ کوئی عجیب بات نہین ہے۔ **دوسری** بعبدہٖ سے ظاہرًا یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حقیقی اور متبادر معنی جاء نی عبد فلان کے یہی ہین کہ وہ بیداری مین دھڑ اور جان سمیت آیا پس عبد کا مصداق مجموعہ روح وجسد اور اُس محل کا صدور مقید بالیقظہ ہوتا ہے الا ان یصرح علی خلاف ذلک **تیسری** اگر یہ خواب کی حالت مین یا روحانی طور پر ہوتی تو جسوقت کُفّار نے تکذیب کی تھی یا بیت المقدس اور اپنے قافلہ کے حالات پوچھے تھے جیسا کہ حدیثون مین آیا ہے بعضہا فی الصحاح وبعضہا رواہ البیہقی وغیرہ کما فی الدر المنثور تو آپ اُسوقت بہت سہولت سے جواب دیتے کہ مین بیداری مین اسکے ہونے کا کب مدعی ہون جو تم ایسی باتین کرتے ہو اور بیت المقدس کی ہیئت وکیفیت بیان کرنے کے متعلق فکر مین نہ پڑتے جیسا حدیثون مین ہے کہ آپ کو فکر ہوئی حق تعالی نے منکشف کردیا اور آپ نے تبلادیا رواہ مسلم اور بعض کو آیت وما جعلنا الرؤیا الخ سے شبہہ ہوا ہے سو اول تو وہان احتمال ہے کہ واقعۂ بدر یا عمرۂ مکہ کا خواب مراد ہو جیسا بعض مفسرین اس طرف گئے ہین جنکا ذکر اجمالاً اِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ اور لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا مین آیا ہے اور اگر واقعۂ معراج ہی مراد ہو تو رؤیا المعنی رویت ہے کیونکہ رأی کے دونون مصدر ہین مثل قربیٰ اور قرابت کے یا بقول بعض شب سے رویت کو رؤیا کہتے ہین گو بیداری مین ہو یا تشبیہًا رؤیا کہدیا ہوا اور وجہ تشبیہ کی یا عجائب کا دیکھنا ہے

اور یا شب کے وقت واقع ہونا کذا فی روح المعانی اور بعض کو شریک کی حدیث سے جسکے
آخر مین ثم استیقظت ہے شبہہ پڑگیا ہے سو چونکہ شریک محدثین کے نزدیک حافظ
حدیث نہین اور دوسرے حفّاظ کے خلاف کیا اسلیے وہ زیادت غیر مقبول ہے
کذا فی روح المعانی یا محمول ہے تعدد واقعہ پر کیونکہ علما نے لکھا ہے کہ عروج روحانی
آپ کو کئی بار ہوا ہے یعنی اس معراج سے پہلی خواب مین عروج ہوا ہے جسکی حکمت
یہ لکھی ہے کہ تدریجاً اس معراج اعظم کی استعداد اور برداشت ہوسکے اور بعض کو حضرت
معاویہؓ و حضرت عائشہؓ کے اقوال سے شبہہ ہوگیا ہی سو حضرت عائشہؓ تو اسوقت تک
آپ کے نکاح مین بھی نہ آئی تھین اور حضرت معاویہؓ اسوقت تک اسلام بھی نہ لائے
تھے خدا جانے کسی سے سنکر کہا ہے یا اجتہاداً کہا ہے یا کسی دوسرے واقعہ کی نسبت
کہا ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال **تحقیق چہارم** بیت المقدس
تک جانے کا منکر کافر ہے اور مأوّل مبتدع ہے اور آگے جانے کا منکر اور مأوّل
مبتدع ہے اور ہر چند کہ سورۂ نجم مین قریباً تصریح ہے لیکن عند مین احتمال ہے کہ وہ
رأٰہ کے مفعول کا حال ہو اس لیے آپ کے سدرۃ المنتہی تک پہونچنے مین نص
نہین ہے **تحقیق پنجم** اسمین اختلاف ہے کہ حق تعالیٰ کو اس شب مین آپ نے دیکھا
یا نہین اس مین سلف اور خلف سب کا اختلاف ہے اور روایات محتمل تاویل کو
ہین کیونکہ روایت مثبتہ رویت مین احتمال ہے کہ رویت بالقلب مراد ہو اور نفی
رویت سے کسی خاص رویت کی نفی مراد ہو مثلاً قیامت کے روز جنت مین جو
انکشاف ہوگا یہ انکشاف اُس سے کم ہو گو رویت صادق آوے جیسے بی عینک
دیکھنا بھی دیکھنا ہے اور عینک سے اور زیادہ انکشاف ہوتا ہے غرض اس

مسئلہ مین توقف بہتر ہے **دفع اشکالات** - **دفع اشکال اول** بعض کو وسوسہ ہوا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باب مین فرمایا ہے نری ابراہیم ملکوت السمٰوٰت والارض اور آپ کے لیے من تبعیضیہ کیون فرمایا جواب یہ ہے کہ ملکوت السمٰوٰت والارض کل آیات تو نہین ہین اور ممکن ہے کہ یہ بعض جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا اُس بعض سے اعظم ہو **دفع اشکال دوم** بعض ظاہر پرست شبہہ کرتے ہین کہ خرق والتیام افلاک پر محال ہے - جواب یہ ہے کہ اُس دلیل کے سب مقدمات باطل ہین جیسا اپنے محل مین مذکور ہے **دفع اشکال سوم** بعض کہتے ہین کہ اسقدر سیر سریع کیونکر ممکن ہے جواب یہ ہے کہ بعض کواکب باوجود اس قدر عظیم ہونے کے نہایت سریع ہین اور سرعت کی عقلاً کوئی حد نہین ہے **دفع اشکال چہارم** بعض کہتے ہین کہ آسمان کے نیچے ہوا نہین اور حرارت شدید ہے جسم عنصری سلامت نہین رہ سکتا جواب یہ ہے کہ محال ممکن نہین ہوتا لیکن مستبعد واقع ہوسکتا ہے **دفع اشکال پنجم** بعض کہتے ہین کہ آسمان ہی موجود نہین جواب یہ ہے کہ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین -

من القصیدۃ

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلًا اِلٰی حَرَمٍ
كَمَا سَرَى الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ
وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَۃً
مِنْ قَابَ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

ترجمہ: آپ ایک شب مین حرم شریف مکہ سے حرم محترم مسجد اقصیٰ تک (باوجودیکہ ان مین فاصلہ چالیس دن کے سفر کا ہے) ایسے (ظاہر و باہر و تیز رو کمال نورانیت ارتفاع کدورت کے ساتھ) تشریف لے گئے جیسا کہ بدر تاریکی کے پردہ مین نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا ہے ۱۲ اور آپ نے بحالت ترقی رات گذاری اور یہانتک ترقی فرمائی اور ایسا قرب الٰہی حاصل کیا جسپر مقربان درگاہ خداوندی سے کوئی

الملقبۃ بالبردۃ ۱۲ لم یقصد تفسیر القرآن او قصدہ علی البعض الاقوال ۱۲ منہ

٥٣ وَقَدَّمَتْكَ جَمِيعُ الْاَنْبِيَاءِ بِهَا
وَالرُّسُلِ تَقْدِيمَ مَخْدُومٍ عَلٰى خَدَمِ

٥٤ وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ
فِيْ مَوْكِبٍ كُنْتَ فِيْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

٥٥ حَتّٰى اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاْوًا لِمُسْتَبِقٍ
مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًى لِمُسْتَنِمِ

٥٦ خَفَضْتَ كُلَّ مَكَانٍ بِالْاِضَافَةِ اِذْ
نُوْدِيْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

٥٧ كَيْمَا تَفُوْزُ بِوَصْلٍ اَيِّ مُسْتَتِرٍ
عَنِ الْعُيُوْنِ وَسِرٍّ اَيِّ مُكْتَتِمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ع نہین پہونچایا گیا تھا بلکہ اُس مرتبہ کا بسبب غایت رفعت کسی نے قصد بھی نہین کیا تھا ۱۲ ٥٣ اور آپ کو مسجد بیت المقدس مین تمام انبیا و رسل نے اپنا امام و پیشوا بنایا جیسے مخدوم خادمون کا امام و پیشوا ہوتا ہے ۱۲

٥٤ اور (منجملہ آپ کی ترقیات کے یہ امر ہے کہ) آپ ساتون آسمانون کو طے کرتے جاتے تھے جو ایک دوسرے پر ہین اپنے لشکر ملائکہ مین (جو بلحاظ آپ کی عظمت و شان کی تالیف قلب مبارک آپکے ہمراہ تھا اور) جسکے سردار اور صاحب علم آپ ہی تھے ۱۲ ٥٥ (آپ رتبۂ عالی کی طرف برابر ترقی کرتے رہے اور آسمانون کو برابر طے کرتے رہے) یہان تک کہ جب آگے بڑھنے والے کی قرب و منزلت کی نہایت نہ رہی اور کسی طالب رفعت کے واسطے کوئی موقع ترقی کا نہ رہا تو ۱۲ ٥٦ جسوقت آپ کی ترقیات نہایت درجہ پہونچ گئین تو اپنے ہر مقام انبیا کو یا ہر صاحب مقام کو (بہ نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالی اسے عنایت ہوا) پست کر دیا جب کہ آپ اُن کے واسطے ترقی مرتبہ کے مثل یکتا اور نامور شخص کے پکارے گئے ۱۲ ٥٧ (یہ ندا یا محمدؐ کی اسلیے تھی) تاکہ آپکو وہ وصل حاصل ہو جو نہایت درجہ آنکھون سے پوشیدہ تھا (اور کوئی مخلوق اُسکو دیکھ نہین سکتی) اور تاکہ آپ کامیاب ہون اُس اچھے بھید سے جو غایت مرتبہ پوشیدہ ہے ۱۲ عطر الوردہ

ولنختم الکلام علی وقعۃ الاسراء
والہ واصحابہ اہل الاجتباء

بالصلوۃ علی سیدنا اہل الاصطفاء
ما دامت الارض والسماء

تیرھوین فصل ہجرت حبشہ مین

یہ نبوت کے پانچوین سال مین ہوئی جس کا سبب یہ ہوا کہ کفار مسلمانون کو بہت تکلیف دیتے تھے اُسوقت آپ کی اجازت سے چند مسلمانون نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ کا بادشاہ نجاشی نصرانی تھا اُس نے مسلمانون کو اچھی طرح جگہ دی۔ کفار قریش کو اس سے بہت غیظ ہوا اُنھون نے کئی شخصون کو تحف و ہدایا دیکر نجاشی کے پاس بھیجا کہ مسلمانون کو اپنے پاس جگہ نہ دے

جب اُنھون نے جاکر اپنا مطلب عرض کیا نجاشی نے دربار مین مسلمانون کو بمواجہ اُن لوگون کے بُلاکر گفتگو کی حضرت جعفرؓ نے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر بھیجا اور اپنا کلام اُن پر نازل فرمایا تو ہم راہ راست پر آئے وہ بھلے کامون کا حکم کرتے ہین اور بُرے کامون سے منع کرتے ہین۔ نجاشی نے کہا جو کلام اُنپر اُترا ہے اُس مین سے کچھ پڑھو اُنھون نے سورۂ مریم شروع کی وہ بہت متاثر ہوا اور مسلمانون کو تسلّی دی اور فرستادگان قریش کو خائب وخاسر رد کر دیا۔ کذا فی تواریخ حبیب الہٰ۔

حدیثون مین تصریح ہے کہ یہ بادشاہ مسلمان ہو گئے تھے اور زاد المعاد مین ہے کہ پھر جب آپ کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کی خبر اُن لوگون کو پہونچی تو ۳۳ آدمی حبشہ سے لوٹ آئے سات تو مکہ مین روک لیے گئے اور باقی مدینہ پہونچ گئے اور بقیہ نے کشتی کے رستہ سال غزوۂ خیبر مین مدینہ کو ہجرت کی ان صاحبون کو دو ہجرتون کی وجہ سے اصحاب الہجرتین کہتے ہین۔

من القصیدۃ

وَلَنْ تَرٰی مِنْ وَّلِیٍّ غَیْرَ مُنْتَصِرٍ
بِہٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَیْرَ مُنْقَصِمٍ

اَحَلَّ[۲] اُمَّتَہٗ فِیْ حِرْزِ مِلَّتِہٖ
کَاللَّیْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِیْ اَجَمٍ

کَمْ جَدَّلَتْ[۳] کَلِمَاتُ اللّٰہِ مِنْ جَدِلٍ

۱ اور تو ہرگز نہ دیکھے گا کسی آپکے دوست کو کہ اُسکو آپکی برکت سے مدد نہ پہونچی ہو اور نہ تو انکا کوئی ایسا دشمن دیکھیگا کہ اُسکو شکست فاش نہ پہونچی ہو ۱۲

۲ آپ نے اپنی امت اجابت کو اپنے دین کے مضبوط و مستحکم قلعہ مین تا کہ اُنکو کوئی مغلوب و مقہور نہین کر سکتا) جیسا کہ شیر اپنے بچون کو لیکر اپنے بیشہ مین فرو کش ہوتا ہے کہ کسی کا مقدور نہین کہ اُنکو وہان ستا سکے

۳ اور بہت قوی کلام اللہ نے خصمانہ کو مغلوب پر ڈال دیا

ف یعنی مکہ کو تاکہ ۔۔۔ سے پھر مدینہ چلے جاوینگے ۱۲ منہ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	
فِيْهِ وَكَمْ خَصَمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمِ	اُس شخص کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین جھگڑا کیا اور اُن کی نبوت کا انکار کیا اور بہت دفعہ غالب ہوئین دلائل آپ کی اثبات رسالت کی منکر شدید الخصومت پر ۱۲ عطر الوردہ چنانچہ اس موقع پر صحابہ کا غلبہ ہوا اور کلام اللہ نے نجاشی پر اثر کیا ۱۲ منہ
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ	

چودھوین فصل زمانۂ اقامت مکہ بعد النبوۃ کے بعض متفرق مہم واقعات مین مختصرًا ۔ **واقعہ پہلا** ۔ جب آپ پر وحی اول نازل ہوئی اور آپ نے حضرت خدیجہ سے بیان فرمایا وہ آپ کو ورقہ عسہ کے پاس لے گئین اُنھون نے آپ کے صاحب وحی ہونے کی تصدیق کی اور حضرت خدیجہ رضؓ دولت ایمان سے مشرف ہوئین ۔ اور عورتون مین سب سے اول حضرت خدیجہ رضؓ اور جوانان احرار مین سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور لڑکون مین حضرت علی رضؓ اور غلامون مین حضرت بلال رضؓ اور آزاد شدہ غلامون مین حضرت زید بن حارثہ رضؓ اور بعد ازین حضرت عثمان رضؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ اور حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضؓ ایمان لائے اور روز بروز لوگ اسلام مین داخل ہونے لگے ۔ **دوسرا واقعہ** جب آپ پر آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی آپ نے کوہ صفا پر چڑھکر پکارا اور سب کو جمع کر کے شرک پر رہنے کی حالت مین عذاب سے ڈرایا ابولہب نے آپ کی شان مین سخت الفاظ کہے سورۂ تبت تب ہی نازل ہوئی جسمین اُسکی اور اُسکی جورو کی مذمت ہے وہ بھی آپ کے ساتھ بہت دشمنی رکھتی تھی اُس ابولہب کے دو بیٹے تھے عتبہ اور عتیبہ آپ کی دو صاحبزادیان حضرت رقیہ رضؓ اور ام کلثوم رضؓ ان دونون کے نکاح مین تھین اُسوقت

عسہ اس پوری فصل کے مضامین تواریخ حبیب آلہ سے لیے ہین گو الفاظ و ترتیب مین تبدل ہو ۱۲ منہ

عسہ یہ وہ ہین جن کا ذکر دسوین فصل کی دوسری روایت مین آیا ہے ۱۲ منہ

اختلاف دین سے نکاح درست تھا) ابو لہب نے بیٹون کو کہا کہ اگر تم انکی بیٹیون کو
طلاق نہ دوگے تو تم سے علاقہ نہ رکھونگا اُن دونون نے اُسکے کہنے پر عمل کیا
اور عُتبہ نے تو ایسی بیحیائی کی کہ آپکے سامنے جاکر یہ کلمات کہدیے اس گستاخی پر
آپ نے بد دعا کی اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک یا اللہ اپنے کتون مین سے
ایک کُتا اسپر مسلّط کر دے۔ ایک بار تجارت کے لیے شام جاتا تھا رستہ مین ایک
منزل پر جہان شیر لگتا تھا ٹھہرنا ہوا ابو لہب نے بیٹے کی حفاظت کے واسطے تمام اسباب
کا ایک ٹیلہ بناکر عُتبہ کو اُسپر سُلایا اور سب کو اُسکے گرداگرد سُلایا رات کو شیر آیا
اور عُتبہ کو مار کر چلا گیا مگر یہ شقاوت تھی کہ اس پر بھی ایمان نہین لاتے تھے یہ سب
قصے قریب زمانۂ نبوت کے ہین۔ تیسرا واقعہ جب ہجرت حبشہ کی ہوئی تو حضرت
ابو بکر صدیقؓ نے بھی ارادہ ہجرت حبشہ کا کیا مکہ سے نکل کر برک الغماد تک کہ چار منزل
مکہ سے ہے پہونچے تھے کہ مالک بن دغنہ کہ سردار قوم قارہ کا تھا ملا اور انکو اپنی
پناہ مین مکہ لے آیا اور سب کفار قریش سے کہدیا کفار نے کہا بایں شرط ہمکو منظور ہے
کہ یہ قرآن گھر سے باہر اور بآواز بلند نہ پڑھا کرین حضرت صدیقؓ نے چندے ایسا
ہی کیا پھر ضبط نہو سکا اور بآواز بلند پڑھنا شروع کیا محلہ کی عورتین جمع ہو کر سُننے
لگین کفار نے اُس رئیس پناہ دہندہ سے کہا اُسنے حضرت صدیقؓ سے کہا کہ خلاف
عہد کرتے ہو تو میری پناہ نہ رہے گی اُنھون نے فرمایا مجکو سوائے خدا کے کسی کی پناہ مین
رہنا منظور نہین وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا اور آپ بامان الٰہی محفوظ رہے۔ چوتھا
واقعہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانان ہمراہی آپکے اکثر چھپے رہنے

ف جس کا ذکر تیرھوین فصل مین ہے ۱۲ منہ

اور اُنتالیس تک شمار اہل اسلام پہونچی تھی آپ ارقم کے گھر مین تھے اُس زمانہ مین عمر بن الخطابؓ اور ابوجہل بن ہشام دو بڑے سردار تھے آپنے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر بن الخطابؓ یا ابوجہل بن ہشام سے سو حضرت عمرؓ کے حق مین وہ دعا قبول ہوئی اور دوسرے دن حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوے یہ سنہ ۶ نبوت مین ہوا کذا فی تواریخ حبیب اله۔ پانچوان واقعہ آپ طائف سے واپس تشریف لائے کسی کو مطعم بن عدی کے پاس بھیجا اور امن طلب کیا مطعم نے امن دیا اور ہمراہ آپ کے مسجد مین آیا آپ اسپر مطعم کا شکریہ[۱] فرمایا کرتے تھے کذا فی الشمامۃ عن اسد الغابۃ۔

من القصیدۃ

لا تعجبن لحسود راح ینکرها تجاهلا وهو عین الحاذق الفهم	[۱] اگر کوئی حاسد ان آیات (نبوت) کا براہ تجاہل انکار کرے حالانکہ وہ امور مین پورا ہوشیار اور فہیم ہے تو اسکا تو ہرگز تعجب مت کر ۱۲
قد تنکر العین ضوء الشمس من رمد وینکر الفم طعم الماء من سقم	[۲] اسلیے کہ کبھی آنکھ بسبب درد کے آفتاب کی روشنی کو برا سمجھتی ہے اور کبھی دہن بسبب بیماری کے ذائقہ آب شیرین کو ناپسند کرتا ہے ۱۲ عطر الوردہ
یا رب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم	

پندرھوین فصل ہجرت مدینۂ طیبہ مین جب تیرھوین سال نبوت بعثت

[۱] قصہ انکے اسلام کا تواریخ حبیب اله مین مبسوط مذکور ہے ۱۲ منہ [۲] بخاری مین حدیث ہے کہ جب آپکی خدمت مین بدر کے کفار قیدی لائے گئے تو آپنے فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی اسوقت زندہ ہوتا اور مجھ سے ان مرداروں کے باب مین سفارش کی گفتگو کرتا تو اسکی خاطر سے انکو ویسے ہی چھوڑ دیتا۔ اس ارشاد کی وجہ یہی

عقبہ ثانیہ واقع ہو چکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابؓ کو اجازت ہجرت مدینہ طیبہ کی فرمائی اور اصحاب نے خفیہ روانہ ہونا شروع کیا ایک دن سرداران کفار قریش مثل ابوجہل وغیرہ دارالندوہ مین کہ قریب خانۂ کعبہ کے ایک مکان مشورت کا تھا جمع ہوئے اور بعد گفتگوے بسیار کے سب کی رائے آپ کے باب مین یہ قرار پائی کہ ہر قبیلۂ قریش مین سے ایک ایک آدمی منتخب ہو اور سب مجتمع ہو کر رات کو محمدؐ کے مکان پر جا کر محمدؐ کو قتل کر دین بنی ہاشم (کہ حامی آپ کے ہین) سارے قبائل قریش سے طاقت مقاومت کی نہین رکھ سکتے بالضرور خونبہا پر راضی ہو جاوین گے اور ہم لوگ بے تکلف دیت ادا کر دین گے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس راز پر مطلع فرمایا اور حکم ہوا کہ آپ مدینہ کو ہجرت کر جاوین آپ شب کو گھر مین تھے کہ کفار نے دروازۂ مبارک گھیر لیا آپ امانتین حضرت علیؓ کو سپرد کر کے گھر سے نکل گئے اور بقدرت خداوندی کسی کو نظر نہ آئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لیجا کر اُنکو ہمراہ لیکر نہایت احتیاط سے غار ثور مین جا چھپے یہان کفار نے گھر مین جا کر آپکو نہ دیکھا تو تلاش مین مشغول ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے غار تک پہونچے بعد آپکے غار مین داخل ہونے کے مکڑی نے جالا غار کے مُنھ پر پور دیا اور ایک کبوتر کے جوڑے نے آکے غار مین انڈے دے کر سینے شروع کیے کفار نے جب یہ دیکھا کہنے لگے کہ اگر اس مین کوئی آدمی جاتا یہ مکڑی کا جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور کبوتر جنگلی وحشی جانور ہے اِس غار مین نہ ٹھہرتا یہ کہکر کفار پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کے لیے تار عنکبوت اور بیضۂ کبوتر سے ایسا کام لیا کہ صدہا

زرہ آہنی اور جوانان جنگی اور قلعۂ محکم سے نہ نکلتا۔ قصیدۂ بردہ کے ان اشعار مین اسی طرف اشارہ ہے۔

ومَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَمِنْ كَرَمٍ وَكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِيْ	۱ؐ اور مین قسم کھاتا ہون اُس خیر وکرم کی جس کو غار نے جمع کر رکھا تھا (یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رض) ایسے حال مین کہ ہر چشم کفار کی آپکے دیکھنے سے اندھی تھی ۱۲
فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيْقُ لَمْ يَرِمَا وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَرِمٍ	۲ؐ پس آپ کہ سراپا صدق تھے اور حضرت صدیق رض غار سے ہٹے نہین اور کفار کہتے تھے کہ غار مین کوئی بھی نہین ۱۲
ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوْتَ عَلٰى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ	۳ؐ انھون نے گمان کیا کہ کبوتر اشرف المخلوقات کے گرد نہین پھرے (اور انھون نے انڈے نہین دیے) اور مکڑی نے آپ پر جالا نہین تنا ۱۲
وِقَايَةُ اللّٰهِ اَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ مِنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمِ	۴ؐ خداوند تعالیٰ کی حمایت و حفاظت نے آپکو دوہری بنی ہوئی زرہ یا اوپر تلے دو زرہون کے پہننے سے اور بلند قلعون مین پناہ گیر ہونے سے بے پروا کر دیا تھا ۱۲

تین دن تک آپ غار مین رہے عامر بن فہیرہ کہ حضرت ابوبکر رض کے آزاد کیے ہوئے غلام تھے متصل غار کے بکریان چراتے تھے وہ دودھ بکریون کا آپ کو اور حضرت ابوبکر رض کو پلا جاتے اور عبد اللہ بیٹے ابوبکر صدیق رض کے کہ جوان تھے مکہ مین قریش کی مجالس مین جا کر خبرین دریافت کرکے رات کو آپ کے حضور مین آکر بیان کر دیتے تھے۔ پہلے سے عبد اللہ بن اُرَیقِط دُئلی کو کہ مشرک تھا رہبری کے لیے نوکر رکھ لیا تھا اور اونٹنیان اُسی کو سپرد کردی تھین بعد تین دن کے حسب الحکم وہ اونٹنیان در غار پر حاضر لایا اور آپ اور حضرت ابوبکر صدیق رض اور عامر بن فہیرہ سوار ہو کر براہ ساحل مدینہ کو روانہ ہوئے راہ مین عجائب غرائب معاملات واقع ہوئی

عہ اور حفظ ربانی کا اسپر اطمینان تھا ۱۲ منہ

کہ بیان مین اُنکے طول ہے تواریخ حبیب آلہ وغیرہ مین دیکھ لیا جاوے۔ مدینہ کے لوگ بخیال آپ کی تشریف آوری کے ہر روز استقبال کے لیے مکہ کی راہ پر آتے اور دوپہر کے قریب لوٹ جاتے جس روز آپ پہونچے اُس روز بھی انتظار کرکے لوٹ چلے تھے کہ ایکبارگی ایک یہودی نے ایک ٹیلہ پر سے آپ کی سواری دیکھی اور چلاکر اُن پھرنے والون سے کہا یا معاشر العرب هذا جدکم یعنی اے گروہ عرب یہ تمھارا حظ یعنی خوش نصیبی کا سامان آپہونچا وہ لوگ پھرے اور آپکے ساتھ ہوکے مدینۂ طیبہ مین داخل ہوئے اہل مدینہ کی اُس روز کی خوشی کا اندازہ نہین ہوسکتا تھا چھوٹی چھوٹی لڑکیان شوق مین یہ نظم پڑھتی تھین۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع[عہ] وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع ایها المبعوث فینا جئت بالامر المطاع	یعنی ہمپر بدر نے طلوع کیا ثنیات الوداع سے، ہم پر شکر کرنا فرض ہے جب تک اللہ تعالی سے کوئی دعا کرنیوالا ہے اے نبی جو ہم مین مبعوث ہوئے ہین آپ ایسا حکم لیکر آئے ہین کہ اُسکی اطاعت ضروری ہے ۱۲ منہ عہ اسکے معنی ہین گھاٹیان رخصت کی اہل مدینہ رخصت کرنے کے لیے مسافر کو جو بجانب مکہ جاتا تھا ان گھاٹیون تک جایا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ ثنیات الوداع مدینہ سے شام کیجانب ہے اور شعر مذکور بوقت معاودت آپکے غزوۂ تبوک سے پڑھا گیا تھا مین کہتا ہون کہ اگر دونون جانب ایسا موقع ہوا اور دونون ہی کام ہوا اور دونون وقت یہ اشعار پڑھے گئے ہون تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

آپ مکہ سے دوشنبہ کے روز ربیع الاوّل کے مہینہ مین اور بقول بعض صفر[عہ] کے

[لہ] عجیب تر انین دو قصے ہین ایک قصہ ام معبد کی بکری کے دودھ دینے کا یہ ایک عورت تھی شرفائے عرب مین خیمہ اُسکا راہ مدینہ مین واقع تھا اور اسکے بعد ام معبد اور اُن کا شوہر ابو معبد مشرف باسلام ہوئے دوسرا قصہ سراقہ کا جو بائیسوین فصل کے عہ۱۲ مین آوے گا۔ عہ ممکن ہے کہ مکہ سے تو آخر صفر مین چلے ہون اور غار سے چلنے کے وقت ربیع الاول شروع ہوگیا ہو ۱۲ منہ

ترپن سال کی عمر مین چلے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن بارھوین ربیع الاول کو مدینہ مین پہونچے اور پہونچکر محلہ قبا مین کہ کنارہ شہر پر ذرا فاصلہ سے ہے منازل بنی عمرو بن عوف مین چودہ دن ٹھیرے اور تیسرے دن حضرت علی ؓ بھی امانتین ادا کرکے آپ سے آملے پھر آپ نے شہر مدینہ کے اندر تشریف رکھنے کا ارادہ کیا ہر ایک کی آرزو تھی کہ ہمارے محلہ مین ٹھیرین جب آپ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ساتھ تھے اور وہی آرزو بر زبان تھی آپ نے فرمایا میری اونٹنی مامور ہے جہان بیٹھ جاویگی وہان ہی مقیم ہونگا اونٹنی چلتے چلتے وہان آبیٹھی جہان اب منبر مسجد شریف ہے متصل اس جگہ کے حضرت ایوب انصاری ؓ کا گھر تھا وہان اسباب آپ کا اُتار لیا گیا اور آپ اُنکے گھر ٹھیرے پھر آپ نے وہ زمین جہان اونٹنی بیٹھی تھی خریدی اور مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی۔ کذا فی تواریخ حبیب الٰہ وزاد المعاد وغیرہما۔ من الروض

وَلَهُمْ مِنْهُ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ مَنْقَبَةٌ	اور آپ کو غار مین دونون صاحبون کے ہونیکے وقت
شَرِيْكَةٌ مَا حَوَاهَا قَبْلَهُ بَشَرٌ	کی ایسی منقبت شریفہ مبارک ہوئی کہ آپکے قبل کسی بشر نے اُس کو حاصل نہین کیا ۱۲ منہ ۵۲
وَمَا جَرَا مِنْهُ لَمَّا حَاوَلَا سَفَرًا	اور جو دونون صاحبون نے اُس غار سے نکل کر ہجرت کی جبکہ مدینے کے سفر کا عزم کیا
لِطَيْبَةٍ وَتَنَاهَى عِنْدَهَا السَّفَرُ	اور مدینہ پہونچکر سفر ختم ہو گیا ۱۲ منہ ۵۳
فَسَلْ سُرَاقَةَ مِنْهُ اِنْ تُرِدْ خَبَرًا	اور اگر کچھ خبر معلوم کرنا ہو تو سراقہ اور ام معبد سے آپکا حال
وَاُمَّ مَعْبَدٍ يَجْلُوْ مِنْهُمَا الْخَبَرُ	پوچھو اُن دونون سے خبر ظاہر ہو گی ۱۲ منہ ۵۴
طَابَتْ بِهِ طَيْبَةٌ لَمَّا اَقَامَ بِهَا	آپ سے مدینہ پاکیزہ ہو گیا جب آپ وہان مقیم ہوئے
وَفَاحَ حِيْنَ اَتَاهَا نَشْرُهَا الْعَطِرُ	اور آپ جس وقت اُس مین پہونچے تو اُسکی خوشبوے معطر پھیل گئی ۱۲ منہ ۵۵

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

سولھوین فصل قدوم مدینہ طیبہ کے بعض اہم متفرق واقعات مین - **پہلا واقعہ** بعد تشریف آوری آپ کے مدینہ مین عبداللہؓ بن سلام کہ ایک بڑے عالم یہود مین تھے آپ کی ملاقات کے لیے آئے اور آپ سے تین[1] سوال کیے اور جواب صحیح پاکر ایمان لے آئے - کذا فی تواریخ حبیب اِلٰہ - **دوسرا واقعہ** حضرت سلمان فارسیؓ کہ اصل مین مجوسیان فارس سے تھے اور اُنکی عمر بہت ہوئی اور دین مجوسی کو چھوڑ کر دین نصاریٰ انھون نے اختیار کیا تھا اور زبانی علماے یہود اور نصاریٰ کے خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بات کہ آپ مدینہ مین ہجرت کرکے آوینگے سُنکر مدینہ مین آرہے تھے کئی جگہ بکے تھے اِن دنون ایک یہودی کے غلام تھے حضور مین حاضر ہوے اور علامات نبوت دیکھکر سلمان ہوگئے آپ نے فرمایا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو اُنھون نے اپنے مالک سے کہا اُسنے چالیس اوقیہ[2] سونے پر (کہ یہان کی تول سے سوا سیر سے زیادہ ہوتا ہے) مکاتب کردیا اور یہ بھی شرط کی کہ تین سو درخت چھوارے کے لگاوین اور جب وہ بار آور ہون تب آزاد ہون آپ نے دست مُبارک سے چھوارے کے درخت لگادیے وہ سب اُسی سال مین بار آور ہوے اور بقدر ایک بیضہ کے سُونا غنیمت مین آیا تھا آپ نے سلمان کو دیا کہ اسکو دیکر آزاد ہوجاؤ اُنھون نے عرض کیا کہ چالیس اوقیہ سونا چاہیے یہ کیا کفایت کریگا آپ نے زبان مبارک اُس پر پھیر دی اور دعا سے برکت کی سلمانؓ کہتے ہین کہ مین نے جو تولا

---

[1] جہلا عوام الناس مین ایک کتاب ہزار مسئلہ کے نام سے مشہور ہے جسمین عبداللہ بنؓ سلام کا آپ سے ہزار مسائل پوچھنا لکھا ہے اس روایت سے اُسکا دروغ محض ہونا ثابت ہوا ۱۲ [2] ایک اوقیہ وزن مین سات مثقال کا ہوتا ہے ۱۲

چالیس اوقیہ تھا نہ کم نہ زیادہ اور ادا کر کے آزاد ہو گئے اور حضور اقدس کی خدمت میں رہے کذا فی تواریخ حبیب اللہ تنبیہ ا واقعہ مدینہ طیبہ میں بیر رومہ کا (کہ ایک کنوان ہے) پانی شیرین تھا اور دوسرے کنوؤن کا پانی کھاری تھا اور اسکا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بیچا کرتا تھا۔ اِس سبب سے مسلمانون کو پانی کی تکلیف تھی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیر رومہ کو خرید کر مسلمانون کے ڈول اُسمین جاری کر دے اُسکے لیے جنت ہے حضرت عثمانؓ نے اُس کنوین کو خالص اپنے مال سے خرید لیا اور وقف کر دیا کذا فی تواریخ حبیب اللہ

من القصیدة

کَفَاکَ بِالْعِلْمِ فِی الْاُمِّیِّ مُعْجِزَۃً فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَالتَّادِیْبِ فِی الْیُتُمِ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ	اے مخاطب تجھکو در باب معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کا علم ایسے زمانہ مین کہ بے علم لوگ تھے اور باوجود آپ اُمّی تھے اور نیز یہ کہ آپ بحالت یتیمی نہایت با ادب تھے کافی ہے ۱۲ عطر الوردہ مع تغییر جیسا عبد اللہ بن سلام نے اسی سے استدلال کیا ۱۲ منہ

سترھوین فصل آپکے غزوات مین اور اُنکے ضمن مین بعض دوسرے مشہور واقعات مین بترتیب سنین۔ آپ کی مدت اقامت مدینۂ طیبہ مین وفات تک دس سال دو ماہ ہین جب جہاد فرض ہوا آپ نے کفار سے قتال شروع کیا اور سپاہ بھیجنے لگے جس جہاد مین آپ بنفس نفیس تشریف لے گئے اُسکو اہل سیر غزوہ کہتے ہین اور جو لشکر آپ نے بھیج دیا اور خود تشریف فرما نہین ہوئے اُسکو سریہ کہتے ہین بتفصیل ہر غزوہ و سریہ کا حال لکھنا دشوار ہے اِسلیے بعض بعض کا

لہ اس فصل کے مضامین ان کتب سے لیے گئے صحیحین شمامہ تواریخ حبیب اللہ زاد المعاد سیرۃ ابن ہشام ۱۲ مع بعض زوائد عطیہ ۱۲

بہت مختصر حال لکھا جاتا ہے اور مقارنت زمانی کی مناسبت سے بعض دوسرے واقعات لکھے جاتے ہین **سنہ اول ہجرت** جہاد فرض ہوا حضرت حمزہؓ کو تیس مہاجرین کے ساتھ بھیجا کہ قافلہ قریش سے تعرض کرین یہ ماجرا رمضان مین ہوا اور حضرت عبیدہؓ ابن الحارث کو ساٹھ مہاجرین کے ساتھ بطن رابغ کی طرف شوال مین روانہ کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو بیس مہاجرین کے ساتھ خرار کی طرف کہ ایک موضع ہے قریب جحفہ کے ذیقعدہ مین روانہ کیا کہ قافلہ قریش سے تعرض کرین یہ سب سریّے تھے پھر صفر مین غزوہ ابواء واقع ہوا اسمین خود تشریف فرما ہوئے ابواء ایک گانوں تھا درمیان مکہ اور مدینہ کے اسکو غزوہ ودان بھی کہتے ہین اور اسی سال آغاز اذان کا ہوا اور اسی سال حضرت عائشہؓ رخصت ہو کر آئین اور اسی سال مہاجرین وانصار کے درمیان عقد اخوت مقرر ہوا **سنہ ۲ ہجرت** ربیع الاول مین غزوہ بواط واقع ہوا کہ ایک مقام ہے ناحیہ رضوی مین قافلہ قریش سے تعرض مقصود تھا مگر مقابل نہین ملا پھر غزوہ عُشیرہ (بالضم عین) واقع ہوا کہ ایک زمین ہے بنی مدلج کی ناحیہ ینبع مین جمادی الاولی والاخری مین اور اسمین قافلہ قریش سے تعرض کا ارادہ تھا جو مکہ سے شام کو جاتا تھا مگر ملا نہین اور یہ وہی قافلہ تھا جسکی واپسی کے وقت آپ پھر تشریف لے گئے تھے اور وہ نہین ملا اور غزوہ بدر کا سبب ہو گیا اسی لیے اس غزوہ عُشیرہ کو غزوہ بدر اولی بھی کہتے ہین پھر رجب مین عبداللہ بن جحش اسدیؓ کو

ف ۱ غزوۂ ابواء و ودان
ف ۲ ابتداء اذان
ف ۳ رخصت حضرت عائشہؓ
ف ۴ مواخاۃ مہاجرین و انصار
ف ۵ غزوۂ بواط
ف ۶ غزوۂ عُشیرہ
ف ۷ سریۂ عبداللہ بن جحش بطن نخلہ

لہ ان تمام واقعات مین جو اس فصل مین مذکور ہین سال ربیع الاول سے شروع اور صفر پر ختم ہوا کیونکہ ہجرت ربیع الاول کے شروع مین واقع ہوئی ہے زاد المعاد مین بعض علماء کی یہ اصطلاح نقل کی ہے اور بعض واقعات کی تقدیم و تاخیر مین اہل سیر کے اقوال مختلف بھی ہین نقل کے وقت احقر کے خیال مین جسکو کسی وجہ سے ترجیح معلوم ہوئی اسکو اختیار کر لیا اور ان ہی کتابون اور دوسری کتب مین اور بھی سرایا و بعوث ذکر کیے ہین مینے اختصار کے لیے ترک کر دیا ۱۲ سنہ ۵۲ کذا فی القاموس ۱۲

بطن نخلہ کی طرف بھیجا اور اسی واقعہ مین یہ آیتین نازل ہوئین یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ اور سب سے عظیم الشان غزوۂ بدر ہوا جس کا لقب بدر کبریٰ ہے رمضان مین آپ نے خبر سُنی کہ قافلہ قریش شام سے مکہ کو جا رہا ہے آپ صحابہ کو لیکر کہ تین سو تیرہ تھے اُسکے تعرض کے لیے چلے یہ خبر مکہ پہونچی کفار قریش ایک ہزار مسلح آدمی لیکر روانہ ہوئے اور گو قافلہ دوسری راہ سے نکلکر مکہ جا پہونچا مگر یہ قریش کے لوگ پھر بھی اس غرض سے چلے کہ مقام بدر مین جا کر ڈیرہ ڈالینگے اور خوب جشن کرینگے تاکہ تمام عرب مین ہماری ہیبت چھا جاوے اور یہ احتمال بھی نہ تھا کہ تین سو آدمی اور وہ بھی بے سر و سامان ہم سے مقابل ہون گے مفت مین نیک نامی ہاتھ آوے گی اللہ تعالیٰ کو اسلام کا اعزاز اور کُفر کا اذلال مقصود تھا باہم مقابلہ ہوا اور اہل اسلام مظفر و منصور اور کفار مقتول و اسیر و مخذول ہوئے سورۂ انفال مین یہی قصہ ہے اور اس تمام قصہ سے شوال مین فارغ ہو گیا پھر سات روز بعد بنی سلیم کے غزوہ کے لیے تشریف لے چلے مگر لڑائی نہین ہوئی پھر بدر کے دو مہینے بعد غزوۂ سویق ہوا وہ اس طرح ہوا کہ جب کفار بدر مین شکست کھا کر مکہ ہو پہنچے پھر ابوسفیان دو سو سوار لے کر بارادۂ جنگ مدینہ کو چلے مدینہ کے قریب پہونچے تھے کہ مسلمانون کو خبر ہو گئی آپ خود مسلمانون کو لے کر چلے کفار بھاگ گئے اور بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ستو جو کہ زاد راہ تھا پھینک گئے اسی لیے اسکا لقب غزوۂ سویق ہوا یہ واقعہ ذی حجہ مین ہوا پھر بقیہ ذیحجہ مدینہ مین قیام فرمایا اسکے بعد نجد کو غطفان سے غزوہ کرنے کے لیے چلے اور ختم صفر تک وہان قیام کیا مگر لڑائی نہین ہوئی اور اسی سال نصف شعبان مین تحویل قبلہ ہوئی

ماہ رمضان

ماہ شوال

ماہ ربیع الاول

اور زکوٰۃ فرض ہوئی قبل فرض ہونے روزہ کے اور آخر شعبان میں روزہ فرض ہوا
اور آخر رمضان میں صدقہ فطر واجب ہوا اور عیدین کی نماز اور قربانی اسی
سال مقرر ہوئیں اور جمعہ اس سے پہلے سال میں فرض ہو گیا تھا اور اسی سال
مراجعت بدر کے ایک روز قبل آپ کی صاحبزادی حضرت بی بی رقیہ کی وفات
ہوئی اور آپ نے اسکے بعد حضرت ام کلثومؓ دوسری صاحبزادی کا نکاح حضرت
عثمانؓ سے کر دیا حضرت عثمانؓ اسی سبب سے ذی النورین کہلاتے ہیں اور
بدر ہی کے بعد حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہوا ۳ھ ہجرت بعد ربیع الاول کے
پھر قریش کے تعاقب میں تشریف لے چلے اور نجران تک پہونچے اور ربیع الآخر
اور جمادی الاولیٰ وہاں رہے مگر لڑائی نہیں ہوئی پھر مدینہ منورہ واپس آ گئے
پھر بنی قینقاع کا کہ یہود مدینہ سے تھے بوجہ نقض عہد کے پندرہ روز محاصرہ
فرمایا پھر عبداللہ بن ابی کی سفارش پر چھوڑ دیا یہ عبداللہ بن سلام کی برادری
ہے اور اسی نقض عہد کے سبب کعب بن الاشرف کے قتل کا حکم دیا چنانچہ قتل
کیا گیا اور اسی سال شوال کی ابتدا میں غزوہ احد واقع ہوا جسکا قصہ چوتھے
پارہ کے پاؤ سے شروع ہو کر نصف کے کچھ بعد تک پہونچا ہے۔ پھر غزوہ حمراء الا
کہ ایک منزل ہے واقع ہوا اسکا قصہ یہ ہوا کہ جب احد سے کفار چلے گئے تو
پھر راہ سے مدینہ لوٹنے کا ارادہ کیا آپ یہ خبر سنکر خود صحابہ کو لیکر روانہ ہوئے
جب کفار نے یہ سنا ڈر کر پھر لوٹ گئے چونکہ آپ حمراء الاسد تک پہونچے تھے اسکے
نام پر اس کا نام مقرر ہوا پھر بقیہ شوال و ذیقعدہ و ذی الحجہ کوئی واقعہ نہیں ہوا
محرم کا چاند نظر آیا تو طلیحہ بن خویلد و سلمہ بن خویلد کے بغرض مقاتلہ کرنے کی خبر سنکر حضرت

غزوہ بنی قینقاع

قتل کعب بن الاشرف

غزوہ احد

غزوہ حمراء الاسد

ابوسلمہ کو ڈیڑھ سو مہاجرین و انصار کی ہمراہی مین مقابلہ کے لیے بھیجا لڑائی نہین
ہوئی اور غنیم کے مواشی ہاتھ آئے وہ لے کر مدینہ آپہونچے پھر پانچوین محرم کو
خالد بن سفیان کے لشکر جمع کرنے کی خبر سنکر حضرت عبداللہ بن انیس[ف۱] کو مقابلہ
کے لیے بھیجا وہ اسکو قتل کرکے اسکا سر لائے اور واپسی انکی بعد اٹھارہ روز کے
تیئیس محرم کو ہوئی تھی پھر صفر کے مہینہ مین سریۂ رجیع[ف۲] واقع ہوا کفار مکہ کے
بہکانے پر کچھ لوگ قبیلۂ عضل و قارہ کے براہ فریب آپ کی خدمت مین آکر ظاہرا
مسلمان ہوئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ کر دیجیے کہ ہمکو احکام
سکھلا وین آپنے دس آدمی ساتھ کر دیے جب یہ لوگ رجیع پر کہ ایک تالاب ہے
قبیلۂ ہذیل کا پہونچے تو ہذیل کو مدد کے لیے بلا لیا اور بدعہدی کی بعضے اسوقت
شہید ہوئے جیسے عاصمؓ اور بعضے پکڑ لیے گئے جیسے خبیبؓ اور بعد مین
شہید کر دیے گئے اور اسی صفر کے مہینہ مین واقعہ بیر معونہ[ف۳] کا ہوا یہ ایک جگہ ہے
بلاد ہذیل مین درمیان مکہ اور عسفان کے وہ اسطرح ہوا کہ ایک شخص عامر بن مالک
رہنے والا نجد کا قوم بنی عامر سے حضور اقدس مین حاضر ہوا اور کہا مین مسلمان
ہوجاتا مگر مجھکو قوم کا خیال ہے آپ کچھ لوگ میرے ساتھ کر دین کہ وہ میری
قوم کو دعوت اسلام کرین پھر مجھکو بھی کچھ تامل نہوگا آپنے فرمایا مجھکو اہل نجد کا
ڈر ہے اسنے کہا کچھ ڈر نہین مین اپنی پناہ مین لے لونگا آپ نے ستر آدمی
اصحاب مین سے کہ قرار کہلاتے تھے ساتھ کر دیے جب یہ حضرات بیر معونہ مین
پہونچے کفار نے کہ انمین رعل و ذکوان و عصیہ بھی حسب روایت بخاری تھے
تقریبا سب کو شہید کر ڈالا ان مین حسب روایت بخاری حرام بن ملحان بھی تھے

اور بانی اس غدر کا عامر بن طفیل تھا جو بھتیجا تھا عامر بن مالک مذکور کا عامر بن مالک کو اسکا بڑا رنج ہوا کہ اُسکی امان مین اُسکے بھتیجے نے فتور ڈالا اور ان ہی دنون مین وہ مرگیا۔ اسی عامر بن طفیل نے آپکے پاس کہلا بھیجا کہ یا تو مجکو ملک بانٹ دیجیے یا اپنے بعد مجھکو اپنا خلیفہ بنا دیجیے ورنہ بڑا لشکر لاکر آپسے لڑونگا۔ آپنے بد دعا کی اللھم اکفنی عامرًا وہ طاعون سے مرگیا آپنے ایک مہینہ تک اُن قراء کے قاتلون پر قنوت مین بد دعا فرمائی پھر وہ مسلمان ہوکر آگئے تو بد دعا ترک فرما دی اور اسی واقعۂ بیر معونہ کے ایام مین غزوۂ بنی نضیر ہوا یہ لوگ یہود مدینہ سے تھے قصہ اسکا یون ہوا کہ واقعۂ بیر معونہ مین عمرو بن امیہ ضمری بھی اسیر ہوے تھے مگر عامر بن طفیل مذکور نے انکی پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا اسکی مان کے ذمہ ایک غلام کا آزاد کرنا تھا اُسمین چھوڑنا عمرو بن امیہ کا محسوب کیا یہ وہان سے پھرے راہ مین دو شخص مشرک بنی عامر کے انھین ملے اُنھون نے اُن دونون کو قتل کیا دلمین سمجھے کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام ہے عامر بن طفیل سے جسنے سب اصحاب بیر معونہ کو قتل کرایا تھا اور وہ دونون مشرک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امان مین تھے اس بات کی عمرو بن امیہ کو خبر نہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قتل کی نسبت کہ بخطا واقع ہوا تھا دیت تجویز کی اور بنی عامر اور یہود بنی نضیر ہم عہد تھے لہذا آپ کو منظور ہوا کہ اُنکے مشورہ سے اس معاملۂ دیت کو طے کرین اور یہ امر سبب غزوۂ بنی نضیر کا ہوا اُسکا قصہ یہ ہے کہ جب آپ مدینۂ طیبہ مین ہجرت فرما کر تشریف فرما ہوے تو یہود بنی قریظہ اور یہود بنی نضیر نے کہ مدینہ کے باہر ایک ایک محلہ مین رہتے تھے آپسے عہد کیا کہ ہم آپکے موافق رہینگے کچھ بدخواہی نہ کرینگے اور آپکے دشمن کی مدد نہ کرینگے

غزوۂ بنی نضیر

جب آپ اِس معاملہ دیت مین محلہ بنی نضیر مین تشریف لائے اور اُن سے اِس
معاملہ مین گفتگو کی وہ لوگ آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھلا کر باہم مشورہ کرنے لگے
کہ دیوار پر سے ایک پتھر لڑھکا کر آپ کو قتل کرے آپ کو وحی سے اطلاع ہوگئی
آپ اُٹھکر مدینہ تشریف لے گئے آپ نے کہلا بھیجا کہ تم نے نقض عہد کیا ہا تو
دس دن کے اندر نکل جاؤ ورنہ لڑائی ہو گی وہ لڑائی کے لیے تیار ہوئے آپ نے
اُنپر لشکر کشی کی اور اُنکے قلعہ کو محصور کر لیا آخر وہ تنگ ہو کر نکل جانے پر راضی
ہوے آپ نے فرمایا کہ سب ہتھیار چھوڑ جاؤ اور جسقدر اسباب ہمراہ لیجا سکو
لے جاؤ بعضے خیبر مین جا بسے بعضے شام مین بعضے اور جگہ سورۂ حشر مین یہی قصہ
ہے اور اسی سال یا اگلے سال شراب[ف۱] حرام ہوئی اور حضرت امام حسنؓ[ف۲] پیدا ہوئے
۴ھ ہجرت ابوسفیان اُحد سے پھرتے وقت کہہ گئے تھے کہ سال آیندہ پھر
بدر پر لڑائی ہو گی جب وہ زمانہ قریب ہوا اور ابوسفیان کی بدر تک جانے کی ہمت
نہ ہوئی اُس نے یہ چاہا کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ آپ بھی بدر نہ جاوین تو ہمکو خجالت
نہ ہو ایک شخص کو کہ نعیم بن مسعود نام تھا مدینہ بھیجا کہ مسلمانون کو ابوسفیان کے
بہت لشکر جمع کرنے کی خبر پہونچا کر مرعوب کر دے مسلمانون نے سُنکر کہا حسبنا اللہ
ونعم الوکیل اور آپ ڈیڑھ ہزار آدمیون کو لے کر بدر تشریف لے گئے اور چند
روز مقام کیا کوئی مقابل نہ آیا اور وہان اصحاب نے تجارت مین خوب نفع حاصل کیا
اور خوش وخرم بے جنگ کے پھر آئے۔ اس غزوہ کو بدر ثانی و بدر صغری[ف۳] اور
بدر موعد بھی کہتے ہین اور یہ واقعہ شعبان مین اور بقول بعض ذیقعدہ مین ہوا اور اسی
سال امام حسینؓ[ف۴] پیدا ہوئے **۵ھ ہجرت** اسمین غزوۂ[ف۵] دومۃ الجندل

ف ۱ حرمت شراب
ف ۲ ولادت حضرت امام حسنؓ
ف ۳ بدر صغری
ف ۴ ولادت حضرت امام حسینؓ
ف ۵ غزوۂ دومۃ الجندل

ربیع الاول مین ہوا یہ مقام دمشق سے پانچ منزل ہے آپنے سُنا تھا کہ وہان کچھ کفار
جمع ہوئے ہین مدینہ پر چڑھنا چاہتے ہین آپ ایک ہزار آدمیون کو لیکر روانہ ہوئے
وہ خبر سُنکر متفرق ہوگئے آپ چند روز وہان مقیم رہ کر مدینہ تشریف لے آئے
اسی سال شعبان مین غزوہ مریسیع ہوا اُسکو غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہین آپکو
یہ خبر پہونچی کہ بنی مصطلق لڑائی کا ارادہ رکھتے ہین آپ خود صحابہ کو لیکر روانہ
ہوئے اور وہ لوگ مقابل نہین ہوئے اُنکے اموال و ذریت مسلمانون کے
ہاتھ لگے حضرت جویریہؓ اسی غزوہ مین ثابت بن قیس کے حصہ مین لگین اُنھون نے
مکاتب بنا دیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا کرکے اُنسے نکاح فرمایا
اور اسی غزوہ مین قصہ افک یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے تہمت لگانے کا دردناک
واقعہ ہوا اور اسی سال شوال مین غزوہ خندق جسکا نام غزوہ احزاب بھی ہے
واقع ہوا قصہ اُسکا یہ ہے کہ جب بنی نضیر جلا وطن کیے گئے حیی بن اخطب بنی نضیر
مین بڑا مفسد تھا یہ خیبر مین جا رہا تھا چند مفسدون کو لیکر مکہ پہونچا اور قریش کو
آپ کی لڑائی کے واسطے آمادہ کیا اور تدبیر اور آدمیون سے مدد دینے کا وعدہ
کیا مختلف قبائل ملکر دس ہزار ہوگئے اور مدینہ کو چلے آپنے یہ سُنکر بمشورہ حضرت
سلمانؓ مدینہ کے پاس بجانب کوہ سلع[۱] کے خندق کھودنے کا حکم دیا دوسری جانب
شہر پناہ اور عمارات سے محکم تھین اور بعد مرتب ہونے خندق کے وہان اپنا
لشکر قائم کیا اور لڑائی کا اہتمام کیا اور جب لشکر کفار کا آپہونچا خندق دیکھکر
بہت متحیر ہوا اسلیے کہ عرب نے تو یہ صورت کبھی دیکھی نہ تھی متصل خندق کے خیمہ زن

ف غزوہ مریسیع و بنی المصطلق
ف نکاح حضرت جویریہ
ف قصہ افک
ف غزوہ خندق و احزاب

۱؎ پہاڑ ہے مدینہ مین کذا فی القاموس ۱۲

ہوکر تیر و سنگ سے لڑتے رہے ادھر بھی تیر و سنگ سے اُن کو جواب دیا جاتا تھا اور حیی بن خطاب نے بنی قریظہ کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا آپ نے احزاب مین تفرقہ ڈالنے کے لیے مشورہ کیا ایک شخص نعیم بن مسعود نے کہ قبیلۂ غطفان سے تھے اور تازہ مسلمان ہوئے تھے اور ہنوز اُنکے اسلام کی کفّار کو اطلاع نہ ہوئی تھی عرض کیا کہ مین ایک تدبیر خلاف ڈالنے کی قریش اور بنی قریظہ مین کر سکتا ہون کیونکہ میرے اسلام کی اُنکو خبر نہین وہ میرا اعتبار کرینگے آپ نے حسب قاعدہ الحرب خدعۃ اجازت دی وہ بنی قریظہ مین گئے اور کہا کہ تم نے جو قریش اور غطفان سے موافقت اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے عہد شکنی کی بیجا کیا اگر یہ لوگ بے محمدؐ کے کام تمام کیے ہوئے پھر گئے تو محمدؐ تم پر فوج کشی کرین گے اور تم کو تنہا اُنکے مقابلہ کی طاقت نہین یہود نے کہا کہ اب اسکی کیا تدبیر ہے نعیم نے کہا کہ تم اُن لوگون کو کہلا بھیجو کہ چند سردار یا اولاد سردارون کی تم کو بطور رہن یعنی اُول کے دیدین کہ تمھارے پاس رہین اگر محمدؐ تمھارا قصد کرینگے تو اُن سردارون کی حفاظت کی ضرورت سے یہ لوگ تمھاری مدد کو ضرور آوین گے اگر وہ لوگ اِس کو منظور کر لین تو سمجھ لو کہ دل سے اُنکو تمھارا خیال ہے اور اگر نہ مانین تو وہ دل سے تمھارے دوست نہین اُنھون نے کہا کہ ہم ابھی پیغام دیتے ہین پھر نعیم وہان سے قریش کے پاس آئے اور اپنا خیرخواہ ہونا ظاہر کرکے کہا کہ ہم نے سُنا ہے کہ قریظہ محمدؐ سے دریردہ ملگئے ہین اور محمدؐ نے اُن کو کہلا بھیجا ہے کہ ہمارا دل تب صاف ہو جب تم قریش مین سے کچھ اعیان ہمارے ہاتھ گرفتار کرا دو سو اُنھون نے اسکا وعدہ کر لیا ہے سو اگر وہ تم سے آدمی طلب کرین ہرگز نہ دیجیو اور وہان سے اُٹھکر غطفان کے لوگون سے بھی اسطرح کہدیا

قریظہ کی طرف سے یہان وہی پیغام آیا قریش نے انکار کر دیا اور پورے طور سے ہر ایک کو
دوسرے سے بدگمانی ہو کر باہم اچھا خاصا بگاڑ ہو گیا جب احزاب کو زیادہ دن
گذر گئے ادھر بنی قریظہ کی ناموافقت سے اُنکے دل افسردہ ہو گئے اللہ تعالیٰ نے
ایک پُروا ہوا نہایت تند بھیجی کہ خیمے اُکھڑ گئے گھوڑے بھاگنے لگے ابوسفیان نے
کہا کہ اب ٹھہرنا صلاح نہین اور اُسی رات لشکر کفار کا چلا گیا سورۂ احزاب مین
اِسی غزوہ کا ذکر ہے اور غزوۂ خندق کے متصل ہی غزوۂ بنی قریظہ ہوا وہ اسطرح
ہوا کہ جب آپ بعد فتح غزوۂ احزاب دولت خانہ مین تشریف لائے آپ نہا رہے تھے
کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ خدا ے تعالیٰ کا حکم ہے کہ فوراً بنی قریظہ پر
چڑھائی کیجیے آپ نے اُسیوقت لشکر روانہ کیا اور مع لشکر بنی قریظہ کا
محاصرہ فرمایا اُنھون نے گھبرا کر درخواست کی کہ ہم اسطرح اُترتے مین کہ سعد بن معاذ
جو ہمارے لیے حکم دین ہمکو منظور ہے وہ صحابی قبیلہ (اَوس) مین تھے جو بنی قریظہ کے حلیف
تھے بنی قریظہ کو خیال تھا کہ حلیف ہونیکے سبب رعایت کرینگے اُنھون نے بعد اترنیکے حکم
دیا کہ مرد اُنکے قتل کیے جاوین اور عورتین لڑکے لونڈی غلام بنائے جاوین
اور مال و جائداد اُن کا سب ضبط ہو چنانچہ اسی طرح کیا گیا اور اسی زمانہ مین
ابو رافع یہودی قتل کیا گیا یہ بڑا مالدار سوداگر تھا اور خیبر کے قریب ایک گڑھی مین
رہا کرتا تھا احزاب کو لڑائی کی ترغیب دینے مین یہ بھی شریک تھا آپ نے عبد اللہ
بن عتیک کو چند انصاریون پر سردار کرکے اُسکے قتل کو بھیجا اُنھون نے پہونچکر
رات کو اُسکو قتل کیا حدیثون مین اسکا قصہ مفصل مذکور ہے اور خندق اور قریظہ
کے بعد مگر پورے طور سے تاریخ معین نہین پہلے غزوۂ عسفان ہوا جسمین جب

غزوۂ بنی قریظہ

قتل ابو رافع یہودی

غزوۂ عسفان

روایت ترمذی صلوٰۃ الخوف نازل ہوئی اور اسکے بعد سریہ خبط ہوا خبط کہتے ہین جھڑے ہوئے پتّون کو صحابہؓ نے شدت جوع سے پتّے جھاڑ جھاڑ کر کھائے تھے اس لیے یہ نام ہوا امین مدینہ سے پانچ روز کی راہ پر ساحل بحر کے متصل ایک قبیلہ جہینہ کے مقابلہ کے لیے حضرت ابو عبیدہؓ کو تین سَو مہاجرین کے ساتھ بھیجا تھا اور عنبر ماہی اسی سفر مین دریا سے موج کے ساتھ کنارہ پر آگئی تھی جو بہت بڑی تھی اور اس غزوہ کا نام غزوۂ سیف البحر بھی ہے اور بعض روایات مین ہے کہ قافلہ قریش کے تعرض کے لیے یہ لشکر گیا تھا اور اس سال مین اور بقول بعض اس سے پہلے سال مین آیت حجاب نازل ہوئی **سنہ ۶ ہجرت** بنی قریظہ کے چھ مہینہ بعد آپ بنی لحیان کی طرف غزوہ کے ارادہ سے چلے وہ خبر سُنکر پہاڑون مین بھاگ گئے آپ نے وہان دو روز مقیم رہکر فوج کے دستے مختلف جوانب مین بھیجے مگر وہ لوگ ہاتھ نہین آئے آپ چودہ دن کے بعد واپس مدینہ تشریف لے آئے پھر سریہ نجد واقع ہوا یعنی آپ نے ایک لشکر نجد کی جانب بھیجا وہ بنی حنیفہ کے رئیس ثمامہ بن اثال کو پکڑ لائے اور وہ بعد گفتگو کے مسلمان ہوگئے اسی سال ذیقعدہ مین قصہ حدیبیہ کا واقع ہوا۔ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا آپ نے اصحابؓ سے یہ خواب بیان کیا اصحابؓ تو شوق و تمنائے مکہ مین بے قرار تھے خواب سُنکر تیاری سفر کی کردی اور آپ بھی مدینۂ طیبہ سے روانہ ہوئے یہانتک کہ متصل

ف ۱ نزول صلوٰۃ الخوف
ف ۲ سریۂ خبط سیف
ف ۳ قصۂ عنبر ماہی
ف ۴ نزول آیت حجاب
ف ۵ غزوۂ بنی لحیان
ف ۶ سریۂ نجد و قصہ ثمامہ بن اثال
ف ۷ غزوۂ حدیبیہ

۱؎ سیف ساحل ۱۲ قاموس ۲؎ اور اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ قصہ حدیبیہ سے پہلے ہوا ہے کیونکہ حدیبیہ کے بعد زمانہ صلح کا رہا ۱۲ منہ

مکہ کے پہونچ گئے اور قریش نے یہ سنکر کہا کہ ہم مکہ مین ہرگز نہ آنے دین گے آپ نے
وہان سے پھر کر حدیبیہ پر مقام کیا یہ ایک کنوان ہے اُسکے پاس میدان ہے
آپ وہان ٹھیرے پھر ایک دراز قصّہ کے بعد جو کہ بخاری شریف مین مذکور ہے
اسپر صلح ہوئی کہ اگلے سال آکر عمرہ کرین اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھیرین اور
دش برس مدّت صلح کی ٹھیری اِس عرصہ مین فیما بین لڑائی نہ ہو اور آپکے حلیفونسے
قریش نہ لڑین اور قریش کے حلیفون سے آپ لڑین حلیف کہتے ہین عہد موافقت
باندھنے والے کو اور وہان بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قبیلے تھے خزاعہ آپکے ساتھ
ہم عہد ہوئے اور بنی بکر قریش کے ساتھ اِسکے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے
اور اسی سنہ مین حدیبیہ کے قبل واقدی نے چند سرایا ذکر کیے ہین مثلاً ربیع الاول
یا آخر مین عکاشہ بن محصن کو چالیس ہمراہیون کے ساتھ غمر[1] کی طرف بھیجا وہ لوگ
خبر سنکر بھاگ گئے اور اُنکے دوسو اونٹ ہاتھ آئے جنکو لیکر مدینہ آگئے اور ابو عبیدہ
بن الجراح کو ذی القصہ[2] کی طرف بھیجا وہ لوگ بھی بھاگ گئے ایک شخص ہاتھ آیا وہ
مسلمان ہوگیا اور محمد بن مسلمہ کو دش آدمی لیکر بھیجا غنیم چھپکر بیٹھ گئے جب مسلمان
سوگئے دفعۃً اُنپر آگرے اور سب کو قتل کردیا صرف محمد بن مسلمہ زخمی ہوکر لوٹے
اور اسی سال زید بن حارثہ کا سریہ جموم[3] کی طرف روانہ ہوا کچھ قیدی اور مواشی ہاتھ آئے
اور جمادی الاولی مین بھی زید بن حارثہ پندرہ آدمیون کے ساتھ طرف[4] کی طرف روانہ
کیے گئے اور بیس اونٹ ہاتھ آئے اور اسی مہینہ مین بھی زید عیص[5] کی جانب بھیجے گئے

[1] ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۲ [2] ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۲ [3] ویقال جموح ناحیۃ بطن نخل من المدینۃ ۱۲ کذا فی المواہب [4] وہو ماء علی ستۃ وثلثین میلاً من المدینۃ ۱۲ کذا فی المواہب وہو کلکتف کذا فی القاموس ۱۲ [5] موضع علی اربع لیال من المدینۃ ۱۲ مواہب۔

اور ابوالعاص بن ربیع آپکے داماد یعنی حضرت زینبؓ کے شوہر قریش کا مال تجارت لیے ہوئے شام سے آتے تھے وہ سب لیا گیا اور ابوالعاص نے مدینہ مین آکر حضرت زینبؓ کی پناہ لی اور درخواست کی کہ یہ مال مجھکو واپس کرا دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانون سے اجازت لے کر واپس کرا دیا اُنھون نے مکہ مین آکر سب کی امانتین ادا کین اور مسلمان ہو گئے۔ مگر زاد المعاد مین راجح اس قصہ کا بعد حدیبیہ ہونا بیان کیا ہے اور اُسکو ابوبصیر کی طرف منسوب کیا ہے اور اُنھون نے ہی آپکے ارشاد کی خبر سُنکر مال واپس کیا تھا اور اسی مین سریہ عبدالرحمن بن عوفؓ کا شعبان مین دومۃ الجندل کی طرف بھیجا گیا تھا وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور اسی سال شوال مین عرنیین ف۱ کے مقابلہ کے لیے سریہ کرز بن خالد فہری کا ہوا بیس آدمی بھیجے تھے وہ لوگ پکڑے گئے اور قتل کیے گئے جیسا کہ حدیثون مین ہے ان سب کے بعد حدیبیہ[۱] ہوا پھر بعد حدیبیہ کے غزوۂ غابہ ف۲ واقع ہوا جسکا نام غزوۂ ذی قرد بھی ہے یہ ایک تالاب ہے اور غابہ ایک مقام ہے مدینۂ طیبہ کے قریب یہان آپکے کچھ اونٹ چر رہے تھے کہ عبدالرحمن فزاری راعی کو قتل کرکے اونٹ ہانک لے گیا آپ کچھ آدمی لے کر تشریف لے چلے سلمہ بن اکوعؓ نے اُس روز بہت کام کیا اور اُنکو ذی قرد تک بھگاتے چلے گئے اور سب اونٹ چھڑا لیے صحیح مسلم مین یہ قصہ بسط سے مذکور ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ واپس آکر بیس روز تقریباً ٹھیرے تھے کہ غزوۂ خیبر ف۳ واقع ہوا آپ وہان صبح کو پہونچے وہ لوگ آلات زراعت لے کر

---

[۱] حدیبیہ سے ناکام واپس آنے سے آپ کے خواب کا غلط ہونا لازم نہین آتا کیونکہ خواب مین کوئی زمانہ معین نہ دیکھا تھا سو اگلے سال وہ خواب واقع ہوا ۱۲ منہ

صبح کو نکلے تھے کہ آپ کو دیکھکر قلعہ مین گھس گئے اور دروازہ بند کرلیا آپ نے
محاصرہ کیا سات قلعے خیبر مین تھے سب قلعے تدریج فتح ہو گئے بعد فتح ہونیکے
آپ نے یہود خیبر کے جلاوطن ہونے کا حکم دیا اور اُنکے اموال ور باغ اور زمین
سب ضبط کرلیے یہود نے عرض کیا کہ آپ کو یہان کے ترددکے لیے مزدورونکی
حاجت ہوگی اگر آپ ہمکو جلاوطن نہ کرین تو یہ کام ہم کرینگے آپ نے یہ بات اُن کی
قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ جب تک ہم چاہین تمھین رکھین گے جب چاہین نکالدینگے
اور بٹائی پر خدمت کے لیے اُن کو رکھا پیداوار مین سے نصف حصہ اُنکا مقرر
کردیا پھر حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت مین جبکہ جزیرۂ عرب کو کفار سے خالی کرانا
منظور ہوا تو یہود خیبر کو بھی نکالدیا وہ سب شام کو چلے گئے خیبر سے ملحق ایک
موضع فدک تھا وہان کے لوگون نے آپ سے اسطرح صلح چاہی کہ آدھی زمین فدک کی
آپ کو دین اور آدھی اپنے پاس رکھین آپ نے قبول فرمایا منجملہ غنائم خیبر کے
حضرت صفیہؓ حضرت دحیہؓ کے حصّہ مین آئی تھین آپ نے اُنسے لے کر آزاد کر کے
اُنسے نکاح کرلیا آپ خیبر مین تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب مع
اور مہاجرین حبشہ کے وہین تشریف لائے اور اُن ہی کے ساتھ کشتی پر حضرت
ابو موسیٰ اشعریؓ مع اشعریین کے آئے اور خیبر ہی مین ایک یہودیہ نے دست کے گوشت
مین زہر ملاکر آپ کو دیا آپ نے ایک لقمہ مُنہ مین ڈالا اور فرمایا کہ اس دست نے مجھ سے
کہدیا کہ مجھ مین زہر ملا ہے اور اسی غزوہ مین گدھے کے گوشت کی حرمت بیان فرمائی
اور اسی غزوہ مین متعہ کی ممانعت فرمائی اور غزوہ اوطاس مین پھر مباح ہوا تھا
پھر حرام ہوگیا اور آپ نے فرمایا کہ متعہ حرام ہے قیامت تک یہ حدیث صحیح مسلم مین موجود ہے

پھر آپ خیبر سے فارغ ہوکر وادی القریٰ کی طرف متوجہ ہوئے وہان کچھ یہود اور
کچھ عرب تھے بعد جنگ کے وہ بھی فتح ہوا اور آپ وادی القریٰ مین چار روز
رہے جب یہود تیماء کو یہ خبر پہونچی انھون نے آپ سے صلح کر لی اور اپنے اموال پر
قابض رکھے گئے حضرت عمرؓ نے خیبر اور فدک والون کو نکالا تھا اور تیماء اور
وادی القریٰ والون کو اس لیے نہین نکالا کہ یہ مواضع شام مین سے ہین پھر
خیبر سے واپس تشریف لاکر شوال ۷ھ ہجری تک آپ کہین نہین تشریف لے گئے
اور اس مدت مین مختلف سرایا روانہ فرمائے۔ (۱) سریۂ ابی بکرؓ بجانب نجد بنی فزارہ
کے مقابلہ مین (۲) سریۂ عمرؓ بجانب ہوازن۔ (۳) سریۂ عبداللہ بن رواحہ بجانب
بشیر بن دارام یہودی۔ (۴) سریۂ بشیر بن سعد بجانب بنی مرہ۔ (۵) ایک سریہ
بجانب حرقات از قبیلۂ جہینہ[۱]۔ (۶) سریۂ غالب بن عبداللہ کلبی بجانب بنی الملوح
بمقام کدید۔ (۷) سریۂ بشیر بن سعد بجانب جماعت غطفان از یمن و غطفان و
حیان (۸) سریۂ ابی حدرد اسلمی (۹) ایک سریہ بجانب اضم (۱۰) سریۂ عبداللہ
بن حذافہ سہمی اور خیبر کے بعد ایک غزوہ ذات الرقاع ہوا اسمین غطفان سے
مقابلہ ہوا اور اسکو غزوۂ نجد اور غزوۂ بنی انمار بھی کہتے ہین اور اسی سال
قحط پڑا آپ کی دعا سے پانی برسا رمضان مین ۷ھ ہجرت اور یہ کے
بعضے سرایا اسی سنہ مین ہوئے مگر تاریخ متمیز نہونے سے مین سب کو تبعاً خیبر کے

ف ۱ ذات الرقاع و غزوۂ بنی انمار
ف ۲ قحط و دعا

[۱] اور حضرت اسامہؓ سے وہ غلطی کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کی نیت کو تقیہ پر محمول کیا اسی واقعہ مین ہوئی
[۲] ۱۲ منہ ۵ اور وہ قصہ اسی مین ہوا تھا کہ اُنھون نے ایکدن غصہ ہوکر آگ جلوائی اور سب کو کہا اسمین
گھس جاؤ بعضے آمادہ ہوگئے اور بعض نے انکو روکا اور آپ نے فرمایا کہ طاعت امر غیر مشروع مین جائز نہین ۱۲ منہ

ذیل مین ذکر کردیا اسی سنہ مین ذیقعدہ کے مہینہ مین عمرۃ القضا واقع ہوا صلح حدیبیہ مین جو شرط ٹھیری تھی اُسی کے موافق حدیبیہ کے ایک سال بعد ذیقعدہ مین آپ واسطے عمرۃ القضا کے مکہ کو مع اصحاب تشریف لے گئے اور آپنے حکم فرمایا کہ سفر حدیبیہ مین جو ساتھ تھے وہ ضرور چلین مکہ پہونچکر عمرہ کیا اور وہان حضرت میمونہؓ بنت حارث سے نکاح کیا اور تیسرے دن حسب شرط مدینہ کو روانہ ہوئے اور اسی روانگی کے وقت حضرت حمزہؓ کی بچی آپ کے پیچھے پکارتی ہوئی ہولی آپنے اُسکی خالہ کو جو حضرت جعفرؓ کے نکاح مین تھین سپرد کردیا جلیسا حدیثون مین ہے **سنہ ۸ ہجرت** غزوۂ[1] موتہ یہ جمادی الاولی مین ہوا سبب اسکا یہ ہوا کہ آپ کا ایک قاصد حارث بن عُمیر آپ کا نامۂ مبارک حاکم بصریٰ کے پاس لیے ہوئے جاتا تھا راہ مین حاکم شہر موتہ نے کہ ارض شام سے ہے جس کا نام شرحبیل بن عمرو غسانی تھا اُس کو قتل کرڈالا آپنے اُس قاتل پر تین ہزار کا لشکر بھیجا اور حضرت زید بن حارثہ کو امیر بنایا اور فرمایا کہ اگر یہ شہید ہوجاوین تو جعفرؓ بن ابی طالب کو امیر بناوین اور جو وہ بھی شہید ہوجاوین تو عبداللہ بن رواحہ کو اور جو وہ بھی شہید ہوجاوین تو ایک مسلمان کو مسلمانون مین سے چنانچہ سب اسی ترتیب سے شہید ہوئے تب مسلمانون نے حضرت خالد بن الولیدؓ کو امیر کیا اور لڑائی فتح ہوئی اور اسی سال جمادی الاخریٰ مین غزوۂ ذات السلاسل ہوا یہ وادی القریٰ کے آگے ہے اور یہان سے مدینۂ منورہ دس دن کی راہ ہے آپنے سُنا تھا کہ قضاعہ کی ایک جماعت مدینہ کی طرف آنا چاہتی ہے آپنے

[1] کبھی غزوہ سے مراد معنی لغوی ہوتے ہین قطع نظر اصطلاح مشہور سے کہ جسمین آپ بھی تشریف رکھتے ہون ۱۲ منہ

عمرۃ القضا

نکاح حضرت میمونہؓ

غزوۂ موتہ

غزوۂ ذات السلاسل

حضرت عمرو بن العاص کو تین سو آدمی کے ہمراہ اُس طرف روانہ کیا پھر آپ کو
خبر ملی کہ مجمع اعدا کا زیادہ ہے تو دوسو آدمی دیگر حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کو
بھیجا اور اُنمین حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ بھی تھے یہ لوگ بڑھتے چلے جاتے تھے
کچھ غنیم ملے مسلمانون نے حملہ کیا تو سب بھاگ کر متفرق ہو گئے لشکر اسلام ایک
پانی پر ٹھیر گیا تھا جسکا نام سلسل تھا اِس لیے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا اور
بعض نے کہا ہے کہ سلاسل سلسلہ وار ریگ کو کہتے ہین وہ زمین ایسی ہی تھی اور
بخاری مین غزوۂ ذات السلاسل سے پہلے غزوۂ ذی الخلصہ کا بھی ذکر کیا ہی جسمین آپنے
جریر بن عبد اللہ کو احمس کے ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ ایک مکان کے منہدم کرنے کو
بھیجا تھا جو قبیلۂ خثعم مین کہ اہل یمن مین سے تھے کعبہ کے نام سے مقرر کیا گیا تھا پھر اسی
سال رمضان مین فتح مکہ ہوا اور یہ اعظم فتوح اور مدار اعزاز اسلام اور مفتاح شیوع
دین ہے سامان اسکا یہ ہوا کہ خزاعہ کہ صلح حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
عہد مین اور بنی بکر کہ قریش کے عہد مین ہو گئے تھے آپس مین لڑے اور زیادتی
بنی بکر کی تھی کہ خزاعہ پر شبخون مارا اور قریش نے اُنکی خفیہ مدد کی آپنے قریش کی
اس عہد شکنی کی خبر پاکر تیاری لشکر کشی کی مکہ پر فرمائی اور مع لشکر مہاجرین و
انصار و دیگر قبائل عرب کوچ فرمایا بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر مین تھے موکب
ہمایون داخل مکہ ہوا اور قتال شروع ہوا بہت کفار مارے گئے اور بڑے بڑے سردار قریش
شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے اُنکی جان بخشی فرمائی گئی اور اُس روز تھوڑی
دیر کے لیے حرم مین قتال کی اجازت حق تعالی کی طرف سے ہو گئی تھی اور فتح کا قصہ
نہایت مبسوط ہے تواریخ حبیب آلہ مین دیکھ لیا جاوے یہان اختصار مدنظر ہے اور

ف ۱ غزوۂ ذی الخلصہ

ف ۲ فتح مکہ

آپنے خانۂ کعبہ کے بتون کو خود نیست ونابود کیا اور بعضے بت نواح مکہ مین تھے اُنکے توڑنے اور مٹانے کے لیے سرایا روانہ فرمائے چنانچہ حضرت خالدؓ کو عزیٰ کے مٹانے کو کہ قریش اور بنی کنانہ کا بت تھا اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو سواع کی طرف کہ ہذیل کا بت تھا اور سعد بن زیدؓ اشہلی کو مناۃ کی طرف کہ مشلل مین قدید کے قریب اوس اور خزرج وغسان وغیرہم کا بت تھا روانہ کیا اور یہ سب کارگزاری کرکے آگئے اور آپنے اقامت مکہ ہی کے زمانہ مین حضرت خالدؓ کو بنی جذیمہ کی طرف دعوت اسلام کے لیے بھیجا[1] پھر بعد فتح مکہ کے غزوہ حنین ہوا اس کو غزوہ اوطاس بھی کہتے ہین یہ دونون موضع ہین مکہ اور طائف کے درمیان مین اور غزوہ ہوازن بھی کہتے ہین کیونکہ یہی لوگ آپکے قتال کو آئے تھے آپ ہان کے اُن کفار پر کہ بقصد جنگ جمع ہوکر نکلے تھے بارہ ہزار آدمی کا لشکر لے گئے اور قتال شروع ہوا درمیان مین کچھ پریشانی لشکر اسلام مین ہوگئی مگر انجام کار اللہ تعالیٰ نے فتح دی یہ قصہ مقام حنین مین ہوا پھر کفار حنین سے بھاگ کر اوطاس مین جمع ہوگئے حملۂ لشکر اسلام سے وہان بھی شکست پائی اور اسکے بعد شوال کے مہینہ مین آپنے طائف کا کہ وہان بنی ثقیف تھے محاصرہ کیا یہ لوگ اوطاس سے بھاگ کر طائف مین قلعہ کے اندر پناہ گزین ہوگئے تھے مگر علم الٰہی مین اس کے فتح کا وقت نہ آیا تھا آپ وہان سے اُٹھ آئے اور بعد غزوہ تبوک کے کہ جسکا ذکر آویگا وہ لوگ بلا قتال خود حاضر خدمت ہوکر مسلمان ہوگئے اور لات بت اُنکی ہان

[1] جب یہ وہان پہونچے وہ لوگ مسلمانون کو چونکہ صابی کہا کرتے تھے اِسلیے بجاے اسلمنا کے صبانا صبانا کہنے لگے حضرت خالدؓ نے غلطی سے اُن کو قتل کرنا شروع کیا آپ یہ خبر سنکر ناخوش ہوئے اور اسی قصہ مین حضرت علیؓ اور حضرت خالدؓ مین کچھ گفتگو ہوگئی تھی آپ نے حضرت خالدؓ کو فہمایش فرما دی ۱۲ منہ

تھا وہ بھی توڑا گیا پھر اسی سال کے محرم مین عیینہ بن حصن فزاری کو بنی تمیم کی طرف
پچاس سوار کے ساتھ غزوہ کے لیے بھیجا وہ لوگ مقابلہ سے بھاگے اور کچھ مرد
و عورتین گرفتار ہوئے اور مدینہ لائے گئے پھر اُنکے چند رؤسا اقرع بن حابس وغیرہ
مدینہ مین آئے اور بعد مقابلہ نظم و نثر کے مسلمان ہوگئے آپنے اُن کو خوب عطیہ بھی دیا
پھر صفر مین قطبہ بن عامر کو خثعم کی طرف بھیجا اور قتال بھی ہوا پھر کچھ غنیمت لیکر مدینہ
آگئے اور اسی سال حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم کے پیدا ہوئے اور آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات
پائی **۹ھ ہجرت** ربیع الاول مین ایک لشکر ضحاک بن سفیان کی ہمراہی
مین بنی کلاب کی طرف بھیجا اور بعد قتال کے کفار کو ہزیمت ہوئی پھر ربیع الآخر
مین علقمہ بن مجزز مدلجی کو حبشہ کی طرف بھیجا اور کفار بھاگ گئے پھر ایک لشکر عبد اللہ
بن حذافہ سہمی کے ساتھ روانہ کیا اور اسی سال حضرت علیؓ کو ایک بُت خانہ منہدم
کرنیکے لیے جو کہ قبیلہ طے مین تھا بھیجا حاتم طائی اسی قبیلہ سے تھا۔ چنانچہ وہ بت خانہ
منہدم کیا گیا اور کچھ قیدی پکڑے گئے حاتم کے بیٹے عدی بھاگ گئے اور انکی بہن
قید کی گئی آپنے اُنکی بہن کو اُنکی درخواست پر رہا کر دیا اور سواری بھی دی اُسنے
عدی سے جاکر تعریف کی عدی آئے اور مسلمان ہوگئے پھر رجب مین غزوہ
تبوک واقع ہوا یہ ایک جگہ کا نام ہے اطراف شام مین اسکو غزوہ عسرت بھی
کہتے ہین اسلیے کہ تکلیف کے دنون مین اسکی تیاری ہوئی تھی سبب اسکا یہ ہوا کہ آپکو
خبر پہونچی کہ ہرقل بادشاہ روم آپ پر لشکر لاتا ہے آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ خود
اُس پر لشکر لے جاوین قبائل عرب کو کہلا بھیجا بہت آدمی جمع ہوئے تیس ہزار

آدمی اِس غزوہ مین آپ کے ہمراہ تھے آپ مع لشکر موضع تبوک مین پہونچے اور متوقف
ہوئے اور ہرقل نے مارے ڈر کے کہ آپ کو پیغمبر برحق سمجھتا تھا اِدھر رُخ نہ کیا آپ نے
اطراف وجوانب مین لشکر بھیجے چنانچہ حضرت خالدؓ کو اکیدر حاکم دومۃ الجندل کی طرف
بھیجا وہ اُسکو گرفتار کرکے لائے بعض نے لکھا ہے کہ اُس نے کچھ نذرانہ مقرر کردیا
اور چھوڑ دیا گیا بعض نے کہا ہے کہ مسلمان ہوگیا جب آپ کی اقامت کو دو ماہ ہوگئے
آپ صحابہؓ سے مشورہ کرکے مدینہ کو لوٹ آئے اور اسی زمانہ مین مسجد ضرار کے ہدم کا
قصّہ ہوا وہ یون ہوا کہ ابو عامر راہب ایک بڑا مفسد قوم خزرج سے تھا اور کتابین پڑھکر
نصرانی ہوگیا تھا پہلے تو آپ کی خبر نبوت کی بیان کیا کرتا تھا جب آپ مدینہ پہونچے
مارے حسد کے مسلمان نہ ہوا اور عداوت مین سرگرم رہتا بعد غزوہ بدر کے مدینہ سے
بھاگ کر قریش سے جاملا اُحد مین آیا تھا پھر روم کو چلا گیا تاکہ بادشاہ روم کا لشکر آپ پر
چڑھالاوے جب یہ صورت بھی نہ بنی مدینہ مین منافقین کو کہلا بھیجا کہ ایک مسجد
بنادین وہ جگہ مشورہ کی ہوگی وہ سفر تبوک سے پہلے مسجد قبا کے متصل بنوا چکے تھے
اور آپ سے مستدعی ہوئے کہ آپ اُسمین چلکر نماز پڑھ لین مطلب یہ تھا کہ اِس سے
اُسکی رونق ہوجاوے گی آپ نے فرمایا اسوقت جہاد کو جاتا ہون بعد معاودت
دیکھا جاویگا بعد معاودت پھر استدعا کی اللہ تعالیٰ نے اُنکے مکر پر مطلع فرمایا اور
یہ آیتین نازل فرمائین والذین اتخذوا مسجدا ضرارا الآیۃ آپ نے اُسکو
کھدوا ڈالا اور جلادیا اور اسی سال حج فرض ہوا آپ خود بسبب شغل تعلیم ہدایت
وفود کے یعنی مختلف قبائل ومقامات کے ایلچیون کے جن کا ذکر بعد مین آتا ہے
اور ۹ھ مین یہ لوگ زیادہ آئے تھے اور بسبب اہتمام غزوات کے (کہ ہر وقت

قصۂ مسجد ضرار

فرضیت حج

احتمال اسکا رہتا تھا) خود تشریف نہ لیجا سکے حضرت ابوبکرؓ کو امیر الحاج مقرر کرکے مکہ کو روانہ کیا کہ لوگون کو حج موافق شرائع اسلام کے کرادین اور سورۂ برارت واسطے سُنانے احکام نقض عہد کے اُنکے ساتھ کردی پھر پیچھے سے موافق عادت عرب کہ عہد کے متعلق اقارب ہی کا پیغام قبول کرتے ہین حضرت علیؓ کو روانہ کیا اُن احکام کی تفصیل سورۂ برارت مین ہے اور اسی سال حضرت ام کلثومؓ آپ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا **سنہ ۱۰ ہجرت** اسمین آپ خود حج کو تشریف لے گئے اور آپنے ایسی باتین فرمائین جیسے کوئی وداع کرتا ہے لہذا حجۃ الوداع کہلاتا ہے آپکے حج کی خبر سُنکر مسلمان جمع ہونے شروع ہوئے ایک لاکھ آدمی سے زیادہ جمع ہو گئے تھے اور اسی حج مین عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اور اسی حج سے واپس ہوتے ہوئے ایک منزل غدیر خم نام مین خطبہ تاکید محبت کا حضرت علیؓ کے ساتھ فرمایا کیونکہ بعض لوگون نے جو یمن مین حضرت علیؓ کے ساتھ تھے انکی بیجا شکایتین آپ کی تھین پھر آپ مدینہ پہونچکر ہدایت وارشادِ خلق وعبادت خالق مین مشغول ہوے اور ربیع الاول مین سفر آخرت کو آپنے اختیار فرمایا

بیان حجۃ الوداع

بیان خطبہ غدیر خم

من القصیدۃ فی غزواتہ صلے اللہ علیہ وسلم

مَا زَالَ یَلْقَاهُمْ فِیْ کُلِّ مُعْتَرَكٍ ؎۱ حَتّٰی حَکَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلٰی وَضَمٍ	؎۱ آپ کُفّار سے ہر میدان جنگ مین لڑتے رہے یہانتک کہ وہ بسبب نیزہاے مجاہدین کے اُس گوشت بیحس وحرکت کے مشابہ ہو گئے جو تختۂ قصاب پر رکھا ہوا ۱۲
یَجُرُّ بَحْرَ خَمِیْسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ ؎۲ تَرْمِیْ بِمَوْجٍ مِّنَ الْاَبْطَالِ مُلْتَطِمٍ	؎۲ دین اسلام دریاے لشکر کو جو گھوڑے تیز ونرم رفتار پر سوار ہے کھینچ رہا ہے ایسے حال مین کہ وہ دریا دلیرون کی موج کو جو باہم متصادم ہے پھینک رہا ہے (یعنی دلیرون کی صفین آپسمین متلاطم ہین) ۱۲
هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مُصَادِمَهُمْ ؎۳	؎۳ لشکر اسلام (ثبات قدم مین) پہاڑون کے

مَا ذَا رَأَىٰ مِنْهُمُ فِيْ كُلِّ مُصْطَدَمٖ
وَسَلْ حُنَيْنًا وَسَلْ بَدْرًا وَسَلْ اُحُدًا
فُصُوْلُ حَتْفٍ لَهُمْ اَدْهٰى مِنَ الْوَخَمٖ
وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ
اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمٖ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

مانند ہے اگر تجکو میرے قول کا یقین نہین آتا تو اُنکا حال (وکیفیت استقلال) اُن کے مقابل سے دریافت کرے کہ اُنسے اُنکا ہر جنگ گاہ مین کیا حال دیکھا ہے ۱ اور اُن کا حال مقامات جنگ (یعنی) حنین سے اور بدر سے اور احد سے کفار کے انواع موت کو پوچھ لے جو انکے حق مین وبا سے بھی زیادہ سخت مین ضرر مین ۱ اور جس کی نصرت بذریعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوگی اگر اسکو شیر اپنے بیشون مین ملین تو وہ دم بخود رہ جاوین ۱۲ عطر الوردہ

اٹھارھوین فصل وفود کے بیان مین عظمت خانہ کعبہ کی عرب کے دل مین بہت تھی اور تھوڑے دن قصۂ اصحاب فیل کو گذرے تھے لہذا عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب آ وین گے بعد فتح مکہ کے سب عرب کو اعتقاد حقیت اسلام کا ہوا اور فوج فوج اہل عرب اسلام مین داخل ہوئے اور قریات اور قبائل کے لوگ مسلمان ہوگئے کچھ آدمی حضور اقدس مین واسطے سیکھنے شرائع اسلام[۱] کے بھیجدیتے وہ لوگ جو حضور مین حاضر ہوتے تھے وفد کہلاتے تھے وفود وفد کی جمع ہے جس سال مین وفد بکثرت آئے یعنی ۹ سنہ وہ عام الوفود کہلاتا ہے آپ وفود کی بہت خاطر داری اور توقیر کرتے اور انعام دیکر رخصت کرتے نیز عام اہل عرب اسکے بھی منتظر تھے کہ آپ کا معاملہ آپ کی قوم سے کیا ہوتا ہے قریش کے اسلام قبول کرنے سے بھی اور لوگ نرم ہوئے اکثر وفود تبوک کے بعد حاضر ہوئے اب بعض وفود کا ذکر محض فہرست کے طور پر کیا جاتا ہے قصے انکے کتب سیر مین

[۱] اور بعض قبیلہ نے بجاے اسلام کے استسلام اختیار کیا جیسے وفد نصاریٰ نجران ۱۲ منہ

مذکور ہین (۱) وفد ثقیف جن کا ذکر غزوۂ طائف کے ذیل مین آچکا ہے کہ وہ لوگ خود حاضر ہوکر مسلمان ہو گئے آپ غزوۂ تبوک سے رمضان مین واپس ہوئے تھے اور اُسی ماہ مین یہ لوگ حاضر ہوئے تھے (۲) وفد بنی تمیم جن کا ذکر بعد غزوۂ طائف کے گذرا ہے کہ اقرع بن حابس وغیرہ حاضر ہوئے تھے (۳) وفد طے غزوۂ تبوک سے پہلے ذکر ہوا ہے کہ عدی حاضر ہوکر مسلمان ہو گئے (۴) وفد عبد القیس[سله] (۵) وفد بنی حنیفہ ان مین مسیلمہ کذاب بھی آیا تھا اور انمین بعضے لوگ مسلمان ہونے کے بعد پھر مرتد ہو گئے تھے اور یہ لوگ سنہ ۱۰ھ کے اخیر مین آئے تھے (۶) دوسرا وفد طے انمین زید خیل آئے تھے (۷) وفد کندہ انمین اشعث بن قیس بھی تھے (۸) وفد اشعریین واہل یمن (۹) وفد ازد ان مین صرد بن عبد اللہ بھی آئے تھے (۱۰) وفد بنی الحارث بن کعب ربیع الثانی یا جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰ھ مین (۱۱) وفد ہمدان (۱۲) وفد مزینہ (۱۳) وفد دوس (۱۴) وفد نجران[سه] (۱۵) وفد بنی سعد بن بکر یہ آنے والے ضمام بن ثعلبہ تھے (۱۶) طارق بن عبد اللہ مع اپنی قوم کے (۱۷) وفد تجیب (۱۸) وفد بنی سعد ہذیم از قبیلۂ قضاعہ (۱۹) وفد بنی فزارہ بعد تبوک (۲۰) وفد بنی اسد (۲۱) وفد بہرار[سمه] (۲۲) وفد عذرہ صفر سنہ ۹ھ مین (۲۳) وفد بلی[سکه] ربیع الاول سنہ ۹ھ مین (۲۴) وفد ذی مرہ (۲۵) وفد خولان شعبان سنہ ۱۰ھ مین (۲۶) وفد محارب سال

سله اشج عبد القیس جن کی مدح حدیثون مین آئی ہے ان ہی مین آئے تھے ۱۲ منہ سه مباہلہ کا قصہ ان ہی لوگون سے ہوا تھا انھون نے اسلام تو قبول نہین کیا مگر مطیع اور باجگذار ہو گئے ۱۲ منہ سمه زاد المعاد مین اسی طرح ہے شاید محرم سے ابتدا کے اعتبار سے یہ سنہ لیا ہے ۱۲ سکه بروزن رضی قبیلۃ کذا فی القاموس ۱۲ منہ

حجۃ الوداع مین (۲۷) وفد صداؑ سنہ مین (۲۸) وفد غسان رمضان سنہ ۱۰ مین (۲۹) وفد سلامان شوال سنہ ۱۰ مین (۳۰) وفد بنی عبسؑ (۳۱) دوسرا وفد ازد ان مین سوید بن الحارث آئے تھے (۳۲) وفد بنی منتفق (۳۳) وفد نخع اور یہ آخر وفود ہے کذا فی زاد المعادؑ

من القصیدہ

یاؑ خیر من یمم العافون ساحتہ
سعیا وفوق متون الاینق الرسم
وؑ من ہو الآیۃ الکبری لمعتبر
ومن ہو النعمۃ العظمی لمغتنم

(ترجمہ: جو ایسے شخص کی طرف قصد کرتے ہیں ۱۲ منہ)

ؑ اور اگر نجران کو بوجہ اسلام نہ لانے کے نکالدیا جاوے اور ازد اور رہطے کے دونون وفدون کے مجموعہ کو ایک کے حکم مین رکھا جاوے تو تیس ہوتے ہین ۱۲ منہ عہ اے بہترین اُنکے کہ سائل دوڑتے ہوے اور تیز رو اونٹنیون کی پشتون پر سوار ہو کر اُنکی درگاہ کا قصد کرتے ہین (جیسے وفود آتے تھے)

یارب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

فصل اُنیسوین حکام اور اہل کارون کے متعین فرمانے مین واسطے انتظام مُلکی وتحصیل صدقات وجزیہ کے جن بلاد مین اسلام کا تسلط ہو گیا وہان اس کام کے لیے ان صاحبون کو مامور فرمایا۔ (۱) مہاجر بن ابی امیہ بن المغیرہ کو صنعاء پر (۲) زیاد بن لبید انصاری کو حضرموت پر (۳) عدی کو طے پر اور بنی اسد پر (۴) مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ پر (۵) زبرقان

لہ زیاد بن حارث صدائی جنکی اذان کا قصہ حدیث مین آیا ہے وہ اسی قبیلے سے ہین ۱۲ منہ عہ آپ نے اُنسے حضرت خالد بن سنان کی اولاد کو پوچھا اُنھون نے کہا کہ ایک لڑکی تھی اُسکی نسل منقطع ہو گئی آپ نے فرمایا نبی تھی اُنکی قوم نے اُنکو ضائع کردیا یعنی اُنکی قدر نہ پہچانی ۱۲ منہ عہ اور اے وہ ذات کہ وہ بڑی نشانی ہے متامل کے لیے اور وہ بڑی نعمت ہے قدردان کے لیے (کہ آپ کی قدر سمجھکر وفود آتے تھے) عطر الورد مع تغییر ۱۲

بن بدر کو بنی سعد کے بعض علاقون پر (٦) قیس بن عاصم کو بنی سعد کے دوسرے بعض علاقون پر (٧) علا بن الحضرمی کو بحرین پر تحصیل کے لیے (٨) حضرت علیؓ کو اہل نجران پر کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور حدیثون سے (٩) عتاب بن اسید کا مکہ پر اور (١٠) معاذ بن جبل اور (١١) حضرت ابو موسیٰ اشعری کا یمن پر حاکم مقرر ہونا آیا ہے،

من القصیدۃ

مِنْ کُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰهِ مُحْتَسِبٍ
یَسْطُوْ بِمُسْتَاصِلٍ لِّلْکُفْرِ مُصْطَلِمٖ

حَتّٰی غَدَتْ مِلَّۃُ الْاِسْلَامِ وَھِیَ بِھِمْ
مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِھَا مَوْصُوْلَۃَ الرَّحِمٖ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

۵۱ اصحاب کرام مین ہر ایک مجیب دعوت حق (ہے کہ آپنے جہان بھیجدیا چلے گئے) اور اسید وار عطاے حق (ہے ذکر ثواب کے لیے چلے گئے) جو حملہ کرتا ہے بذریعہ ایسے حربہ کے جو کفر کی بیخ اکھاڑ کر پھینک دے۔ ١٢

۵۲ یہان تک کہ ملت اسلام اپنی غربت اور کمزوری کے بعد متصل القرابۃ ہو گئی اس حال مین کہ وہ ملت اسلام اُن سے ملحق وملصق ہے (یعنی ایسی حمایت کی جیسے وہ اُن کی قرابت دار ہو چنانچہ وہ اسلام کی خدمات بجا لائے) ١٢ عطر الوردہ بتغیر ما۔

فصل بستویں فرمانون کی روانگی مین ملوک وسلاطین کی طرف (١) ہرقل شاہ روم کو دحیہ بن خلیفہ کے ہاتھ نامۂ مبارک روانہ فرمایا اور وہ باوجود یقین نبوت کے ایمان نہین لایا (٢) کسریٰ شاہ فارس کو عبداللہ بن حذافہ سہمی کے ہاتھ اُس نے نامۂ مبارک کو پھاڑ ڈالا آپنے سُنکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی سلطنت کو پارہ پارہ کر دیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا (٣) نجاشی شاہ حبشہ کو عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ کذا فی المواہب اور یہ وہ نجاشی نہین ہے جسکے زمانہ مین ہجرت حبشہ ہوئی تھی اور جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی یہ اُس نجاشی کے بعد ہوا اور اسکے اسلام کا حال معلوم نہین ہوا کذا فی زاد المعاد (٤) مقوقس

شاہ مصر کو حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ یہ ایمان نہین لایا مگر ہدایا بھیجے (۵)
منذر بن ساوی شاہ بحرین کو علاء بن الحضرمی کے ہاتھ یہ مسلمان ہو گئے اور
بدستور برسر حکومت قائم رکھے گئے (۶) دو بادشاہ عمان جیفر بن جلندی
وعبد بن جلندی کو عمرو بن العاص کے ہاتھ اور یہ دونون مسلمان ہو گئے
(۷) ہوذہ بن علی حاکم یمامہ کو سلیط بن عمرو عامری کے ہاتھ وہ مسلمان نہین
ہوا (۸) حارث بن ابی شمر غسانی حاکم غوطہ دمشق کو شجاع بن وہب کے ہاتھ
حدیبیہ سے واپس ہونے کے زمانہ مین کذا فی زاد المعاد (۹) جبلہ بن[۱] ایہم
غسانی کو شجاع بن وہب کے ہاتھ کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور اسی کے
ذیل مین اُن عرائض کا بھی ذکر مناسب ہے جو سلاطین نے آپ کے حضور مین
بھیجین علاوہ اُن سلاطین کے جنھون نے آپ کے فرمانون کے جواب عرض کیے
جنکا ذکر اوپر آچکا ہے سیرۃ ابن ہشام مین ہے کہ جب آپ تبوک سے تشریف
لے آئے تو شاہان حمیر نے ملک یمن سے عرائض مشعر اپنے اسلام کے قاصدون
کے ہاتھ بھیجے اُنکے نام یہ ہین (۱) حارث ابن عبد کلال (۲) نعیم بن عبد کلال
(۳) نعمان حاکم ذورعین ومعافر وہمدان (۴) زرعہ ذو یزن یہ سب ملوک
یمن ہین اور (۵) فروہ بن عمرو نے جو کہ سلطنت روم کی جانب سے عامل تھا
اپنے اسلام کی خبر قاصد کے ہاتھ بھیجی اہل روم نے اول اُسکو قید کیا اور
پھر قتل کر دیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام (۶) باذان صوبہ دار یمن از جانب کسریٰ
مع اپنے دونون بیٹون اور اُن لوگون کے جو اہل فارس اور اہل یمن سے

---

[۱] یہ آخر ملوک شام ہے کذا فی القاموس ۱۲ منہ

اُسکے پاس تھے اسلام لایا اور اپنے اسلام کی خبر آپ کے پاس بھیجدی کذا فی تواریخ حبیب آلہ مع قصۃ سبب اسلامہ۔ یہ سب مکتوب الیہ اور کاتب ملکر ۱۲ ہوئے اور سیرۃ ابن ہشام مین رفاعہ بن زید جذامی کے ہاتھ کہ وہ مسلمان ہوگئے تھے اُن کی قوم کی طرف ایک فرمان لکھدینا اور اُن لوگونکا مسلمان ہوجانا مذکور ہے اور بخاری کی شرح کرمانی مین ملوک یمن مین سے ذوالکلاع الحمیری اور ذوعمرو کا مسلمان ہوکر حضورؐ مین حاضر ہونے کے لیے روانہ ہونا مگر آپ کی حیات مین نہ پہونچ سکنا لکھا ہے۔

من القصیدۃ

آیاتُہُ الغُرُّ لَا یَخْفٰی عَلٰی اَحَدٍ
بِدُوْنِہَا الْعَدْلُ بَیْنَ النَّاسِ لَمْ یَقُمِ

۱۵ مُحْکَمَاتٌ فَمَا یُبْقِیْنَ مِنْ شُبَہٍ
لِذِیْ شِقَاقٍ وَّلَا یُبْغِیْنَ مِنْ حَکَمِ

۱۶ مَا حُوْرِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرَبٍ
اَعْدَی الْاَعَادِیْ اِلَیْہَا مُلْقِیَ السَّلَمِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

لہ آپ کے روشن احکام کسی پر مخفی نہین (چنانچہ ان سلاطین پر ظاہر ہوگئے کہ قبول کیا یا مغلوب ہوئے) بدون اُن احکام کے لوگون مین عدل قائم نہین ہوا۔ ۱۲

۱۵ وہ احکام (امور متنازع فیہا مین) حکم اور فیصل کنندہ قرار دیے جاتے ہین سو وہ شبہات کو باقی نہین چھوڑتے کسی مخالف کے لیے اور نہ وہ احکام اپنے سوا کسی اور فیصلہ کنندہ کے طالب ہین (کیونکہ وہ خود اسکے لیے کافی ہین) ۱۶ اُن احکام سے کبھی لڑائی یعنی مقابلہ نہین کیا گیا مگر اُس کا انجام یہی ہوا کہ دشمن سے دشمن بھی لڑائی سے باز آکر اُن کی طرف صلح کی سپر ڈالتا ہوا نظر آیا (جیسا ان سلاطین نے عجز کا اقرار کیا) عطر الوردہ مع تغیر ما۔ ۱۲

فصل اکیسوین آپ کے بعض شمائل واخلاق وعادات مین - اسمین رسالۂ **شیم الحبیب** مصنفۂ حضرت مولانا مفتی **الٰہی بخش** صاحب کاندھلوی خاتم مثنوی کے (جس کا ملحقۃ المقدمہ مین ذکر آیا ہے بسبب اسکے کہ شمائل مین کافی مقدار پر مشتمل ہے) ترجمہ مع الاصل کے ایراد کو کافی سمجھا گیا اور نام اِسکا شم الطیب ترجمۂ شیم الحبیب ہے اِس فصل کے اجزا کو بلفظ وصل تعبیر کیا جاوے گا - ومن اللہ التوفیق -

شیم الحبیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَحْمَدُ اللّٰہَ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا عَرَبِیًّا ھَاشِمِیًّا مَکِّیًّا مَدَنِیًّا سَیِّدًا اَمِیْنًا صَادِقًا مَصْدُوْقًا قُرَشِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ کَانُوْا لَہٗ حِبًّا نَجِیًّا وَبَعْدُ فَاِنَّ الْعُلَمَاءَ قَدْ جَمَعُوْا شَمَائِلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَسَلَکُوْا فِیْہِ مَسْلَکًا طَرِیًّا وَنَحْوًا مِنْھُمَا سَوِیًّا وَلٰکِنَّ بَعْضَھُمْ

شم الطیب

(ترجمہ شیم الحبیب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مین اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہون جس نے ہماری طرف ایک رسول کو بھیجا جو عربی ہاشمی مکی مدنی سردار امین سچی خبرین دینے والے سچی خبرین دیئے گئے قریشی ہین اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر جو کہ آپ کے محب خاص اور رازدار با اختصاص تھے رحمت نازل فرماوے۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے مدعا یہ ہے کہ علماء (ہمیشہ سے) نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل کو جمع کرتے رہے۔

اور اس باب مین نو بنو مسلک اور اعتدال طریق پر چلتے رہے لیکن بعض نے

قد اطنبوا اطنابا مملا و بعضهم
اوجزوا ایجازا مخلا فالناس بین هارب
وشائق وطالب تائق فاردت ان
اذکر نبذا من محاسنه ومکارمه
وشطرا من شمائله وخصائله مختصرا وافیا
وموجزا شافیا فان العاشق الهائم
المهجور اذا افتقد الوصال یتسلی بذکری الدار
والخال ویتعلل بوصف الجمال و
تذکار الخصال ومع ذلک فارجو
به الثواب والنجاة من العذاب
والشفاعة من حبیب رب الارباب
والدعاء من الطلاب والاحباب کیف ولا
وسیلة لی من حسن العمل والعمر مصروف
فی المعاصی والزلل فتمسکت بذیل
شمائله وتشبثت بذکر مدائحه
وفضائله تقبل الله عنی وعن جمیع

اسقدر تطویل کی جس سے دل اُکتا جائے
اور بعض نے اسقدر اختصار کیا کہ فہم مطلب ہی مین
خلل پڑ جائے اور لوگ مختلف ہوتے ہین بعضے
(تطویل یا ایجاز سے) بھاگتے ہین اور بعضے
اُسکے شائق اور طالب ہوتے ہین (سو تطویل
و اختصار سے نفع عام نہین ہوتا بخلاف مقدار
اوسط مناسب کے کہ وہ ہر شخص کے مذاق کے
موافق ہوتا ہے) اسلیے مین نے ارادہ کیا کہ آپ کے
محاسن اوصاف و مکارم اخلاق اور شمائل اور
خصال مین سے ایک مختصر حصہ مگر کافی شافی قلمبند
کرون کیونکہ عاشق سرگشتہ و مہجور جب محروم
الوصال ہوتا ہے تو منزل محبوب یا خط و خال ہی کو
یاد کر کے اپنے دل کو سمجھاتا ہے۔ اور محبوب کے جمال
اور اوصاف کا بیان و تذکرہ کر کے اپنا جی بہلاتا ہے
اور اسی کے ساتھ مین اس مین حصول ثواب
اور نجات من العذاب اور شفاعت محبوب
رب الارباب اور دعاے طالبین و احباب کی بھی
امید رکھتا ہون۔ اور یہ امید کیسے نہ رکھون
جبکہ حسن عمل کا کوئی وسیلہ میرے پاس نہین۔
اور عمر تمام معاصی اور لغزشون مین صرف ہوئی
اسلیے مین نے آپ کے شمائل و مدائح و فضائل
کے تذکرہ کا دامن پکڑا۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے
اور سب مسلمانون سے اسکو قبول فرماوے۔

المسلمین والحمد للہ رب العلمین و
لما کان الکتاب المستطاب الشمائل
لابی عیسی الترمذی والشفاء للقاضی
عیاض رحمہما اللہ الفیاض اجمع واضبط
فی ھذا الباب فانتقطت منہما ما یغنی
الطالب المفتاق ویسلو بہ المھجور
المشتاق فلنبدأ بحدیث الحسن بن
علی عن ھند فانہ فی غایۃ الفصاحۃ
والبلاغۃ واقصی درجۃ تبیان خصائص
معدن النبوۃ والرسالۃ علیہ من الصلوۃ
والسلام اتمہما واکملہما اقول
روی القاضی باسنادہ المعنعن المتصل الی
علی بن الحسین وھو الامام الھمام زین
العابدین انہ قال قال الحسن بن علی انی
سألت خالی ھند بن ابی ھالۃ عن حلیۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وکان وصافا وانا

مستحق جمیع محامد کا وہی رب العالمین ہے اور
چونکہ کتاب الشمائل امام ترمذی رحمہ اللہ کی اور
کتاب الشفا قاضی عیاض رحمہ اللہ کی اس باب مین
جامع تر اور ضابطہ تر تھی اِسلیے مین نے ان ہی
دو کتابون سے ایسے مضامین منتخب کیے جو
طالب راغب کو (دوسری کتابون سے)
بے نیاز کردین اور جن سے مہجور مشتاق دل کو
تسلی دے سکے۔ سو ہم امام حسن بن علیؓ کی
روایت سے جو کہ ہندؓ سے مروی ہے شروع
کرتے ہین کیونکہ وہ فصاحت و بلاغت کے
منتہی پیمانہ پر ہے اور معدن نبوت و رسالت
یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم صلوۃً وسلامًا
تامین کاملین کے بیان خصوصیات کے اعلے
درجہ مین ہے پس مین کہتا ہون (وصل اول
آپ کے حلیہ شریفہ مین) قاضی ممدوح نے
اپنے اسناد معنعن سے جو کہ امام زین العابدین
تک پہونچتی ہے روایت کیاہے کہ انھون
نے کہا کہ حضرت حسن بن علیؓ نے فرمایا
کہ مین نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ
سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ
دریافت کیا اور وہ حضور کا بکثرت ذکر
اوصاف کیا کرتے اور مین امیدوار تھا کہ اُن
اوصاف مین سے کچھ میرے سامنے بھی

أَرْجُوْ أَنْ يَصِفَ لِيْ مِنْهَا شَيْئًا أَتَعَلَّقُ بِهٖ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ أَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَأَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ عَظِيْمَ الْهَامَةِ رَجِلَ الشَّعْرِ إِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيْقَتُهٗ فَرَقَ وَإِلَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهٗ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ إِذَا هُوَ وَفَّرَهٗ أَزْهَرَ اللَّوْنِ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ أَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَيْرِ قَرَنٍ بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ أَقْنَى الْعِرْنِيْنِ لَهٗ نُوْرٌ يَعْلُوْهُ وَيَحْسِبُهٗ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ كَثَّ اللِّحْيَةِ أَدْعَجَ سَهْلَ الْخَدَّيْنِ ضَلِيْعَ الْفَمِ أَشْنَبَ مُفَلَّجَ الْأَسْنَانِ دَقِيْقَ الْمَسْرُبَةِ كَأَنَّ عُنُقَهٗ جِيْدُ دُمْيَةٍ فِيْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ

بیان کریں جسکو میں اپنے ذہن میں جالوں۔ پس اُنھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اپنی ذات میں) عظیم تھے (نظروں میں) معظم تھے آپ کا چہرۂ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ بالکل میانہ قد آدمی سے تو قامت میں قدرے نکلے ہوئے تھے اور دراز قد سے قامت میں کم تھے سر مبارک (اعتدال کے ساتھ) کلاں تھا۔ موے سر سیدھے قدرے بل دار تھے۔ اگر سر کے بالوں (کو جمع کرتے وقت اُن ہیں) اتفاقاً از خود مانگ نکل آتی تو مانگ نکلی رہنے دیتے ورنہ نہیں (یعنی ابتداے اسلام میں ایسا معمول تھا اور بعد میں تو قصداً مانگ نکالتے تھے) آپ کے موے سر نرمۂ گوش سے تجاوز کر جاتے تھے جبکہ آپ بالوں کو بڑھائے ہوتے تھے۔ آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا پیشانی فراخ تھی ابرو خمدار بالوں سے پُر تھی اور باہم پیوستہ نہ تھیں اُن دونوں کے درمیان میں ایک رگ تھی کہ وہ غصہ میں اُبھر جاتی تھی بلند بینی تھی بینی مبارک پر ایک نور نمایاں تھا کہ جو شخص تامل نکرے آپ کو دراز بینی سمجھے ریش مبارک بھری ہوئی تھی پتلی خوب سیاہ تھی رخسار مبارک سبک تھے دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا (یعنی تنگ نہ تھا نہ یہ کہ زیادہ فراخ تھا) دندان مبارک باریک آبدار تھے اور اُن میں (ذرا ذرا) ریخیں تھیں۔ سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا گردن مبارک ایسی (خوبصورت) تھی جیسی تصویر کی گردن (خوبصورت تراشی جاتی ہے) صفائی میں چاندی جیسی تھی۔

ل یعنی اگر بلا قصد شعور اسمہ بعد ما جمعہ عقیقتہ فرقہا والا ترکہ معقوصا والا ثر ۱۲ شعرہ فی ذہنہ قال بعقیقتہ کان ہذا فی اول الاسلام ثم فرق شعرہ بعد ہذا ۱۲

ک قال الجوہری القنی ارتفاع قصبۃ الانف مع استواء اعلاہ۔

(حاشیہ: بفتح المیم وسکون السین المہملۃ والراء المضمومۃ الشعر الذی فی وسط الصدر الی البطن ۱۲ — بمیم مضمومۃ وشین معجمۃ وذال معجمۃ مفتوحتین ثم باء موحدۃ ہو البائن الطویل فی قامۃ ۱۲)

مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ بَادِنًا مُتَمَاسِكًا سَوَاءُ
بیان خلقت زیبُدۃ لاغز ۱۲ بستہ اندام ۱۲
الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ مَسِيحُ الصَّدْرِ بَعِيدُ
مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ أَنْوَرُ
الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُولُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ
بِشَعْرٍ يَجْرِي كَالْخَطِّ عَارِي الثَّدْيَيْنِ مَا سِوَى
ذَالِكَ أَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَ
أَعَالِي الصَّدْرِ طَوِيلُ الزَّنْدَيْنِ رَحْبُ
الرَّاحَةِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ
سَائِلُ الْأَطْرَافِ أَوْ قَالَ شَائِلُ
الْأَطْرَافِ سَبْطُ الْعَصَبِ خُمْصَانُ
الْأَخْمَصَيْنِ مَسِيحُ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُو عَنْهُمَا
الْمَاءُ إِذَا زَالَ زَالَ تَقَلُّعًا وَيَخْطُو
تَكَفُّؤًا وَيَمْشِي هَوْنًا ذَرِيعُ الْمِشْيَةِ إِذَا
مَشَى كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَ

بدن جسامت مین معتدل و پُر گوشت اور کسا ہوا تھا شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ قدرے کم ابھرا ہوا تھا آپکے شانون کے درمیان قدرے (اوروں سے زائد) فاصلہ تھا جوڑ کی ہڈیان کلان تھین کپڑا اوتارنے کی حالت مین آپ کا بدن روشن تھا سینہ اور ناف کے درمیان لکیر کی طرح بالون کی ایک متصل دھاری چلی جاتی تھی اور ان بالون کے سوا ثدین اوغیرہ پر بال نہ تھے (البتہ) دونون بازو اور شانون سینہ کے بالائی حصّہ پر (مناسب مقدار سے) بال تھے کلائیان دراز تھین ہتھیلی فراخ تھی کفین اور قدمین پُر گوشت تھے (ہاتھ پاؤن کی) اُنگلیان لمبی تھین یا راوی نے بلند کہا ہے (کہ اسکا بھی وہی حاصل ہے) اعصاب آپکے برابر تھے آپکے تلوے (قدرے) گہرے تھے (کہ چلنے مین زمین کو نہ لگتے) قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان پر سے (بالکل) ڈھل جاتا (یعنی میل کچیل خشونت وغیرہ سے پاک تھے چکنے ہونے سے پانی ان کو ذرا نہ لگا رہتا) جب چلنے کے لیے پاؤن اُٹھاتے تو قوت سے پاؤن اُکھڑتا تھا اور قدم اسطرح رکھتے تھے کہ آگے کو جھکتا تھا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔ چلنے مین ایسا معلوم ہوتا گویا (کسی بلندی سے) پستی مین اُتر رہے ہین

ف ۱۲ فی الصحاح الاخمص دخل فی باطن القدم فلم یصب الارض والمراد اعتداله ولا فهو غیر محمود و لم یکن خمصه مرتفعا جدا فهم وفی حدیث ابی هریرة دلیس له اخمص ای زاد طی القدم وطی بکلها فتقاد هذا یوافق قوله مسیح القدمین ۱۲

ف بور بیش
زندا غی
یعنی
سیان سینہ
فیکا و نغم
والاخمص فاوش
بزرگ تا ازار
رسا بجا اسر
چیلنگ ہینا و ہوا
سرا قدم لنہ
حزن
ف
مختصر الفوائد شیخ
ہستند
مسیح

إِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيْعًا خَافِضُ الطَّرْفِ نَظَرُهُ إِلَى الْأَرْضِ أَطْوَلُ مِنْ نَظَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ جُلُّ نَظَرِهِ الْمُلَاحَظَةُ يَسُوقُ أَصْحَابَهُ وَيَبْدَأُ مَنْ لَقِيَهُ بِالسَّلَامِ قُلْتُ صِفْ لِي مَنْطِقَهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاصِلَ الْأَحْزَانِ دَائِمَ الْفِكْرَةِ لَيْسَتْ لَهُ رَاحَةٌ وَلَا يَتَكَلَّمُ فِي غَيْرِ حَاجَةٍ طَوِيْلُ السُّكُوْتِ يَفْتَتِحُ الْكَلَامَ وَيَخْتِمُهُ بِأَشْدَاقِهِ وَيَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ فَصْلًا لَا فُضُوْلَ فِيْهِ وَلَا تَقْصِيْرَ دَمِثًا لَيْسَ بِالْجَافِيْ وَلَا الْمُهِيْنِ يُعَظِّمُ النِّعْمَةَ وَإِنْ دَقَّتْ لَا يَذُمُّ مِنْهَا شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَذُمُّ

(حواشی بین السطور: یعنی بسینہ نگشت ۱۲ — بگوشۂ چشم نہ بہ تمام جسم ۱۲ — یعنی امام حسن ۱۲ — تواصل حزن ۱۲ — لذکری الدار ۱۲ — فی امور الآخرۃ ۱۲ — نرم گفتار ۱۲)

جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی نسبت زمین کی طرف آپ کی نگاہ زیادہ رہتی عموماً عادت آپ کی گوشۂ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیا سے پورا سر اُٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے جس سے ملتے خود ابتدا بسلام فرماتے پھر میں نے (یعنی امام حسنؓ نے ہند بن ابی ہالہ سے) کہا کہ آپ کی گفتگو کے متعلق مجھ سے بیان کیجیے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت (آخرت کے) غم میں اور ہمیشہ (امور آخرت کے) سوچ میں رہتے کسی وقت آپکو چین نہیں ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے تھے آپ کا سکوت طویل ہوتا تھا کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اوّل سے آخر تک نہایت صاف ہوتی) کلام جامع فرماتے (جسکے الفاظ مختصر ہوں مگر پُرمغز ہوں) آپ کا کلام (حق و باطل میں) فیصل کن ہوتا جو نہ حشو و زائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا۔ آپ نرم مزاج تھے نہ مزاج میں سختی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اُسکی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں فرماتے

ملہ اے لم یکن باذن احد ان یمشی خلفہ ولکن تقدمہم ومشی خلفہم تواضعا کذا قال الہروی ۱۲ ملہ بفتح المیم من المہانۃ ای الحقارۃ وبضم المیم من الاہانۃ اے لایہین احدا من الناس ۱۲

ذَوَاقًا وَّلَا يَمْدَحُهٗ وَلَا يُقَاوَمُ
لِغَضَبِهٖ اِذَا تُعُرِّضَ لِلْحَقِّ بِشَيْءٍ حَتّٰی
يَنْتَصِرَ لَهٗ وَلَا يَغْضَبُ لِنَفْسِهٖ وَلَا
يَنْتَصِرُ لَهَا وَاِذَا اَشَارَ اَشَارَ بِكَفِّهٖ
كُلِّهَا وَاِذَا تَعَجَّبَ قَلَبَهَا وَاِذَا تَحَدَّثَ
اِتَّصَلَ بِهَا فَضَرَبَ بِاِبْهَامِهِ الْيُمْنٰی
رَاحَتَهُ الْيُسْرٰی وَاِذَا غَضِبَ اَعْرَضَ
وَاَشَاحَ وَاِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَهٗ جُلُّ
ضَحِكِهِ التَّبَسُّمُ وَيَفْتَرُّ عَنْ مِثْلِ حَبِّ
الْغَمَامِ قَالَ الْحَسَنُ فَكَتَمْتُهَا عَنِ
الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ زَمَانًا ثُمَّ حَدَّثْتُهٗ
فَوَجَدْتُهٗ قَدْ سَبَقَنِیْ اِلَيْهِ فَسَاَلَ اَبَاهُ
عَنْ مَدْخَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مذمت تو اسلیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور مدح
زیادہ اسلیے نہ فرماتے کہ اکثر اُسکا سبب حرص اور
طلب لذت ہوتی ہے) جب امر حق کی کوئی شخص ذرا
مخالفت کرتا تو اُسوقت آپکے غصہ کی کوئی تاب
نہ لاسکتا تھا جب تک کہ اُس حق کو غالب کرلیتے
اور اپنے نفس کے لیے غضبناک نہ ہوتے تھے اور
نہ نفس کے لیے انتقام لیتے اور (گفتگو کے وقت)
جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ
کرتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے
اور جب آپ بات کرتے تو اُسکو یعنی داہنے انگوٹھے
کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اسپر مارتے اور جب آپکو
غصہ آتا تو آپ ادھر سے مُنھ پھیر لیتے اور کروٹ بدل
لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کرلیتے (یہ دونوں
امر ناشی حیا سے ہیں) اکثر ہنسنا آپکا تبسم ہوتا اور ہنسی
دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے
بارش کے اُولے (**وصل دوم آپکے تقسیم اوقات و
طرز معاشرت میں**) حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ
میں نے ایک زمانہ تک حسین بن علیؓ سے اسکو چھپائے رکھا
پھر جو میں نے اُنسے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھسے
پہلے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں
جانا باہر آنا نشست و برخاست طرز طریق سب

سلہ بفتح الذال المعجمۃ المراد بہ المذوق المطعوم ۱۲ سلہ یعنی کسے بحالت غضب او بجہت شفاعت نمی ستاد چون کسے کی امر پیش او بجہت طلب حق تا آنکہ انصاف فرمائید ۱۲ سلہ قال ابن الاثیر اراد ان اشارتہ مختلفۃ فکان للتوحید والتشہد بالسبحۃ ولغیرہ بالکف ۱۲ سلہ ای الی الحدیث المشتمل علی الصفات ۱۲

سلہ اشار الی ان الباء فی بہا للتعدیۃ والی ان الضمیر فیہا مبہم تفسیرہ قولہ بابہامہ والی ان اتصل تفسیرہ ضرب فافہم ۱۲ منہ

وَمَخْرَجِهٖ وَمَجْلِسِهٖ وَشَكْلِهٖ فَلَمْ يَدَعْ مِنْهُ شَيْئًا قَالَ الْحُسَيْنُ سَأَلْتُ أَبِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ دُخُولِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ دُخُولُهٗ لِنَفْسِهٖ مَأْذُونًا لَهٗ فِي ذٰلِكَ فَكَانَ إِذَا أَوَى إِلٰى مَنْزِلِهٖ جَزَّأَ دُخُولَهٗ ثَلٰثَةَ أَجْزَاءٍ جُزْءً لِلّٰهِ تَعَالٰى وَجُزْءً لِأَهْلِهٖ وَجُزْءً لِنَفْسِهٖ ثُمَّ جَزَّأَ جُزْأَهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ فَيَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَى الْعَامَّةِ بِالْخَاصَّةِ وَلَا يَدَّخِرُ عَنْهُمْ شَيْئًا وَكَانَ مِنْ سِيرَتِهٖ فِي جُزْءِ الْأُمَّةِ إِيثَارُ أَهْلِ الْفَضْلِ بِإِذْنِهٖ وَقَسْمُهٗ عَلٰى

(حواشی بین السطور: علی امہات المؤمنین ۱۲ — ای للاکل والمنام ونحوہما ۱۲ — یعنی جا بیگرفت ۱۲ — قسم ۱۲ — یعنی چیزے را از ایشان باز نمیداشت ہر چیز رسید قسمت میکرد ۱۲ — ای باذنہ لاہل الفضل ۱۲)

پوچھ چکے ہیں اور کوئی بات بھی (بے تحقیق کیے ہوئے) نہیں چھوڑی۔ غرض امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا اُنھوں نے فرمایا کہ آپکا گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام ومنام وغیرہ) کے لیے تشریف لیجانا آپ اس باب میں (منجانب اللہ) ماذون تھے سو آپ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کیوقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں (کے حقوق ادا کرنے) کے لیے (جیسے اُن سے ہنسنا بولنا) اور ایک حصہ اپنے نفس (کی راحت) کے لیے پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے (یعنی اُسمیں سے بھی بہت سا وقت لوگوں کے کام میں صرف فرماتے) اور اُس حصۂ وقت کو خاص اصحاب کے واسطے سے عام لوگوں کے کام لگا دیتے (یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہیں آسکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سُنکر عوام کو پہونچاتے اس طرح سے عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہوجاتے) اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے (یعنی نہ احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہونچاتے) اور اس حصۂ اُمت میں آپ کا طرز یہ تھا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم وعمل) کو آپ اُن کے مراتب میں اور دوسروں پر ترجیح دیتے کہ اُنکو حاضر

[illegible]

ل۔ ای مما سمعت من شمائلہ المذکورۃ یعنی وافق بیان علی رضی اللہ عنہ ۱۲ ٢۔ یعنی اذن پروردگار طلبید برائے حاجات خود اما بر حاجات دینی حاجت استیذان الٰہی نبود ۱۲ ٣۔ قال ابن الاثیر اراد ان العامۃ لا تصل الیہ فی ہذا الوقت فکانت الخاصۃ تخبر العامۃ بما سمعت فکانہ اوصل الفوائد الی العامۃ بسبب الخاصۃ وقیل

قَدْرِ فَضْلِهِمْ فِی الدِّیْنِ فَمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَةِ

وَمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَتَیْنِ وَمِنْهُمْ ذُو الْحَوَائِجِ

فَیَتَشَاغَلُ بِهِمْ وَیَشْغَلُهُمْ فِیْمَا اَصْلَحَهُمْ

مشغول اشتق ایشان ۱۲

وَالْاُمَّةَ مِنْ مَسْأَلَتِهٖ عَنْهُمْ وَاِخْبَارِهِمْ

اے در اصلح الامۃ ۱۲ از پرسش پیغمبر از صحابہ ۱۲

بِالَّذِیْ یَنْبَغِیْ لَهُمْ وَیَقُوْلُ لِیُبَلِّغِ

الشَّاهِدُ مِنْکُمُ الْغَائِبَ وَاَبْلِغُوْنِیْ

حَاجَةَ مَنْ لَّا یَسْتَطِیْعُ اِبْلَاغِیْ حَاجَتَهٗ

فَاِنَّهٗ مَنْ اَبْلَغَ سُلْطَانًا حَاجَةَ مَنْ

لَّا یَسْتَطِیْعُ اِبْلَاغَهَا ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَیْهِ

الضمیر للحاجۃ ۱۲

یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلَی الصِّرَاطِ لَا یُذْکَرُ

عِنْدَهٗ اِلَّا ذٰلِکَ وَلَا یَقْبَلُ مِنْ اَحَدٍ

اے حوائج الناس ۱۲

غَیْرَهٗ وَفِیْ حَدِیْثِ سُفْیَانَ بْنِ وَکِیْعٍ

اے غیر ہذا الکلام ۱۲

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَدْخُلُوْنَ

ف۵

رُوَّادًا وَلَا یَنْصَرِفُوْنَ عَنْهُ اِلَّا عَنْ ذَوَاقٍ

ف۵ یعنی در می آمدند صحابہ در مجلس پیغمبر در ان حالت کہ طالب و محتاج علم بودند مچون احتیاج ایشان بطعام و متفرق نمیشدند مگر از چشیدن علم یا گویم کہ یا تعلم علم میخوردند شراب یا طعام و بیرون می آمدند با قطعہ سلام ۱۲

ف۵ یعنی کچھ چکھے بغیر نہ جاتے ۱۲

ہونے کی اجازت دیتے اور اسوقت کو اُن لوگوں پر بقدر اُنکے فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے سو اُن مین سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتین ہوتین کسی کو زیادہ ضرورتین ہوتین سو اُنکی حاجت مین مشغول ہوتے اور اُن کو ایسے شغل مین لگاتے جسمین اُنکی اور بقیہ اُمت کی اصلاح ہو وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور اُن کے مناسب حال امور کی اُن کو اطلاع دیتے اور آپ فرمایا کرتے کہ جو تم مین حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی خبر کر دیا کرے اور (یہ بھی فرماتے کہ) جو شخص اپنی حاجت مجھ تک (کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بُعد وغیر ذلک) نہ پہونچا سکے تم لوگ اُسکی حاجت مجھ تک پہونچا دیا کرو کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہونچاوے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُسکو پلصراط پر ثابت قدم رکھے گا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ان ہی باتون کا ذکر ہوتا تھا اور اسکے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگون کے حوائج ومنافع کے سوا دوسری لاایعنی یا مضر باتون کی سماعت بھی نہ فرماتے) اور سفیان بن وکیع کی حدیث مین حضرت علیؓ کا یہ بھی قول ہے کہ لوگ آپکے پاس طالب ہو کر

وَیَخْرُجُوْنَ اَدِلَّۃً یَعْنِیْ فُقَهَاءَ

قُلْتُ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ مَخْرَجِهٖ کَیْفَ
(مقولہ امام حسینؓ ۱۲)

یَصْنَعُ فِیْهِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
(علیؓ ۱۲)

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْزُنُ لِسَانَهٗ
(یحفظ ۱۲)

اِلَّا مِمَّا یَعْنِیْهِمْ وَیُؤَلِّفُهُمْ وَلَا یُفَرِّقُهُمْ

وَیُکْرِمُ کَرِیْمَ کُلِّ قَوْمٍ وَیُوَلِّیْهِ عَلَیْهِمْ

وَیُحَذِّرُ النَّاسَ وَیَحْتَرِسُ مِنْهُمْ
(اے یحترز ان یفشو سرہ ۱۲)

مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّطْوِیَ عَنْ اَحَدٍ
(نمی پیچید از کسے ۱۲)

بِشْرَهٗ وَخُلُقَهٗ وَیَتَفَقَّدُ اَصْحَابَهٗ
(خوش دلی و خوش خوئی ۱۲) (ومی پرسید احوال یاران ۱۲)

وَیَسْأَلُ النَّاسَ عَمَّا فِی النَّاسِ

وَیُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَیُصَوِّبُهٗ وَیُقَبِّحُ

الْقَبِیْحَ وَیُوَهِّنُهٗ مُعْتَدِلُ الْاَمْرِ غَیْرُ
(خوار می پنداشت ۱۲)

مُخْتَلِفٍ لَا یَغْفُلُ مَخَافَۃَ اَنْ یَّغْفُلُوْا

اَوْ یَمَلُّوْا لِکُلِّ حَالٍ عِنْدَهٗ عَتَادٌ[1]
(سامانی ۱۲)

[1] بفتح عین مہملہ و تاء مثناۃ فوقانیہ و آخرہ دال مہملہ ای مصلح کامل لمعین الامور ۱۲

آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپؐ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے) اور ہادی یعنی فقیہ ہوکر آپکے پاس سے باہر نکلتے۔ امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے) عرض کیا کہ آپکے باہر تشریف رکھنے کے حالات بھی مجھسے بیان کیجیے کہ اُسوقت میں کیا کیا کرتے تھے انھوں نے فرمایا کہ آپ اپنی زبانکو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور انمیں تفرق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرودار آدمی کی آبرو کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اُس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے اور لوگوں کو (امور مضرہ سے) حذر رکھنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور اُن (کے شر) سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ دلی اور خوش خوئی میں کمی نکرتے تھے اپنے ملنے والوں کی حالت کا استفسار رکھتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ اُنکو پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے) اور اچھی بات کی تحسین و تصویب اور بُری بات کی تقبیح اور تحقیر فرماتے۔ آپکا ہر معمول نہایت اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا اسمیں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی کہ کبھی کسی طرح کر لیا کبھی کسی طرح کر لیا لوگوں کی تعلیم مصلحت سے) غفلت نہ فرماتے بوجہ اس احتمال کے کہ (اگر انکو انکے حال پر چھوڑ دیا جاوے تو بعضے تو خود دین سے غافل ہو جاوینگے یا بعضے او دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے) اکتا جاوینگے ہر حالت کا آپکے یہاں ایک خاص انتظام تھا

لَا يَقْصُرُ عَنِ الْحَقِّ وَلَا يُجَاوِزُهٗ اِلٰى غَيْرِهٖ اَلَّذِيْنَ يَلُوْنَهٗ مِنَ النَّاسِ خِيَارُهُمْ (مبتدا ۱۲) اَفْضَلُهُمْ عِنْدَهٗ (مبتدا ۱۲) اَعَمُّهُمْ نَصِيْحَةً (خبر ۱۲) وَّاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ مَنْزِلَةً (مبتدا ۱۲) اَحْسَنُهُمْ مُوَاسَاةً وَّمُؤَازَرَةً (خبر ۱۲ — کسے را در چیزے ہمچو خویش داشتن ۱۲) فَسَاَلْتُهٗ عَنْ مَجْلِسِهٖ عَمَّا كَانَ يَصْنَعُ فِيْهِ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِسُ وَلَا يَقُوْمُ اِلَّا عَلٰى ذِكْرٍ وَّلَا يُوْطِنُ (اے لا یتخذ ۱۲) الْاَمَاكِنَ وَيَنْهٰى عَنْ اِيْطَانِهَا[عہ] (لمصلاۃ و موضعا معلوما ۱۲) وَاِذَا انْتَهٰى اِلَى الْقَوْمِ جَلَسَ حَيْثُ يَنْتَهِيْ بِهِ الْمَجْلِسُ وَيَاْمُرُ بِذٰلِكَ وَيُعْطِيْ كُلَّ جُلَسَآئِهٖ نَصِيْبَهٗ (یعنی ہر مصاحب را ادائے حق صحبت او تمام میکرد تا آنکہ نمود آنکہ جلیس او) حَتّٰى لَا يَحْسَبُ جَلِيْسُهٗ اَنَّ اَحَدًا (نبیع کسے را بزرگ تر از خود بر مصطفیٰ ۱۲) اَكْرَمُ عَلَيْهِ مِنْهُ مَنْ جَالَسَهٗ (ای نشست ۱۲) اَوْ قَاوَمَهٗ (ای ایستاد ۱۲) لِحَاجَةٍ صَابَرَهٗ حَتّٰى

حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور ناحق کی طرف کبھی تجاوز کرکے نہ جاتے۔ لوگونمین سے آپکے مقرب بہترین لوگ ہوتے سب مین افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیرخواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اُس شخص کا ہوتا جو لوگون کی غمخواری واعانت بخوبی کرتا پھر مین نے اُن سے آپ کی مجلس کے بارہ مین پوچھا کہ اسمین آپ کا کیا معمول تھا اُنھون نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اُٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لیے کوئی جگہ بیٹھنے کی (ایسی) معین نہ فرماتے (کہ خواہ مخواہ اُسی جگہ بیٹھین اور اگر اور کوئی بیٹھ جاوے تو اُسکو اُٹھاوین) اور دوسرون کو بھی (اسطرح) جگہ معین کرنے سے منع فرماتے اور جب کسی مجمع مین تشریف لیجاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہان ہی بیٹھ جاتے اور دوسرون کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے جلیسون مین سے ہر شخص کو اُسکا حصہ (اپنے خطاب و توجہ سے) دیتے (یعنی سب پر جُدا جُدا متوجہ ہوکر خطاب فرماتے) یہانتک کہ آپ کا ہر جلیس یون سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہین جو شخص کسی ضرورت کے لیے آپ کو لیکر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ ہٹ جاتا آپ اُسکے ساتھ مقید رہتے۔

عہ قال النووی انما ورد النہی عن ایطان موضع فی المسجد لخوف الریاء والا فلا باس بملازمۃ الصلوۃ فی موضع معین من البیت لحدیث عتبان بن مالک ۱۲

يَكُوْنُ هُوَ الْمُنْصَرِفُ مَنْ سَأَلَهُ حَاجَةً لَمْ يَرُدَّهُ إِلَّا بِهَا أَوْ بِمَيْسُوْرٍ مِّنَ الْقَوْلِ قَدْ وَسِعَ النَّاسَ بَسْطُهُ وَخُلُقُهُ فَصَارَ لَهُمْ أَبًا وَصَارُوْا عِنْدَهُ فِي الْحَقِّ مُتَقَارِبِيْنَ مُتَفَاضِلِيْنَ فِيْهِ بِالتَّقْوٰى وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى صَارُوْا عِنْدَهُ فِي الْحَقِّ سَوَاءً مَجْلِسُهُ مَجْلِسُ حِلْمٍ وَّعِلْمٍ وَّحَيَاءٍ وَّصَبْرٍ وَّأَمَانَةٍ لَا تُرْفَعُ فِيْهِ الْأَصْوَاتُ وَلَا تُؤْبَنُ فِيْهِ الْحُرَمُ وَلَا تُنْثٰى فَلَتَاتُهُ يَتَعَاطَفُوْنَ بِالتَّقْوٰى مُتَوَاضِعِيْنَ يُوَقِّرُوْنَ فِيْهِ الْكَبِيْرَ وَيَرْحَمُوْنَ الصَّغِيْرَ وَيَرْفِدُوْنَ

(حاشیہ بین السطور: بمیسور ای بالیسر — فی التعلیم والشفقة ۱۲ — جمع حرمة والمراد ما یجب احترامہ ۱۲ — ای فی مجلسہ ۱۲ — ای یعینون ۱۲)

جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بدون اسکے کہ اُسکی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے اُسکو واپس نہ کرتے آپ کی کشادہ روئی اور خوشخوئی تمام لوگون کے لیے عام تھی گویا بجاے اُنکے باپ کے ہو گئے تھے اور تمام لوگ آپ کے نزدیک حق مین (فی نفسہ) مساوی تھے (البتہ) تقویٰ کیوجہ سے متفاوت تھے (یعنی تقویٰ کی زیادتی سے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے ورنہ امور مین سب باہم متساوی تھے) اور ایک دوسری روایت مین ہے کہ حق مین سب آپ کے نزدیک برابر تھے آپ کی مجلس حلم اور علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی اسمین آوازین بلند نہ کیجاتی تھین اور کسی کی حرمت پے کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیونکی اشاعت نہ کیجاتی تھی۔ آپ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب متواضعانہ مائل ہوتے تھے اُسمین بڑون کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹون پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت۔

۱؎ ابنت الرجل اذا رمیتہ بخلة سوء فھو مؤبون المفعول فی دبرہ والمراد لا تذکر فیہ الامور المحرمة یقال فلان یوبن بکذا ای یذکر بقبیح ۱۲ ۲؎ ای ہفواتہ وزلاتہ والضمیر فقائل ای لم یکن فی مجلسہ فلتة وان کانت من احد سترت ۱۲

ذا الحاجة ويرحمون الغريب

فسألته عن سيرته صلى الله عليه وسلم

في جلسائه فقال كان رسول الله صلى الله

عليه وسلم دائم البشر سهل الخلق

لين الجانب ليس بفظ ولا غليظ ولا

صخاب ولا فحاش ولا عياب[1] ولا مشاح

يتغافل عما لا يشتهي ولا يؤيس منه

قد ترك نفسه عن ثلاث الرياء والإكثار

وما لا يعنيه وترك الناس عن ثلاث

كان لا يذم احدا ولا يعيره ولا

يطلب عورته ولا يتكلم الا فيما يرجو ثوابه

واذا تكلم اطرق جلساؤه كأنما على

رؤسهم الطير واذا سكت تكلموا لا

يتنازعون عنده الحديث من تكلم عنده

انصتوا له حتى يفرغ حديثهم حديث اوّلهم

کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے پھر میں نے اُنسے آپکی سیرت اپنے اہل مجلس کے ساتھ دریافت کی اُنھون نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت کشادہ رو رہتے نرم اخلاق تھے آسانی سے موافق ہو جاتے تھے نہ سخت خو تھے نہ درشت گو تھے نہ چلا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے نہ کسی کا عیب بیان کرتے اور نہ (مبالغہ کے ساتھ) کسی کی مدح فرماتے جو بات (یعنی خواہش کسی شخص کی) آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی اُس سے تغافل فرما جاتے۔ (یعنی اُسپر گرفت نہ فرماتے) اور (تصریحًا) اُسے مایوس (بھی) نہ فرماتے (بلکہ خاموش ہو جاتے) آپنے تین چیزون سے تو اپنے کو بچا رکھا تھا ریا سے اور کثرت کلام سے اور بے سود بات سے اور تین چیزون سے دوسرے آدمیون کو بچا رکھا تھا کسی کی مذمت نہ فرماتے کسی کو عار نہ دلاتے اور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے اور وہی کلام فرماتے جسمین امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ کلام فرماتے تھے آپکے تمام جلیس اسطرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے اُنکے سرون پر پرندے آکر بیٹھ گئے ہون اور جب آپ ساکت ہوتے تب وہ لوگ بولتے آپکے سامنے کسی بات مین نزاع نہ کرتے۔ آپکے پاس جو شخص بولتا اُسکے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ مین کوئی نہ بولتا) اہل مجلس (مین سے ہر شخص) کی بات (رغبت کے ساتھ سُنے جانے مین) ایسی ہی ہوتی جیسے سب مین پہلے شخص کی بات تھی (یعنی کسی کے کلام کی بیقدری نہ کیجاتی)

[1] من العیب او غیاب بغین المعجمة من الغیبة ۱۲

يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُوْنَ وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا يَعْجَبُوْنَ وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيْبِ عَلَى الْجَفْوَةِ فِي الْمَنْطِقِ وَيَقُوْلُ اِذَا رَأَيْتُمْ صَاحِبَ الْحَاجَةِ يَطْلُبُهَا فَارْفِدُوْهُ وَلَا يَطْلُبُ الثَّنَاءَ اِلَّا مِنْ مُكَافِئٍ وَلَا يَقْطَعُ عَلَى اَحَدٍ حَدِيْثَهٗ حَتّٰى يَجُوْزَهٗ فَيَقْطَعُهٗ بِانْتِهَاءٍ اَوْ قِيَامٍ وَفِي رِوَايَةٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ سُكُوْتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ سُكُوْتُهٗ عَلٰى اَرْبَعٍ عَلَى الْحِلْمِ وَالْحَذَرِ وَالتَّقْدِيْرِ وَالتَّفَكُّرِ فَاَمَّا تَقْدِيْرُهٗ فَفِيْ تَسْوِيَةِ النَّظَرِ وَالْاِسْتِمَاعِ بَيْنَ النَّاسِ وَاَمَّا تَفَكُّرُهٗ فَفِيْمَا يَبْقٰى وَيَفْنٰى وَجُمِعَ لَهُ الْحِلْمُ فِي الصَّبْرِ فَكَانَ لَا يُغْضِبُهٗ شَيْءٌ يَسْتَفِزُّهٗ وَجُمِعَ لَهٗ فِي الْحَذَرِ اَرْبَعٌ اَخْذُهٗ بِالْحَسَنِ لِيُقْتَدٰى بِهٖ وَتَرْكُهُ الْقَبِيْحَ لِيُنْتَهٰى عَنْهُ وَاجْتِهَادُ الرَّأْيِ بِمَا اَصْلَحَ اُمَّتَهٗ وَالْقِيَامُ لَهُمْ بِمَا جَمَعَ لَهُمْ

جس بات سے سب ہنستے آپ بھی ہنستے جس سے سب تعجب کرتے آپ بھی تعجب فرماتے (یعنی حد اباحت تک اپنے جلیسوں کے ساتھ شریک رہتے) اور پردیسی آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت مین دیکھو تو اُسکی اعانت کرو اور کوئی آپ کی ثنا کرتا تو آپ اُسکو جائز نہ رکھتے البتہ اگر کوئی (احسان کی) مکافات کے طور پر کرتا تو خیر (بوجہ مشروع ہونے اُس ثناء کے بشرط عدم تجاوز حد کے اُسکو گوارا فرماتے) اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہانتک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اُس وقت اُسکو ختم کرا دینے سے یا اُٹھ کھڑے ہو جانے سے قطع فرما دیتے اور ایک روایت مین ہے کہ مینے کہا کہ آپکا سکوت کس کیفیت کا تھا اُنھون نے کہا کہ آپکا سکوت چار امر پر مشتمل ہوتا تھا حلم اور بیدار مغزی اور اندازہ کی رعایت اور فکر (آگے ہر ایک کا بیان ہے) سو اندازہ کی رعایت تو یہ کہ حاضرین کی طرف نظر کرنے مین اور اُنکی عرض معروض سننے مین برابری فرماتے تھے اور فکر باقی اور فانی مین فرماتے تھے (یعنی دنیا کے فنا اور عقبیٰ کے بقا کو سوچا کرتے) اور حلم آپکا صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع کر دیا گیا تھا (آگے اُس ضبط کا بیان ہے) سو آپکو کوئی چیز ایسا غضبناک نہ کرتی تھی کہ آپ کو از جا رفتہ کر دے اور بیدار مغزی آپ کی چار امر کی جامع ہوتی تھی ایک نیک بات کو اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کا اقتدا کرین دوسرے بُری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہین تیسرے رائے کو اُن امور مین صرف کرنا جو آپ کی اُمت کے لیے مصلحت ہو چوتھے اُمت کے لیے اُن امور کا اہتمام کرنا جنمین

أَمْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِعْلَمْ اَنَّ مِثْلَ هٰذِهِ الشَّمَائِلِ وَرَدَ فِي اَحَادِيْثَ شَتّٰى عَنْ اَنَسٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَعَائِشَةَ وَاَبِيْ جُحَيْفَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَاُمِّ مَعْبَدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَمُعَرِّضِ بْنِ مُعَيْقِيْبٍ وَاَبِي الطُّفَيْلِ وَعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ وَخُرَيْمِ ابْنِ فَاتِكٍ وَحَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ وَلِنَحْتَسِبَ بِذِكْرِ نُبَذٍ مِنْهَا اَيْضًا فَقَالُوْا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْعَجَ اَنْجَلَ اَشْكَلَ اَهْدَبَ الْاَشْفَارِ اَبْلَجَ اَزَجَّ اَقْنَى اَفْلَجَ مُدَوَّرَ الْوَجْهِ كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ كَثَّ اللِّحْيَةِ مَلَأَ صَدْرَهٗ سَوَاءَ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ وَاسِعَ الصَّدْرِ عَظِيْمَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمَ الْعِظَامِ عَبْلَ الذِّرَاعَيْنِ وَالْعَضُدَيْنِ وَالْاَسَافِلِ رَحْبَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ دَقِيْقَ الْمَسْرُبَةِ

اُنکی دُنیا و آخرت دونون کے کامون کی درستی ہوا

(وصل سوم تتمۂ وصل اوّل مین)

جاننا چاہیے کہ اسی طرح کے شمائل متفرق حدیثون مین ان حضرات سے وارد ہوئے ہین۔ حضرت انسؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت براء بن عازبؓ حضرت عائشہؓ حضرت ابوجحیفہؓ حضرت جابر بن سمرہؓ حضرت ام معبدؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت معرضؓ بن معیقیبؓ حضرت ابو الطفیلؓ حضرت عداء بن خالدؓ حضرت خریم بن فاتکؓ حضرت حکیم بن حزامؓ ہم بھی ثواب حاصل کرنے کی غرض سے مختصر سا اُنمین سے ذکر کرتے ہین پس ان سب حضرات نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا آپ کی تُپلی نہایت سیاہ تھی بڑی بڑی آنکھین تھین آنکھون مین سُرخ ڈورے تھے مژگانین آپ کی دراز تھین دونون ابروون کے درمیان قدرے کشادگی تھی ابرو خدار تھی بینی مبارک بلند تھی دندان مبارک مین کچھ ریخین تھین (یعنی بالکل اوپر تلے چڑھے ہوئے نہ تھے) چہرۂ مبارک گول تھا جیسا چاند کا ٹکڑا ریش مبارک گنجان تھی کہ سینۂ مبارک کو بھر دیتی تھی شکم اور سینہ ہموار تھا سینہ چوڑا تھا دونون شانے کلان تھے استخوان بھاری تھین دونون کلائیان اور بازو اور اسفل بدن (ساق وغیرہ) بھرے ہوے تھے دونون کف دست اور قدم کشادہ تھے سینہ سے ناف تک بالونکا ایک باریک خط تھا

رَبْعَةَ الْقَدِّ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا
بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَلَمْ يَكُنْ يُمَاشِيْهِ
اَحَدٌ يُنْسَبُ اِلَى الطُّوْلِ رَجِلَ الشَّعْرِ
وَاِذَا افْتَرَّ ضَاحِكًا افْتَرَّ عَنْ مِثْلِ سَنَا الْبَرْقِ
وَعَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ وَاِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ
كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ اَحْسَنَ
النَّاسِ عُنُقًا لَيْسَ بِمُطَهَّمٍ وَلَا مُكَلْثَمٍ
مُتَمَاسِكُ الْبَدَنِ ضَرْبُ اللَّحْمِ وَفِيْ رِوَايَةٍ
اَحْمَرُ سَحْرِ الْعَيْنِ ضَخْمُ الْمُشَاشِ اِذَا
وَطِئَ بِقَدَمِهٖ وَطِئَ بِكُلِّهَا لَيْسَ لَهٗ
اَخْمَصُ هٰذَا كُلُّهٗ خُلَاصَةُ مَا فِي
الشِّفَاءِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ فِيْ شَمَائِلِهٖ
عَنْ اَنَسٍ كَانَ حَبِيْبُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ ضَخْمَ
الرَّأْسِ ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ لَمْ يَكُنْ
بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ

(عین سحر ان خالطت بیاضہا حمرۃ ۱۲)

قدم مبارک میانہ تھا نہ تو بہت زیادہ دراز اور
نہ بہت کوتاہ کہ اعضا ایک دوسرے مین دھنسے ہوے
ہون اور رفتار مین کوئی آپکے ساتھ نہ رہ سکتا
تھا (یعنی رفتار مین ایک گونہ سرعت تھی مگر بے تکلف) آپکا
قامت قدرسے درازی کی طرف نسبت
کیا جاتا تھا (یعنی طویل تو نہ تھے مگر دیکھنے مین
قد اونچا معلوم ہوتا تھا) بال قدرے بل دار تھے
جب ہنسنے مین دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے
برق کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور جیسے اُولے
بارش کے ہوتے ہین جب آپ کلام فرماتے تو سامنے
کے دانتون کے بیچ مین سے ایک نور سا نکلتا معلوم
ہوتا تھا گردن نہایت خوبصورت تھی چہرۂ مبارک
پھولا ہوا نہ تھا اور نہ بالکل گول تھا بلکہ مائل
بتدویر تھا) بدن گٹھا ہوا تھا گوشت ہلکا تھا
اور دوسری روایت مین ہے کہ آنکھون مین سفیدی کے
ساتھ سرخی تھی جوڑ بند کلان تھے جب زمین پر پانون
رکھتے تو پورا پانون رکھتے تھے تلوے مین زیادہ
گڑھا نہ تھا یہ تمام کتاب شفا کے مضمون کا خلاصہ ہے
اور ترمذی نے اپنے شمائل مین حضرت انس رض سے
روایت کیا ہے کہ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے
دونون کف دست اور دونون قدم پر گوشت
تھے سر مبارک کلان تھا جوڑ کی ہڈیان بڑی ۱۲

كَانَ فِي وَجْهِهِ تَدْوِيرٌ أَبْيَضَ مُشْرَبٌ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ أَهْدَبَ الْأَشْفَارِ جَلِيلَ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ أَجْرَدَ ذُو مَسْرُبَةٍ إِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَفِي رِوَايَةِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ كَانَ ضَلِيعَ الْفَمِ مَنْهُوسَ الْعَقِبِ أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ إِذَا نَظَرْتَ إِلَيْهِ قُلْتَ أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِأَكْحَلَ أَيْ لَيْسَ بِمُكْتَحِلٍ وَقَالَ أَبُو الطُّفَيْلِ اللَّيْثِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا مُقَصَّدًا عَنْ أَنَسٍ كَانَ رَبْعَةً حَسَنَ الْجِسْمِ أَسْمَرَ اللَّوْنِ عَظِيمَ الْجُمَّةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ وَرُوِيَ فِي الشَّمَائِلِ لِلتِّرْمِذِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ کے چہرۂ مبارک مین ایک گونہ گولائی تھی رنگ گورا تھا اسمین سُرخی دمکتی تھی سیاہ آنکھین تھین مژگانین دراز تھین شانے کی ہڈیان اور شانے بڑے بڑے تھے۔ بدن مبارک بے مو تھا (یعنی بدن بھر پر بال نہ تھے البتہ) سینہ سے ناف تک بالونکی باریک دھاری تھی جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے آپکے دونون شانون کے درمیان مُہر نبوّت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت مین ہے کہ آپ کا دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا۔ ایڑیون کا گوشت ہلکا تھا۔ آنکھون مین سُرخ ڈورے تھے جب آپکی طرف نظر کرو تو یون سمجھو کہ آپکی آنکھون مین سرمہ پڑا ہے حالانکہ سرمہ پڑا نہ ہوتا تھا اور حضرت ابو الطفیل لیثی رضی نے کہا ہے کہ آپ گورے ملیح میانہ قد تھے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ میانہ قامت خوش اندام گندمین رنگ تھے موے سر دراز تھے بُنِ گوش تک۔ آپ پر ایک سُرخ (دھاری دار) جوڑا تھا اور شمائل ترمذی مین حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَا
بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَا
بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلٰى رَأْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ
سِنِيْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثَلٰثَ عَشْرَةَ
يُوْحٰى اِلَيْهِ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ
فَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ
سَنَةً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض تُوُفِّيَ
وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً
وَقَالَ الْبُخَارِيُّ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ
اَكْثَرُ اَىْ فِى الرِّوَايَةِ وَلَيْسَ فِىْ
رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً
بَيْضَاءَ وَقَالَ الْمُحَقِّقُوْنَ اِنَّ الشُّعُوْرَ
الْاَبْيَضَ فِىْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ كَانَ
سَبْعَةَ عَشَرَ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ
رَأَيْتُ الْخَاتَمَ بَيْنَ كَتِفَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

نہ بہت دراز تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے
اور نہ بالکل گورے بھبوکا تھے اور نہ سانولے
تھے اور موے مبارک آپ کے نہ بالکل
خمدار تھے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ
کچھ بلدار تھے) اللہ تعالے نے آپ کو
چالیس برس کے ختم پر نبی بنایا پھر مکہ مین
دس برس مقیم رہے اور حضرت ابن عباس رض
کے قول پر تیرہ برس رہے کہ آپ پر وحی
ہوتی تھی (دس برس کی روایت مین
کسر کو حساب مین نہین لیا پس دونون روایتین
متطابق ہین) اور مدینہ مین دس سال رہے
پھر ساٹھ سال کی عمر مین اور ابن عباس رض کے
قول پر تریسٹھ سال کی عمر مین اللہ تعالے
نے آپ کو وفات دی اور امام بخاری
نے فرمایا کہ تریسٹھ سال کی روایتین زیادہ
ہین اور (باوجود اتنی عمر کے) آپ کے
سر اور ریش مبارک مین سفید بال بیس بھی
نہ تھے اور محققین نے کہا ہے کہ آپ کے سر اور
داڑھی مین سفید بال کل سترہ تھے اور حضرت
جابر بن سمرہ رض نے فرمایا کہ مین نے مہر نبوت کو آپ کے
دونون شانون کے درمیان مین ایک سرخ اور
ابھرا ہوا گوشت مثل بیضہ کبوتر کے دیکھا

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُدَّۃً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَیْضَۃِ الْحَمَامِ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَۃِ وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِیِّ شَعَرَاتٍ مُجْتَمِعَۃٌ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ کَانَ فِیْ ظَھْرِہٖ بِضْعَۃٌ نَاشِزَۃٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مِثْلُ الْجُمْعِ حَوْلَھَا خِیْلَانٌ کَاَنَّھَا ثَالِیْلُ قَالَ الْبَرَاءُ مَارَاَیْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّۃٍ فِیْ حُلَّۃٍ حَمْرَاءَ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَارَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ وَاِذَا ضَحِکَ یَتَلَاْلَاُ نُوْرُہٗ فِی الْجُدُرِ وَقِیْلَ لِجَابِرٍ کَانَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَالسَّیْفِ قَالَ لَا بَلْ

اور حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ وہ مثل چھپرکٹ (مسہری) کی گھنڈی کے تھی اور عمرو بن اخطب انصاری سے روایت ہے کہ کچھ بال جمع تھے اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپکی کمر پر ایک اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ مثل مٹھی کے تھی اُسکے گرداگرد تل تھے جیسے مسّے ہوتے ہین (اور ان روایات مین کچھ تنافی نہین سب اوصاف کا جمع ہونا ممکن ہے) حضرت براءؓ کہتے ہین کہ مین نے کوئی بالون والا سُرخ جوڑا (یعنی مخطط لنگی چادر) پہنے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہین دیکھا اور حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ مین نے کسی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہین دیکھا گویا آپکے چہرہ مین آفتاب چل رہا ہے اور جب آپ ہنستے تھے تو دیوارون پر چمک پڑتی تھی اور حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک مثل تلوار کے (شفاف) تھا انھون نے کہا کہ نہین بلکہ

كَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيرًا
وَقَالَتْ أُمُّ مَعْبَدٍ كَانَ أَجْمَلَ النَّاسِ
مِنْ بَعِيدٍ وَأَجْلَاهُ وَأَحْسَنَهُ مِنْ
قَرِيبٍ وَقَالَ عَلِيٌّ مَنْ رَآهُ بَدَاهَةً هَابَهُ
وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ
وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ قَالَ أَنَسٌ مَا شَمِمْتُ
عَنْبَرًا قَطُّ وَلَا مِسْكًا وَلَا شَيْئًا أَطْيَبَ
مِنْ رِيحِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ يُصَافِحُ الْمُصَافِحَ فَيَظَلُّ يَوْمَهُ
يَجِدُ رِيحَهَا فَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِ
الصَّبِيِّ فَيُعْرَفُ مِنْ بَيْنِ الصِّبْيَانِ
بِرِيحِهَا وَنَامَ فِي دَارِ أَنَسٍ فَعَرِقَ
فَجَاءَتْ أُمُّهُ بِقَارُورَةٍ تَجْمَعُ فِيهَا عَرَقَهُ
فَسَأَلَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا وَهُوَ
أَطْيَبُ الطِّيبِ وَذَكَرَ الْإِمَامُ الْبُخَارِيُّ

مثل آفتاب اور ماہتاب کے مدور تھا
(تلوار کی تشبیہ میں یہ کمی تھی کہ وہ مدور نہیں
ہوتی) اور حضرت ام معبدؓ نے کہا آپ دور سے
سب سے زیادہ جمیل و نزدیک سے سب سے زیادہ
خوبصورت اور حسین معلوم ہوتے تھے اور حضرت
علیؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آپ کو اول وہلہ میں
دیکھتا تھا مرعوب ہو جاتا تھا اور جو شخص
شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا آپ سے محبت
کرتا تھا میں نے آپ جیسا (صاحب جمال صاحب کمال)
نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو
دیکھا (فصل چہارم آپ کے طیب و مطیب ہونے میں)
اور حضرت انسؓ نے فرمایا ہے کہ میں نے کوئی عنبر اور کوئی
مشک اور کوئی (خوشبودار) چیز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار نہیں دیکھی اور اگر آپ
کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام تمام دن اس شخص کو
مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور کبھی کسی بچہ کے سر پہ
ہاتھ رکھدیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسری لڑکوں میں
پہچانا جاتا اور آپ یکبار حضرت انسؓ کے گھر میں سوتے تھے
اور آپکو پسینہ آیا تھا تو حضرت انسؓ کی والدہ ایک شیشی
لا کر آپکے پسینہ کو جمع کرنے لگیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے انسے اس بارہ میں پوچھا انھوں نے عرض کیا
کہ ہم اسکو اپنی خوشبو میں ملا دینگے اور یہ پسینہ اعلیٰ
درجہ کی خوشبو ہے۔ اور امام بخاری نے تاریخ کبیر

فِی التَّارِیْخِ الْکَبِیْرِ عَنْ جَابِرٍ لَمْ یَکُنْ
یَمُرُّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ طَرِیْقٍ
فَیَتْبَعُہٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّہٗ سَلَکَہٗ
مِنْ طِیْبِہٖ قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ رَاھُوْیَہِ
اِنَّ تِلْکَ کَانَتْ رَائِحَتَہٗ بِلَا طِیْبٍ
وَرَوَی اِبْرَاھِیْمُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الْمُزَنِیُّ
عَنْ جَابِرٍؓ اَنَّہٗ اَرْدَفَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَالْتَقَمْتُ خَاتَمَ
النُّبُوَّۃِ بِفِیْ فَکَانَ یَنِمُّ عَلَیَّ مِسْکًا
وَرُوِیَ اَنَّہٗ اِذَا تَغَوَّطَ انْشَقَّتِ
الْاَرْضُ فَابْتَلَعَتْ غَائِطَہٗ وَبَوْلَہٗ
وَفَاحَتْ لِذٰلِکَ رَائِحَۃٌ طَیِّبَۃٌ کَذَا
رَوَتْ عَائِشَۃُ وَلِذَا قِیْلَ بِطَھَارَۃِ
الْحَدَثَیْنِ مِنْہُ حَکَاہُ اَبُوْبَکْرِ بْنُ سَابِقٍ
الْمَالِکِیُّ وَاَبُوْ نَصْرٍ وَشَرِبَ مَالِکُ بْنُ
سِنَانٍ دَمَہٗ یَوْمَ اُحُدٍ وَمَصَّہٗ فَقَالَ

مین حضرت جابرؓ سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم جس رستہ سے گذرتے اور
کوئی شخص آپ کی تلاش مین جاتا تو وہ خوشبو
سے پہچان لیتا کہ آپ اس رستہ سے تشریف
لے گئے ہین اسحٰق بن راہویہ نے کہا ہے کہ یہ
خوشبو بدون خوشبو لگائے ہوے (خود آپ کے
بدن مبارک مین) تھی اور ابراہیم بن اسمٰعیل
مزنی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہو کہ مجکو
(ایک بار) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنے پیچھے سواری پر بٹھلا لیا مینے مُہر نبوت کو
اپنے مُنھ مین لے لیا سو اُسمین سے مُشک کی
لپٹ آ رہی تھی اور مروی ہے کہ آپ جب
بیت الخلا مین جاتے تھے تو زمین پھٹ جاتی
اور آپ کے بول و براز کو نگل جاتی اور اُسجگہ نہایت
پاکیزہ خوشبو آتی حضرت عائشہؓ نے اسی طرح روایت
کیا ہے اور اسی لیے علما آپ کے بول و براز کے
طاہر ہونیکے قائل ہوئے ہین ابوبکر بن سابق مالکی اور
ابو نصر نے اسکو نقل کیا ہو اور مالک بن سنان نے جنگ
احد مین آپکا خون (زخم کا) چوس کر پی گیا آپ نے فرمایا

لَنْ یُصِیْبَہُ النَّارُ وَشَرِبَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زُبَیْرٍ دَمَ حِجَامَتِہٖ وَشَرِبَتْ بَرَکَۃُ رضؓ بَوْلَہٗ وَاُمُّ اَیْمَنَ رضؓ خَادِمَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدَا اِلَّا کَمَآءٍ عَذْبٍ طَیِّبٍ وَقَدْ وُلِدَ مَخْتُوْنًا مَقْطُوْعَ السُّرَّۃِ مُکَحَّلًا قَالَتْ اٰمِنَۃُ اُمُّہٗ وَلَدْتُّہٗ نَظِیْفًا مَابِہٖ قَذَرٌ وَکَانَ یَنَامُ حَتّٰی یَکُوْنَ لَہٗ غَطِیْطٌ فَیُصَلِّیْ وَلَا یَتَوَضَّأُ رَوَاہُ عِکْرِمَۃُ وَکَانَ مَحْرُوْسًا عَنْ حَدَثِ الْمَنَامِ قَالَ وَھْبُ بْنُ مُنَبِّہٍ قَرَأْتُ فِیْ اَحَدٍ وَسَبْعِیْنَ کِتَابًا فَوَجَدْتُّ فِیْ جَمِیْعِھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْجَحُ النَّاسِ عَقْلًا وَاَفْضَلُھُمْ رَاْیًا وَکَانَ یَرٰی فِی الظُّلْمَۃِ کَمَا یَرٰی فِی الضَّوْءِ کَمَا رَوَتْ عَائِشَۃُ وَکَانَ یَرٰی مِنْ بَعِیْدٍ کَمَا یَرٰی مِنْ قَرِیْبٍ وَکَانَ

اُسکو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی اور عبد اللہ بن زبیر نے آپ کا خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا پی لیا تھا اور برکتؓ اور آپ کی خادمہ ام ایمن رضؓ نے آپکا بول پی لیا تھا سو اُنکو ایسا معلوم ہوا جیسا شیرین نفیس پانی ہوتا ہے اور آپ (قدرتی) مختون اور نال کٹے ہوئے سُرمہ لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے حضرت آمنہ آپ کی والدہ کہتی ہین کہ مین نے آپکو پاک صاف جنا کہ کوئی آلودگی آپکو لگی ہوئی نہ تھی اور آپ باوجودیکہ ایسا سوتے تھے کہ خراٹے بھی لینے لگتے تھے مگر بدون وضو کیے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے (یعنی سونیسے آپ کا وضو نہین ٹوٹتا تھا) روایت کیا اسکو عکرمہ نے اور (وجہ اسکی یہ تھی کہ) آپ سونے مین حدث سے محفوظ تھے

(وصل پنجم آپ کی قوت بصر وبصیرت مین) وہب بن منبہ کہتے ہین کہ مین نے اکہتر کتابون مین پڑھا ہے اور سب مین یہ مضمون پایا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم عقل مین سب پر ترجیح رکھتے تھے راے مین سب سے افضل تھے اور آپ ظلمت مین بھی اسطرح دیکھتے تھے جسطرح روشنی مین دیکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ رضؓ نے روایت کیا ہے اور آپ دور سے ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا نزدیک سے دیکھتے تھے اور اپنے

یری من خلفہ کما یری من امامہ
وکان رأی جنازۃ النجاشی وصلی
علیہ ورأی بیت المقدس من مکۃ
حین وصفہ لقریش والکعبۃ حین
بنی مسجدہ فی المدینۃ وکان یری
فی الثریا احد عشر کوکبا وصرع
رکانۃ اشد اھل زمانہ حین دعاہ
الی الاسلام وصارع ابا رکانۃ فی
الجاھلیۃ وعاودہ ثلث مرات کل
ذلک یصرعہ وکان اسرع فی المشی
کانما الارض تطوی لہ قال ابوھریرۃ
انا لنجھد انفسنا وانہ غیر مکترث
وکان ضحکہ تبسما واذا التفت التفت
معا واوتی جوامع الکلم وجعلت
لہ کل الارض مسجدا وطھورا
واحلت لہ الغنائم واعدت

پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جسطرح سامنے سے
دیکھتے تھے اور آپنے نجاشی کا جنازہ (حبشہ مین)
دیکھ لیا تھا اور اُسپر نماز پڑھی اور آپنے بیت المقدس
کو مکہ معظمہ سے دیکھ لیا تھا جبکہ قریش کے سامنے اُسکا
نقشہ بیان فرمایا (یہ شب معراج کی صبح کو قصہ ہوا تھا)
اور جب آپنے مدینہ منورہ مین اپنی مسجد کی تعمیر شروع
کی اُسوقت خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تھا اور آپکو ثریا مین
گیارہ ستارے نظر آیا کرتے تھے (وصل ششم آپکی قوت
بدنیہ وغیرہ مین) اور آپ (کی قوت کی کیفیت تھی
کہ آپ) نے رکانہ کو جو اپنے زمانہ مین بہت قوی (مشہور)
تھا کشتی مین گرادیا جبکہ اُسکو اسلام کی دعوت دی اور
(انھوں نے اپنے اسلام کو اسپر معلق کیا کہ مجھکو کشتی مین
گرادیجیے) اور قبل زمانہ اسلام کے آپنے ابو رکانہ کو
کشتی مین گرادیا تھا وہ دوسری تیسری بار پھر آپ سے
مقابل ہوا آپ ہر بار مین اسکو پچھاڑ پچھاڑ دیتے تھے اور آپ
تیز چلتے تھے کہ جیسے زمین لپٹی چلی آرہی ہو حضرت
ابوہریرہ فرماتے ہین کہ ہم بڑی کوشش کرتے تھے (آپکے
ساتھ چلنے مین) اور آپ کچھ اہتمام بھی نہ فرماتے تھے
(پھر بھی ہم تھک جاتے تھے) اور آپکا ہنسنا تبسم ہوتا تھا
اور جب (گوشہ کی) کسی چیز کو دیکھتے تھے تو پورے
اُسطرف مڑکر دیکھتے (یعنی دزدیدہ نظر سے نہ دیکھتے)
(وصل ہفتم آپکے بعض خصائص مین) اور آپکو
کلمات جامعہ عطا کیے گئے اور تمام زمین آپکے لیے مسجد
اور آلہ طہارت بنائی گئی (یعنی یہ نہین کہ خاص
مسجد ہی مین نماز درست ہو اور جگہ درست نہو اور اسیطرح
ہر جگہ کی مٹی سے بشرط پاک ہونیکے تیمم درست ہے) اور آپکے
لیے غنیمت کو حلال کیا گیا (اور پہلی شریعتوں مین ص

لَهُ الشَّفَاعَةُ الْكُبْرٰى وَالْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ وَبُعِثَ إِلَى الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَكَافَّةِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَعَلِمَ أَلْسِنَةَ الْعَرَبِ كُلَّهَا أَقُوْلُ بَلْ أَلْسِنَةَ الْعَرَبِ كُلَّهَا قَالَتْ أُمُّ مَعْبَدٍ كَانَ حُلْوَ الْمَنْطِقِ فَصْلًا لَا نَزْرٌ وَلَا هَذْرٌ كَأَنَّ مَنْطِقَهُ خَرَزَاتُ نُظِمْنَ وَكَانَ قَلِيْلَ الْأَكْلِ وَالنَّوْمِ وَكَانَ لَا يَتَّكِئُ فِي الْأَكْلِ وَمَعْنَاهُ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ أَنَّهُ لَا يَعْتَمِدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا تَحْتَهُ وَلَا مَائِلًا إِلَى الشِّقِّ إِنَّمَا كَانَ جُلُوْسُهُ لِلْأَكْلِ جُلُوْسَ الْمُسْتَوْفِزِ مُقْعِيًا وَكَانَ يَقُوْلُ آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَى الشِّقِّهِ الْأَيْمَنِ اسْتِظْهَارًا عَلٰى قِلَّةِ الْمَنَامِ قَالَ أَنَسٌ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلٰثِيْنَ رَجُلًا أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَرُوِيَ قُوَّةَ أَرْبَعِيْنَ رَجُلًا فِي الْجِمَاعِ

اور مقام محمود مخصوص کیا گیا اور آپ جن وانس اور تمام خلائق کی طرف مبعوث ہوئے۔ (وصل ہشتم آپکے کلام وطعام ومنام وقعود وقیام مین) اور عرب کی سب زبانین جانتے تھے مین کہتا ہون کہ بلکہ تمام زبانین (یہ بعض کا قول ہے) ام معبدؓ کہتی ہین کہ آپ شیرین کلام اور واضح بیان تھے نہ بہت کم گو تھے (کہ ضروری بات مین بھی سکوت فرمادین) اور نہ زیادہ گو تھے (کہ غیر ضروری امور مین مشغول ہون) آپ کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دیے گئے ہون اور آپ کھاتے اور سوتے بہت کم تھے کھاتے ہوئے سہارا لگا کر نہین بیٹھتے تھے اور معنی اسکے اہل تحقیق کے نزدیک یہ ہین کہ نہ ایسی چیز کا سہارا لیتے جو آپکے نیچے ہوتی (جیسے گدا وغیرہ) اور نہ کسی کروٹ پر (ہاتھ یا تکیہ کے سہارے) بوجہ دیکر بیٹھتے۔ آپ کی نشست کھانیکے لیے ایسی ہوتی جیسے کھڑے ہونے کے لیے کوئی تیار ہوکر بیٹھتا ہے یعنی اُوکڑو بیٹھتے تھے اور آپ فرمایا کرتے کہ مین غلام کی طرح کھاتا ہون اور غلام کی طرح بیٹھتا ہون اور آپ کا سونا داہنی کروٹ پر ہوتا تھا تاکہ قلت منام مین معین ہو (وصل نہم آپ کی بعض صفات ومکارم اخلاق شجاعت وسخاوت وہیبت وجاہ وبے نفسی وایثار مین) حضرت انسؓ فرماتے ہین کہ آپ کو تیس مردو کی قوت دی گئی تھی روایت کیا اسکو نسائی نے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ آپ کو ہمبستری مین چالیس مردون کی قوت دی گئی تھی۔

وَرُوِيَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْتُ عَلَى النَّاسِ بِأَرْبَعٍ بِالسَّخَاءِ وَالشَّجَاعَةِ وَكَثْرَةِ الْجِمَاعِ وَقُوَّةِ الْبَطْشِ وَكَانَ ذَا وَجَاهَةٍ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَبَعْدَهَا رُوِيَ عَنْ قَيْلَةَ أَنَّهَا لَمَّا رَأَتْهُ أُرْعِدَتْ مِنَ الْفَرَقِ فَقَالَ يَا مِسْكِينَةُ عَلَيْكِ السَّكِينَةَ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو فَأُرْعِدَ فَقَالَ هَوِّنْ عَلَيْكَ فَإِنِّي لَسْتُ بِمَلِكٍ جَبَّارٍ وَلَقَدْ أُوتِيَ خَزَائِنَ الْأَرْضِ وَمَفَاتِيحَ الْبِلَادِ وَفُتِحَ عَلَيْهِ فِي حَيٰوتِهِ بِلَادُ الْحِجَازِ وَالْيَمَنِ وَجَمِيعُ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَنَوَاحِي الشَّامِ وَالْعِرَاقِ وَجُلِبَتْ إِلَيْهِ الْأَخْمَاسُ وَالصَّدَقَاتُ وَالْأَعْشَارُ وَأَهْدَتْ مِنَ الْمُلُوكِ هَدَايَا فَصَرَفَ كُلَّهَا لِوَجْهِ اللّٰهِ

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مجھکو اور لوگون پر چار چیزون مین فضیلت دی گئی۔ سخاوت اور شجاعت اور قوت مردی اور مقابلہ مین غلبہ اور آپ نبوت کے قبل بھی اور بعد مین بھی صاحب وجاہت تھے حضرت قیلہ سے روایت ہے کہ انھون نے جب آپ کو دیکھا تو ہیبت کے مارے کانپنے لگین۔ آپ نے فرمایا کہ اے غریب دل کو برقرار رکھ (یعنی ڈرمت) اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ کے روبرو عقبہ بن عمرو کھڑے ہوئے تو خوف سے کانپنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ طبیعت پر آسانی کرو مین کوئی جابر بادشاہ نہین ہون اور آپ کو تمام خزائن روے زمین کے اور تمام شہرون کی کنجیان (عالم کشف مین) عطا کی گئی تھین اور آپ کی حیات مین بلاد حجاز اور یمن اور تمام جزیرۂ عرب و نواحی شام و عراق فتح ہو گئے تھے اور آپ کے حضور مین خمس و صدقات اور عشر حاضر کیے جاتے تھے اور سلاطین کی طرف سے ہدایا بھی پیش ہوتے تھے۔ ان سب کو آپ نے لوجہ اللہ صرف فرمایا

وَاَغْنٰى بِهِ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالَ مَا يَسُرُّنِيْ
اَنَّ لِيْ اُحُدًا ذَهَبًا يَبِيْتُ عِنْدِيْ مِنْهُ
دِيْنَارٌ اِلَّا دِيْنَارًا اُرْصِدُهٗ لِدَيْنِيْ وَهٰذَا
مِنْ كَمَالِ سَخَائِهٖ وَجُوْدِهٖ وَعَطَائِهٖ فَاِنَّهٗ
مَاتَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ فِيْ نَفَقَةِ عِيَالِهٖ
وَكَانَ مُقْتَصِرًا فِيْ نَفَقَتِهٖ وَمَلْبَسِهٖ وَمَسْكَنِهٖ
عَلٰى مَا تَدْعُوْهُ الضَّرُوْرَةُ اِلَيْهِ وَكَانَ
يَلْبَسُ فِي الْغَالِبِ الشَّمْلَةَ وَالْكِسَاءَ الْخَشِنَ
وَالْبُرْدَ الْغَلِيْظَ وَيَقْسِمُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ
اَقْبِيَةَ الدِّيْبَاجِ الْمَنْسُوْجِ بِالذَّهَبِ
وَيَرْفَعُ لِمَنْ لَّمْ يَحْضُرْهُ وَعَنْ عَائِشَةَ
كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ يَرْضٰى بِرِضَاهُ
وَيَسْخَطُ بِسَخَطِهٖ حَتّٰى قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ جَبَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى
فِيْ اَصْلِ فِطْرَتِهٖ عَلٰى مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ
وَرَزَانَةِ الطَّبْعِ وَاعْتِدَالِ الْمِزَاجِ

اور مسلمانوں کو غنی کردیا اور فرمایا کہ مجکو یہ بات خوش نہیں آتی کہ میرے
لیے کوہ احد سونا بن جاوے اور پھر رات کو اسمیں سے
ایک دینار بھی میرے پاس رہے بجز ایسے دینار
کے جسکو کسی واجب مطالبہ کے لیے تھام لوں
اور یہ آپ کی کمال سخاوت و جود و عطا ہے۔
چنانچہ (اسی کمال سخاوت کے سبب آپ مقروض
رہتے تھے حتیٰ کہ) آپنے جسوقت وفات فرمائی
ہے تو آپ کی زرہ اہل وعیال کے اخراجات مین
رہن رکھی ہوئی تھی اور آپ اپنے ذاتی خرچ اور
پوشاک اور مسکن مین صرف قدر ضرورت پر اکتفا
فرماتے تھے اور غالب اوقات آپ کمل اور موٹا
کھیس اور گاڑھی چادر پہنتے تھے اور (بعض اوقات)
اپنے اصحاب کو دیبا کی قبائین جسمین سونیکے تار بنے ہوے
ہوتے تقسیم فرماتے تھے۔ اور جو انمین موجود نہ ہوتے اُنکے
لیے اُٹھا رکھتے اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ آپ کا
خلق قرآن تھا اُسکی خوشی کی بات سے آپ خوش
ہوتے تھے اور اُس کی ناخوشی کی بات سے
آپ ناخوش ہوتے تھے (یعنی قرآن سے
جو بات حق تعالیٰ کے خوش یا ناخوش ہونے کی ثابت ہوتی
ہے آپکی خوشی و ناخوشی اُسی کے تابع تھی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ
نے یہ فرمایا کہ آپ خلق عظیم پر قائم ہین اللہ تعالیٰ نے آپکو اصل
فطرت مین مکارم اخلاق اور متانت طبع اور اعتدال مزاج پر پیدا

وَقَالَتْ اٰمِنَةُ بِنْتُ وَهْبٍ اِنَّ نَبِيَّنَا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ بَاسِطًا يَدَيْهِ
اِلَى الْاَرْضِ رَافِعًا رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَشَاْتُ
بُغِّضَ اِلَيَّ الْاَوْثَانُ وَالشِّعْرُ وَلَمْ اَهُمَّ
بِشَيْءٍ مِنْ اُمُوْرِ الْجَاهِلِيَّةِ اِلَّا مَرَّتَيْنِ
فَعَصَمَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُمَا ثُمَّ لَمْ اَعُدْ وَكَانَ
اَصْبَرَ النَّاسِ عَلٰى اَذَاهُمْ وَاَحْلَمَهُمْ يَعْفُوْ
عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَيَصِلُ مَنْ قَطَعَهٗ وَيُعْطِيْ
مَنْ حَرَمَهٗ وَيَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَهٗ وَكَانَ يَخْتَارُ
اَيْسَرَ الْاَمْرَيْنِ مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا وَمَا انْتَقَمَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ
حَتّٰى رُوِيَ فِيْ سِيْرَةِ ابْنِ هِشَامٍ اَنَّ عُتْبَةَ
بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَخَا سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ
رَمٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
يَوْمَ اُحُدٍ فَكَسَرَ رُبَاعِيَتَهُ الْيُمْنَى السُّفْلٰى

اور حضرت آمنہ بنت وہب کہتی ہین کہ آپ جسوقت پیدا
ہوئے تو آپکے دونون ہاتھ زمین کی طرف کھلے ہوئے
تھے اور سر آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے تھے (وصل
دہم آپکی عصمت مین) پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب مجھکو ہوش آیا بتون سے اور شعر گوئی سے مجھکو نفرت
تھی اور کبھی کسی امر جاہلیت (یعنی امر غیر مشروع کا
مجھکو خیال تک بھی نہین آیا) بجز دوبار کے
اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھکو محفوظ
رکھا پھر اس (خیال) کی بھی نوبت نہین آئی۔
(وصل یازدہم تتمۂ وصل نہم مین) اور آپ لوگون کے
ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے بڑھکر
حلیم تھے برائی کرنیوالے سے درگذر فرماتے تھے اور
جو شخص آپ سے بدسلوکی کرتا تھا آپ اُس سے سلوک کرتے تھے
اور جو شخص آپکو ندیتا آپ اُسکو دیتے اور جو شخص آپ پر ظلم
کرتا آپ اُس سے درگذر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤن
مین جو آسان ہوتا آپ اُسکو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ
نہوتا۔ (اسمین اپنے متبعین کیلیے آسانی کی رعایت
فرمائی نیز تجربہ ہے کہ آسانی پسند طبیعت دوسرون کیلیے
بھی آسانی تجویز کرتی ہے) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہین لیا حتیٰ کہ سیرت ابن
ہشام مین مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی
عتبہ بن ابی وقاص نے اُحد کے روز آپکے پتھر چلایا اُس سے آپکا
دندان رباعیہ زیرین جانب راست کا شکستہ ہوگیا (یعنی چھڑ گیا
اور رباعیہ کہتے ہین سامنے کے چار دانتونکے دونون کروٹونکی طرف کم

وَشُجَّ وَجْهُهٗ فَقَالُوْا لَوْ دَعَوْتَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ وَمَا ضَرَبَ بِيَدِهٖ شَيْئًا قَطُّ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَرَبَ امْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا كَمَا رُوِيَ عَنْ جَابِرٍ مَا سُئِلَ شَيْئًا فَقَالَ لَا ولنعم ما قيل **شعر**

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِيْ تَشَهُّدِهٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاءُهٗ نَعَمٌ

وَكَانَ يَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ فِيْ نَوَائِبِ الْحَقِّ كَمَا فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ اَنَّهٗ اُتِيَ اِلَيْهِ تِسْعُوْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ فَوُضِعَتْ عَلٰى حَصِيْرٍ فَمَا رَدَّ سَائِلًا حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ شَيْءٌ وَّلٰكِنِ ابْتَعْ عَلَيَّ فَاِذَا جَاءَنَا شَيْءٌ قَضَيْنَا فَقَالَ عُمَرُ مَا كَلَّفَكَ اللّٰهُ مَا لَا

اور آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ انپر بد دعا کیجیے آپنے فرمایا کہ اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت کیجیے کیونکہ اُنکو خبر نہیں اور آپنے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے نہیں مارا البتہ اللہ کی راہ مین جو جہاد کیا وہ اور بات ہے اور نہ کسی عورت کو مارا نہ کسی خادم کو مارا۔ اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپسے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جسپر آپنے انکار فرما دیا ہو۔ کسی نے خوب کہا ہے (یہ فرزدق کا عربی شعر تھا جسکا ترجمہ فارسی مین یہ ہے) ؎ نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز ✤ مگر در اشہدان لا آلہ الا اللہ ؛ اور آپ بے ماندوں کا بار اُٹھا لیتے تھے اور نادار آدمی کو مال دیدیتے یا دلوا دیتے اور مہمان کی مہمانی کرتے اور حق معاملات مین آپ اعانت فرماتے جیسا صحیح بخاری مین ہے اور امام ترمذی نے روایت کیا کہ آپکے پاس ایکبار نوّے ہزار درہم آئے (تقریبًا پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے) اور ایک بوریے پر رکھے گئے۔ سو آپ نے کسی سائل سے عذر نہیں کیا یہان تک کہ سب ختم کر کے فارغ ہو گئے پھر آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کچھ مانگا آپنے فرمایا کہ میرے پاس کچھ باقی نہین ہا (جو تجکو دے سکون) لیکن تو میرے نام سے (ضرورت کی چیز) خرید لے جب ہمارے پاس کچھ آویگا ہم ادا کر دینگے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ جو چیز آپکی قدرت مین نہو حق تعالیٰ نے آپکو اسکا مکلف نہین فرمایا (پھر آپ اتنی تکلیف کیوں اُٹھاتے ہین)

تَقْدِرُ عَلَيْهِ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْفِقْ وَلَا تَخَفْ مِنْ ذِي الْعَرْشِ
اِقْلَالًا فَتَبَسَّمَ وَرُئِيَ الْبِشْرُ فِيْ وَجْهِهٖ
وَكَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِّغَدٍ كَمَا رَوَاهُ اَنَسٌ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ
قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا رَاَيْتُ اَشْجَعَ وَلَا اَنْجَدَ
وَلَا اَجْوَدَ وَلَا اَرْضٰى مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنَّا يَوْمَ بَدْرٍ نَلُوْذُ
بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الشُّجَاعُ
مَنْ يَقْرُبُ مِنْهُ اِذَا دَنَى الْعَدُوُّ لِقُرْبِهٖ مِنْهُ
وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ كَانَ اَشَدَّ حَيَاءً
مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا وَكَانَ لَطِيْفَ
الْبَشَرَةِ رَقِيْقَ الظَّاهِرِ لَا يُشَافِهُ اَحَدًا
بِمَا يَكْرَهُهٗ وَعَنْ عَائِشَةَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات خوش نہیں معلوم ہوئی
پھر انصار مین سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
خوب خرچ کیجیے اور مالک عرش (یعنی حق سبحانہ وتعالے)
سے کمی کا اندیشہ نہ کیجیے آپ نے تبسم فرمایا اور آپکے چہرۂ
مبارک پر بشاشت نمایان ہوئی اور آپ کلے دن کیلیے
کوئی چیز اُٹھا کر نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت انسؓ نے حضرت
عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر مین
ہوائے بارش خیز سے بھی زیادہ فیاض تھے

(وصل دوازدہم دوسرے بعض اخلاق جمیلہ و طرز معاشرت مین)

حضرت ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط
دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ (دوسرے اخلاق کے اعتبار
سے) پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی آڑ مین پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص
سمجھا جاتا تھا جو (میدان جنگ مین) آپکے نزدیک رہتا
جب آپ غنیم کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اُس شخص کو
بھی (اس صورت مین) غنیم کے قریب رہنا پڑتا تھا اور
حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ شرم و حیا
مین اس سے بھی بڑھکر تھے جیسے کنواری لڑکی پردہ مین ہوتی
ہے اور آپ نہایت لطیف الجلد نرم اندام تھے اور کسی شخص کو
بر رو ناگوار بات نہ فرماتے اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نہ
آپ سخت گو تھے اور نہ بتکلف سخت گو بنتے تھے

وَلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا بِالْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو كَانَ مِنْ حَيَائِهٖ لَا يُثْبِتُ بَصَرَهٗ فِيْ وَجْهِ اَحَدٍ وَّكَانَ يَكْنِيْ عَمَّا اضْطُرَّ اِلَيْهِ مِنَ الْمَكْرُوْهَاتِ وَعَنْ عَلِيٍّ كَانَ اَوْسَعَ النَّاسِ صَدْرًا وَّاَصْدَقَهُمْ لَهْجَةً وَّاَلْيَنَهُمْ عَرِيْكَةً وَّاَكْرَمَهُمْ عَشِيْرَةً وَّكَانَ يُجِيْبُ مَنْ دَعَاهُ وَيَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَلَوْ كَانَتْ كُرَاعًا وَّيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالْاَمَةِ وَالْمِسْكِيْنِ وَيَعُوْدُ الْمَرْضٰى فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَيَقْبَلُ عُذْرَ الْمُعْتَذِرِ وَيَبْدَأُ اَصْحَابَهٗ بِالْمُصَافَحَةِ وَلَمْ يُرَ قَطُّ مَادًّا رِجْلَيْهِ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ حَتّٰى يُضَيِّقَ بِهِمَا عَلٰى اَحَدٍ يُّكْرِمُ مَنْ يَّدْخُلُ عَلَيْهِ وَرُبَّمَا بَسَطَ ثَوْبَهٗ وَيُؤْثِرُهٗ بِالْوِسَادَةِ وَلَا يَقْطَعُ عَلٰى اَحَدٍ حَدِيْثَهٗ

اور نہ بازارون مین خلاف وقار باتین کرنے والے تھے اور برائی کا عوض برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرمادیتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ غایت حیا سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے چہرہ پر نہین ٹھہرتی تھی (یعنی آنکھون مین آنکھین نہین ڈالتے تھے) اور کسی نامناسب چیز کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ مین فرماتے اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ سب سے بڑھکر دل کے کشادہ تھے بات کے سچے تھے طبیعت کے نرم تھے معاشرت مین نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ کی دعوت کرتا اُسکی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ وہ (ہدیہ یا طعام دعوت) گلے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد کی اور لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول فرمالیتے اور مدینہ کی انتہا آبادی پر بھی (اگر) مریض (ہوتا اُس) کی عیادت فرماتے اور معذرت کرنیوالے کا عذر قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتدا مصافحہ کی فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب مین پانون پھیلائے ہوئے نہین دیکھے گئے جس سے اورون پر جگہ تنگ ہوجاوے اور جو آپ کے پاس آتا اُسکی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا کپڑا اُسکے بیٹھنے کے لیے) بچھا دیتے اور گدّہ تکیہ خود چھوڑ کر اُسکو دیدیتے اور کسی شخص کی بات بیچ مین نہ کاٹتے۔

وَكَانَ اَكْثَرَ النَّاسِ تَبَسُّمًا وَّاَطْيَبَهُمْ نَفْسًا
مَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ اَوْ يَعِظْ اَوْ يَخْطُبْ وَكَانَ
يَخْدِمُ الْوُفُوْدَ بِنَفْسِهٖ اَحْيَانًا كَوُفُوْدِ
النَّجَاشِيِّ وَاَنَّهٗ سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَاَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ مِنْهُ عَنْهُ الْاَرْضُ وَاَوَّلُ
شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَكَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ
وَيُرْدِفُ خَلْفَهٗ وَيَعُوْدُ الْمَسَاكِيْنَ وَ
يُجَالِسُ الْفُقَرَاءَ وَيَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلِبُ
شَاتَهٗ وَيُرَقِّعُ ثَوْبَهٗ وَيَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخْدِمُ
لِنَفْسِهٖ وَاَهْلِهٖ وَيَقُمُّ الْبَيْتَ وَيَاْكُلُ
مَعَ الْخَادِمِ وَيَعْجِنُ مَعَهٗ وَيَحْمِلُ بِضَاعَتَهٗ
مِنَ السُّوْقِ وَكَانَ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ
وَاَعْدَلِ النَّاسِ وَاَعَفِّ النَّاسِ وَاَصْدَقِهِمْ
حَتّٰى اَنَّ اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ
مَعَ كَمَالِ عَدَاوَتِهٖ لَمَّا سَاَلَهٗ اَخْنَسُ
ابْنُ شَرِيْقٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ اَبَا الْحَكَمِ

اور تبسم فرمانے مین اور خوش مزاجی مین سب سے بڑھکر تھے
جبتک کہ حالت نزول وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی
(کیونکہ ان حالتوں مین آپکو ایک جوش ہوتا تھا جسمین تبسم و
خوش مزاجی ظاہر نہوتی تھی) اور بعض اوقات فرستادونکی
خود خدمت فرماتے جیسے نجاشی بادشاہ کے فرستادے آئے تھے
اور آپ قیامت مین تمام اولاد آدم کے سردار ہونگے اور سب سے
اول آپ ہی کی قبر شریف کی زمین شق ہوگی (اور آپ باہر
تشریف لاوینگے) اور سب سے اول آپ ہی شفاعت
کرینگے اور سب سے اول آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی
اور آپ (غایت تواضع سے) دراز گوش پر بھی سوار
ہوتے تھے اور (کبھی) اپنے پیچھے بھی کسی کو بٹھلا لیتے اور
غریبوں کی عیادت فرماتے تھے اور محتاجوں کے پاس بیٹھا
کرتے تھے اور اپنے کپڑے مین (خود) جوئن دیکھ لیتے (کسی
خادم پر موقوف نہ رکھتے اور یہ دیکھنا اس خیال سے تھا
کہ کسی اور کی نہ چڑھ گئی ہو) اور اپنی بکری کا دودھ نکال
لیتے اور اپنے کپڑے مین خود پیوند لگا لیتے اور اپنی
پاپوش کو خود (وقت حاجت کے) سی لیا کرتے اور
اپنا اور گھروالون کا کام کرلیا کرتے اور گھر مین جھاڑو
دے لیا کرتے اور خدمتگار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور
اُسکے ساتھ آٹا گوندھوا لیتے اور اپنا سودا بازار سے خود لے آتے
اور سب سے بڑھکر احسان کرنیوالے اور عدل کرنیوالے اور
عفیف اور سچ بولنے والے تھے حتیٰ کہ ابوجہل بن
ہشام باوجود اسکے کہ آپکا کامل دشمن تھا مگر اخنس
بن شریق نے بدر کے روز جب اُس سے پوچھا۔

لَيْسَ هُنَا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ يَسْمَعُ كَلَامَنَا تُخْبِرُنِيْ عَنْ مُحَمَّدٍ صَادِقٌ أَمْ كَاذِبٌ فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَاللّٰهِ إِنَّ مُحَمَّدًا لَصَادِقٌ وَمَا كَذَبَ مُحَمَّدٌ قَطُّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْقَرَ النَّاسِ فِيْ مَجْلِسِهٖ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ إِذَا جَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ احْتَبٰى بِيَدِهٖ وَكَانَ أَكْثَرُ جُلُوْسِهٖ مُحْتَبِيًا وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رض أَنَّهٗ تَرَبَّعَ وَرُبَّمَا جَلَسَ الْقُرْفُصَاءَ ف وَكَانَ إِذَا مَشٰى مَشٰى مُجْتَمِعًا يُعْرَفُ فِيْ مِشْيَتِهٖ أَنَّهٗ غَيْرُ غَرِضٍ وَلَا وَكِلٍ أَيْ غَيْرُ ضَجِرٍ وَلَا كَسْلَانٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ فِيْ كَلَامِهٖ تَرْتِيْلٌ وَتَرْسِيْلٌ عَنْ عَائِشَةَ شک راوی ۱۲ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَحْصَاهُ وَيُحِبُّ الطِّيْبَ وَالرَّائِحَةَ الْحَسَنَةَ وَيَسْتَعْمِلُهَا كَثِيْرًا وَيَحُضُّ عَلَيْهَا

کہ اے ابوالحکم یہان تو میرے اور تیرے سوا اور کوئی موجود نہین جو ہماری بات کو سن لیگا تو مجکو یہ تبلا کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہین یا جھوٹے ہین ابوجہل نے کہا کہ واللہ محمدؐ سچے ہین اور محمدؐ نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہین (وصل سیزدہم تمۂ وصل ہشتم مین) حضرت خارجہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس مین سب سے زیادہ باوقار ہوتے اور حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ جب مجلس مین بیٹھتے تو دونون پانون کھڑے کرکے ملاکر اُنکے گرد ہاتھونکا حلقہ بناکر بیٹھتے اور ویسے بھی اکثر نشست آپ کی اسی ہیئت سے ہوتی (اسکو احتبا کہتے ہین اور یہ تواضع اور سادگی کی وضع ہے) حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ آپ چار زانو بھی بیٹھے ہین اور بعض اوقات اوکڑو بیٹھے (بغل مین ہاتھ دیکر بیٹھ جاتے) اور جب آپ چلتے تو جمعیت خاطر (یعنی طمانیت) کے ساتھ چلتے آپ کی چال سے یہ معلوم ہوجاتا تھا کہ نہ آپ کے دل مین تنگی ہے (کہ گھبرائے ہوئے چلین) اور نہ طبیعت مین سستی ہے (کہ پانون نہ اُٹھتا ہو غرض نہ بہت تیز چلتے تھے نہ سست رفتار تھے) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آپ کے کلمات مین نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسطرح کلام فرماتے کہ اگر کوئی شمار کرنیوالا (الفاظ کو) شمار کرنا چاہتا تو شمار کرسکتا تھا اور آپ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے اور کثرت سے اسکا استعمال فرماتے اور دوسرونکو بھی اوسکی ترغیب دیتے

ف ۵ فسر فی القاموس القرفصاء بهذا وبالاحتباء والظاهر هو الاول بقرينة مقابلته بالاحتباء ۱۲ منه

وَلَا يَنْفُخُ فِيْ طَعَامٍ وَلَا فِيْ شَرَابٍ وَيُحِبُّ
اِتْقَاءَ الْبَرَاجِمِ وَالرَّوَاجِبِ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزٍ حَتّٰى مَضٰى
لِسَبِيْلِهٖ عَنْ حَفْصَةَ كَانَ فِرَاشُهٗ مِسْحًا
وَكَانَ يَنَامُ اَحْيَانًا عَلٰى سَرِيْرٍ مَرْمُوْلٍ
بِشَرِيْطٍ حَتّٰى يُؤَثِّرَ فِيْ جَنْبِهٖ عَنْ عَائِشَةَ
لَمْ يَمْتَلِئْ جَوْفُ النَّبِيِّ شِبَعًا قَطُّ وَلَمْ يَبُثَّ
الشَّكْوٰى اِلٰى اَحَدٍ وَكَانَتِ الْفَاقَةُ اَحَبَّ
اِلَيْهِ مِنَ الْغِنٰى وَكَانَ يَظَلُّ جَائِعًا يَلْتَوِيْ
طُوْلَ لَيْلَتِهٖ مِنَ الْجُوْعِ وَلَوْ شَاءَ سَاَلَ
رَبَّهٗ جَمِيْعَ كُنُوْزِ الْاَرْضِ وَثِمَارِهَا وَرَغَدَ
عَيْشِهَا وَلٰكِنَّهٗ يَقُوْلُ مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا
اِخْوَانِيْ مِنْ اُولِي الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ
صَبَرُوْا عَلٰى مَا هُوَ اَشَدُّ مِنْ هٰذَا فَمَضَوْا
عَلٰى حَالِهِمْ وَكَانَ شَدِيْدَ الرَّهْبَةِ

اور کھانے پینے کی چیزون مین پھونک نہین مارتے
تھے اور اُنگلیون اور ہڈیونکے جوڑونکے صاف رکھنے کو پسند
فرماتے (کیونکہ یہ مواقع میل جمع ہونیکے ہین) اور حضرت
عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے کبھی متواتر تین روز بھی روٹی سے پیٹ
نہین بھرا یہان تک کہ آخرت کو روانہ ہوگئے اور
حضرت حفصہ رضؓ سے روایت ہے کہ آپ کا بستر ایک ٹاٹ تھا
اور کبھی کبھی آپ چارپائی پر آرام فرماتے جو کھجور کے
بان سے بنی ہوتی حتےٰ کہ آپ کے پہلو مبارک مین اُسکا
نشان پڑجاتا (وصل چہاردہم آپ کے
تنگی معیشت کو اختیار کرنے مین) اور
حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا
شکم کبھی پیٹ بھرائی غذا سے پُر نہین ہوا اور کسی سے
شکوہ کا اظہار نہین کیا اور فاقہ آپ کو بہ نسبت
توانگری کے زیادہ محبوب تھا اور دن دن بھر بھوکے
گذار دیتے اور رات رات بھر بھوک سے کروٹین
بدلتے رہتے اور اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے
تمام روے زمین کے خزائن اور اُسکی پیداوار اور
اُسکی فراخ عیشی کا سامان مانگ لیتے لیکن آپ
یہی فرمایا کرتے تھے کہ مجکو دنیا سے کیا علاقہ میرے
اولوالعزم پیغمبر بھائیون نے اس سے زیادہ سخت حالت پر صبر کیا
اور اپنی اسی حالت پر گذر گئے (وصل پانزدہم آپکی
خشیت و مجاہدین) اور آپ اللہ تعالےٰ سے بہت ڈرتے تھے

فِی ذَاتِ اللّٰہِ حَتّٰی قَالَ لَوَدِدْتُّ اَنِّیْ لَشَجَرَۃٌ تُعْضَدُ وَکَانَ یُصَلِّیْ حَتّٰی یَرِمَ قَدَمَاہُ فَقَالَ رَبُّہٗ تَعَالٰی وَتَقَدَّسَ رَحْمَۃً لَّہٗ طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی اَیْ لِتُتْعِبَ نَفْسَکَ وَکَانَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ کَذَا رَوَاہُ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ الشِّخِّیْرِ وَکَانَ مُتَوَاصِلَ الْاَحْزَانِ لَیْسَ لَہٗ رَاحَۃٌ وَیَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً اَوْ مِائَۃَ مَرَّۃٍ اَقُوْلُ کَانَ تَعْلِیْمًا لِّلْاُمَّۃِ اَوْ لِطَلَبِ مَغْفِرَۃٍ لِّلْاُمَّۃِ اَوْ لِاَنَّہٗ کَانَ خَائِضًا فِیْ بَحْرِ الْقُرْبِ وَالْعِرْفَانِ وَکَانَ یَتَرَقّٰی سَاعَۃً فَسَاعَۃً لِاَنَّہٗ لَا تَکْرَارَ لِلتَّجَلِّیْ وَالتَّجَلِّیْ عَلٰی حَسْبِ اِسْتِعْدَادِ الْمُتَجَلّٰی لَہٗ وَاسْتِعْدَادُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ مُتَزَایِدًا اٰنًا فَاٰنًا فَاِذَا رَاَی الْمَرْتَبَۃَ اللَّاحِقَۃَ عَلْیَا

ف : اس ترجمے سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ یہ قول الٰہی بطور زجر کے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ سے یہ طریقہ تھا کہ جو حکم ہوتا اسی کو واجب سمجھتے اور بعضی دوسری کا ملاحظہ نہ فرماتے اس لیے اس کے ازالہ کے لیے ارشاد ہوا اور تنفیذ اس سے مقصود ۱۲ منہ

یہان تک کہ آپ نے فرمایا کہ کاش مین ایک درخت ہوجاتا جو کاٹ دیا جاتا اور آپ اسقدر (نفل) نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک ورم کرجاتے اسپر حق تعالیٰ و تقدس نے براہ ترحم فرمایا طٰہٰ الخ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لیے نازل نہین فرمایا کہ آپ مشقت مین پڑین اور آپ نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ مین ہنڈیا کا سا جوش (مسموع) ہوتا تھا اسی طرح عبد اللہ بن شخیرؓ نے روایت کیا ہے اور آپ برابر مغموم رہتے تھے کسی وقت آپ کو چین نہ تھا (یہ کیفیت فکر آخرت سے تھی) اور دن بھر مین ستر بار یا سو بار استغفار فرماتے تھے مین کہتا ہون کہ یہ یا تو تعلیم امت کے لیے تھا یا خود اُمت کے لیے مغفرت طلب کرنا مقصود تھا یا یہ وجہ تھی کہ آپ دریاے قرب و عرفان مین مستغرق تھے اور آناً فاناً ترقی فرماتے رہتے تھے کیونکہ تجلیات متجدد ہوتی رہتی ہین اور تجلی حسب استعداد محل تجلی کے ہوتی ہے اور آپ کی استعداد برابر متزائد ہوتی جاتی تھی (اس لیے تجلیات بھی لاتقف عند حد فائض ہوتی تھین) پس جب مرتبۂ مابعد کو عالی دیکھتے تھے

يَعُدُّ نَفْسَهٗ فِي التَّقْصِيْرِ فِي الْمَرْتَبَةِ السَّابِقَةِ
أَلَمْ تَسْمَعْ أَنَّ حَسَنَاتِ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ
الْمُقَرَّبِيْنَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ قَتَادَةَ
عَنْ أَنَسٍ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا بَعَثَ نَبِيًّا إِلَّا
حَسَنَ الصَّوْتِ حَسَنَ الْوَجْهِ وَكَانَ
نَبِيُّكُمْ أَحْسَنَهُمْ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُمْ صَوْتًا
أَقُوْلُ وَأَمَّا عَدَمُ تَعَشُّقِ الْعَوَامِّ عَلَيْهِ
كَمَا كَانَ عَلٰى يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلِغَيْرَةِ
اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى لَمْ يُظْهِرْ جَمَالَهٗ كَمَا هُوَ
عَلٰى غَيْرِهٖ كَمَا أَنَّهٗ لَمْ يُظْهِرْ جَمَالَ يُوْسُفَ
كَمَا هُوَ إِلَّا عَلٰى يَعْقُوْبَ أَوْ زُلَيْخَا وَكَانَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلِيْمًا وَلَمْ يَكُنْ سَابًّا
وَلَا فَحَّاشًا وَلَا لَعَّانًا وَكَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ
فِي سَيْرٍ قَرِيْبٍ وَالرَّاحِلَةَ فِي بَعِيْدٍ وَالْبَغْلَةَ
فِي مَعَارِكِ الْحَرْبِ وَالْخَيْلَ لِإِجَابَةِ
الصَّارِخِ وَكَانَ يَبْسُطُ وَجْهَهٗ لِلْكَافِرِ

تو اپنے کو مرتبۂ ما قبل کے اعتبار سے تقصیر کی طرف
منسوب فرماتے تھے کیا تم نے سنا نہیں کہ نیکوں کے حسنات
مقربین کی سیأت ہوتی ہیں **(وصل شانزدہم آپکے
حسن و جمال میں)** اور ترمذی نے قتادہ سے انہوں نے
حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو خوش آواز اور خوش رو
نہوا اور تمہارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم صورت شکل میں
بھی اور آواز میں بھی ان سب سے احسن تھے میں کہتا
ہوں کہ (باوجود ایسے حسن و جمال کے) عام لوگوں کا
آپ پر اسطور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف
علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرت الٰہی
کے ہے کہ آپکا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر نہیں کیا
جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جسدرجہ
کا تھا وہ بجز حضرت یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر
ظاہر نہیں کیا **(وصل ہفدہم آپکے رفق و تواضع و
پاکیزگی طبیعت میں)** اور آپ نہایت حلیم تھے اور نہ کسی کو
دشنام دیتے تھے نہ سخت بات فرماتے تھے نہ لعنت کی بددعا
دیتے تھے اور نزدیک جگہ جانے میں دراز گوش پر سوار ہوتے تھے
اور دور جانے میں ناقہ پر اور معرکۂ حرب میں خچر پر اور کسی مدد
چاہنے والے کی پکار پر گھوڑے پر سوار ہوتے (تاکہ جلدی
پہونچ جاویں) اور معرکہ میں کمال ہے ثابت قدم ہونا اسلیے
گھوڑے کی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ ایسا جانور اختیار کیا کہ
وہ بھاگنے میں کم ہو یعنی خچر اور باقی معمولی حالات میں
تواضع کی صورت اختیار فرمائی یعنی دراز گوش کی سواری اور
سفر دراز میں جفاکش جانور کی ضرورت تھی اور وہ شتر ہی
اور آپ کافر اور دشمن سے بھی اسکی تالیف قلب کی توقع
پر کشادہ روئی کے ساتھ پیش آتے تھے۔

وَالعَدُوِّ رَجَاءَ اِیتِلَافِہٖ وَیَصبِرُ لِلجَاھِلِ وَیَتَوَلّٰی فِی مَنزِلِہٖ مِھنَۃَ اَھلِہٖ وَیَتَسَتَّرُ فِی مَلَائِہٖ حَتّٰی لَا یُبدُو مِنہُ شَیءٌ مِّن اَطرَافِہٖ وَقَد وَسِعَ النَّاسَ بِشرُہٗ وَعَدلُہٗ وَلَا یَستَفِزُّہُ الغَضَبُ وَلَا یَبطِنُ عَلٰی جُلَسَائِہٖ وَلَم یَکُن لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ خَائِنَۃُ الاَعیُنِ فَکَیفَ بِخَائِنَۃِ القَلبِ وَکَانَ حَبِیبُنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَعصُومًا فِی اَحوَالِہٖ وَاَقوَالِہٖ وَاَفعَالِہٖ عَنِ الکَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ عِندَ المُحَقِّقِینَ وَلَا یَصِحُّ مِنہُ خُلفٌ وَاضطِرَابٌ لَا فِی عَمدٍ وَلَا فِی سَھوٍ وَلَا صِحَّۃٍ وَلَا مَرَضٍ وَلَا جِدٍّ وَلَا مَزحٍ وَلَا رِضًی وَلَا غَضَبٍ وَکَانَ حَبِیبُنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَومَ قَدِمَ مَکَّۃَ اَربَعَ غَدَائِرَ رَوَاہُ اُمُّ ھَانِیءٍ فَکَانَ یَسدُلُ شَعرَہٗ اَوَّلًا ثُمَّ فَرَقَ رَأسَہٗ

اور جاہل کی (بے تمیزی کی) بات پر صبر فرماتے اور اپنے گھر مین آکر گھر والون کے کامون کا انتظام فرماتے اور چادر اوڑھنے مین بہت اہتمام فرماتے کہ اُسمین سے ہاتھ یا نوٗن کچھ ظاہر نہ ہو (غالبًا بیٹھنے کی حالت مین ایسا ہوتا ہوگا) اور آپ کی کشادہ روئی اور انصاف سب کے لیے عام تھا اور غصہ آپ کو بیتاب نہین کرتا تھا۔ اور اپنے جلیسو نسے کوئی بات اخلاف ظاہر دل مین نہ رکھتے تھے اور آنکھونکی خیانت (یعنی دزدیدہ نظر) آپ مین نہ تھی تو قلب کی خیانت کا تو کیا احتمال ہے اور آپ تمام احوال واقوال وافعال مین کبائر سے اور محققین کے نزدیک صغائر سے بھی معصوم تھے اور آپ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے جنبش کا صدور ممکن ہی نہ تھا نہ قصدًا نہ سہوًا نہ صحت مین نہ مرض مین نہ واقعی مراد لینے مین نہ خوش طبعی مین نہ خوشی مین نہ غضب مین (وصل ہشتدہم آپ کے اعتدال تزئین مین) اور آپ جب مکہ معظمہ مین تشریف لائے ہین (یعنی یوم فتح مکہ مین) اُس روز آپ کے سر کے بال چار حصے ہو رہے تھے روایت کیا اسکو ام ہانی نے اور آپ شروع مین اپنے بالونکو (بلا مانگ نکالے جمع کرلیا کرتے تھے پھر آپ مانگ نکالنے لگے تھے۔

وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ يَتَرَجَّلُ غِبًّا وَسُئِلَ
اَنَسٌ رَضِيَ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ اِنَّمَا كَانَ شَيْبًا
فِي صُدْغَيْهِ وَلٰكِنْ اَبُوْ بَكْرٍ خَضَبَ
بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ شَيْبُهُ
اَحْمَرَ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنِ عُقَيْلٍ رَأَيْتُ
شَعْرَ رَسُوْلِ اللهِ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
مَخْضُوْبًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ يَكْتَحِلُ
قَبْلَ اَنْ يَنَامَ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ وَكَانَ
يُحِبُّ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ وَالْقَمِيْصَ
وَكُمُّهُ اِلَى الرُّسْغِ وَكَانَ يُحِبُّ الْحِبَرَ
وَكَانَ يَلْبَسُ مِرْطَ شَعْرٍ اَسْوَدَ وَقَدْ
لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ
وَلَبِسَ خُفَّيْنِ اَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ
وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا وَكَانَ فِي نَعْلَيْهِ قِبَالَانِ
مُثَنًّى شِرَاكُهُمَا وَكَانَ يَلْبَسُ النِّعَالَ

اور ایک روایت مین ہے کہ آپ ایک روز ناغہ کرکے کنگھا کیا
کرتے تھے اور حضرت انسؓ سے آپ کے خضاب کے متعلق پوچھا
گیا اُنھون نے کہا کہ آپ خضاب تک ہی نہ پہونچے تھے (یعنی
آپ کے اتنے بال سفید ہی نہ ہوئے تھے بس تھوڑی سی سفیدی
دونون کنپٹیون مین ہوئی تھی لیکن حضرت ابوبکرؓ نے مہندی اور
نیل کا خضاب کیا ہے (یعنی ایسی ترکیب سے کہ بال سیاہ نہون)
اور ایک روایت مین ہے کہ آپ کے بالونکا کچھ سُرخ رنگ
کا تھا (یعنی سیاہ سے سُرخ ہوگئے تھے سفید نہوئے تھے) اور عبداللہ
بن عقیل کہتے ہین کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا
موئے مبارک حضرت انسؓ کے پاس خضاب کیا ہوا دیکھا
(محققین کے نزدیک ان روایات مین تطبیق یہ ہے کہ آپ کے
بال پکنے تو لگے تھے مگر بہت کم پکے تھے سو بعضے سُرخ
ہونگے اور بعضے سفید لیکن آپ نے قصداً اُنکو خضاب
نہین لگایا لیکن آپ کی عادت اکثر اوجاع وغیرہ مین
مہندی رکھدینے کی تھی ایسا اتفاق ہوا ہوگا اس سے
وہ سفید بال رنگین ہوگئے اب سب روایات جمع ہوگئین
واللہ اعلم) اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ سونے کے
قبل ہر آنکھ مین تین تین سلائی سرمہ کی ڈالتے تھے اور آپ
سفید کپڑے کو اور کرتہ کو پسند کرتے تھے اور آپکی آستین
گٹہ تک ہوتی تھی اور آپ چادر یمانی کو پسند فرماتے تھے اور
کبھی بالونکی سیاہ چادر (بھی) پہنتے تھے اور (ایکبار)
رومی جُبہ تنگ آستین کا (بھی) پہنا ہے (اس سے تشبّہ
ممنوع لازم نہین آتا کیونکہ یہ ثابت نہین کہ وہ لباس
اہل روم کا خاص تھا رومی ہونا باعتبار ساخت کے ہے) اور آپنے سیاہ
سادہ چرمی موزے (بھی) پہنے ہین اور اُنپر (وضو مین) مسح فرمایا
ہے اور آپکے نعلین شریفین مین انگلیون مین پہننے کے دو دو تسمے تھے
(ایک انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان اور ایک وسطی اور اسکی پاس
والی کے درمیان) اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دوہرا
تھا اور آپ بالون سے صاف کیے ہوئے چمڑے کے

ف یعنی [illegible] ۱۲ منہ

السبتية التي ليس فيها شعر وتتوضأ
فيها رواه ابن عمرؓ وكان يصلي في
نعلين مخصوفتين واتخذ خاتما من
فضة وكان يختم به ولا يلبسه
كما رواه ابن عمرؓ وقال انسؓ كان فصه
حبشيا وقد ذكر في شروح البخاري
انه كان حجرا من بلاد الحبشة او على
لون الحبشة وكان جزعا او عقيقا وروى
عنه ايضا ان خاتم رسول الله كان من
فضة وفصه منه وفي رواية
منه كاني انظر الى بياضه في كفه
اقول اختلاف الروايات بحسب
اختلاف الحالات فتدبر ودع
الخلاف وكان نقشه محمد رسول الله
محمد سطر ورسول سطر والله سطر
رواه انسؓ واذا دخل الخلاء نزع

نعلین پہنتے تھے اور وضو کرکے انمین پاؤن بھی
رکھ لیتے روایت کیا اسکو حضرت ابن عمرؓ نے اور آپ
(گاہ گاہ) گٹھے ہوئے نعلین مین نماز (بھی) پڑھ
لیتے (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور اُسوقت عرف مین
یہ خلاف ادب ہوگا) اور آپ نے چاندی کی انگشتری
بنوائی تھی اور اُس سے مُہر لگاتے تھے اور (التزام و دوام
کے ساتھ) پہنتے نہ تھے جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ نے
روایت کیا ہے اور حضرت انسؓ نے کہا کہ اُسکا نگین
حبشہ کا تھا۔ شروح بخاری مین مذکور ہے کہ ملک
حبشہ کا ایک پتھر تھا یا اُسکا رنگ حبشیون کا سا
(یعنی سیاہ) تھا اور وہ مُہرہ یمانی یا عقیق تھا اور
اُن سے یہ بھی روایت ہے کہ آپکی انگشتری چاندی کی
تھی اور اُسکا نگین اُسی کا تھا (میرے نزدیک نگین سے
مراد خانۂ نگین ہے یعنی نگین رکھنے کا حلقہ اور کسی چیز
سونے وغیرہ کا نہ تھا جیسا بعضے بنوالیتے ہین) اور
اُن ہی سے ایک روایت مین ہے گویا اُسکی سفیدی
(اور چمک) آپکے ہاتھ مین اسوقت میری نظر مین ہے
مین کہتا ہون کہ ان روایات کا اختلاف باعتبار
اختلاف حالات کے ہے خوب بصیرت حاصل
کرلو اور خلاف کو چھوڑ دو اور اُس انگشتری پر
یہ منقوش تھا محمد رسول اللہ اسطرح سے کہ محمد ایک
سطر اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر روایت
کیا اسکو حضرت انسؓ نے اور جب آپ بیت الخلا
مین جاتے تو انگشتری نکال دیتے۔

خَاتَمَهٗ وَکَانَ یَلْبَسُهٗ فِیْ یَمِیْنِهٖ صَحَّحَهُ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍؓ وَقَالَ اَنَسٌؓ وَجَابِرٌؓ وَابْنُ عَبَّاسٍؓ کَانَ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِهٖ وَکَانَ سَیْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَنَفِیًّا وَقَبِیْعَتُهٗ فِضَّةٌ وَلَبِسَ دِرْعَیْنِ یَوْمَ اُحُدٍ وَمِغْفَرًا یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ وَکَانَ اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهٗ بَیْنَ کَتِفَیْهِ وَثَبَتَ فِیْ کُتُبِ السِّیَرِ بِرِوَایَاتٍ صَحِیْحَةٍ اَنَّهٗ کَانَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُرْخِیْ عِلَاقَتَهٗ اَحْیَانًا بَیْنَ کَتِفَیْهِ وَاَحْیَانًا یَلْبَسُ الْعِمَامَةَ بِغَیْرِ عِلَاقَةٍ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهٗ کَانَ یَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحْتَ الْعِمَامَةِ وَیَلْبَسُ

اور اُسکو (جب پہنتے تو) داہنے ہاتھ مین پہنتے امام بخاری نے اپنی صحیح مین اسکو حضرت عبداللہؓ بن جعفر بن ابی طالب سے نقل کیا ہے اور حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آپ داہنے ہاتھ مین انگشتری پہنتے تھے اور آپ کی تلوار قبیلۂ بنی حنیفہ کی ساخت کی تھی اور اُسکی موٹھ کی گھنڈی (یعنی تلوار پکڑنے مین جس جگہ پر ہاتھ رہتا ہے اُسکے سرے پر جو روک ہوتی ہے وہ) چاندی کی تھی (چونکہ وہ ہاتھ سے جدا رہتی ہے اسلیے چاندی کی درست ہے) اور جنگ احد مین آپ دو زرہین اور فتح مکہ کے روز آہنی خود (یعنی آہنی کلاہ) پہنے ہوئے تھے اور آپ جب عمامہ باندھتے تھے تو اُسکو دونون شانون کے درمیان مین چھوڑ لیتے تھے اور کتب سیر مین بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ آپ کبھی شملہ دونون شانون کے درمیان چھوڑتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ کبھی کلاہ بدون عمامہ کے

اَلْعِمَامَةَ بِغَیْرِ الْقَلَانِسِ وَکَانَ لَہٗ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَکَانَ یَاْتَزِرُ اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْہِ وَرَخَّصَ اِلٰی اَسْفَلَ وَلٰکِنْ قَالَ لَاحَقَّ لِلْاِزَارِ فِی الْکَعْبَیْنِ وَاِذَا جَلَسَ اِحْتَبٰی بِیَدَیْہِ وَاسْتَلْقٰی فِی الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰی رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَاَیْتُہٗ مُتَّکِئًا عَلٰی وِسَادَةٍ عَلٰی یَسَارِہٖ وَرَاٰہُ اَنَسٌ وَعَلَیْہِ ثَوْبٌ قُطْرِیٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِہٖ فَصَلّٰی بِھِمْ وَعَنْہُ اِذَا اَکَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَہُ الثَّلٰثَ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ اَنَّہٗ قَالَ اَمَّا اَنَا فَلَا اٰکُلُ مُتَّکِئًا وَکَانَ یَاْکُلُ بِاَصَابِعِہِ الثَّلٰثِ وَیَلْعَقُھُنَّ وَکَانَ اَکْثَرُ خُبْزِہٖ خُبْزَ

اور کبھی عمامہ بدون کلاہ کے پہن لیتے اور آپکے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا اور آپ نصف ساق تک لنگی باندھتے تھے اور اجازت اِس سے نیچے بھی دی ہے مگر یہ فرما دیا ہے کہ ازار کا ٹخنون مین کچھ حق نہین (یعنی ٹخنے سے نہ لگنا چاہیے) اور آپ جب بیٹھتے تھے تو زانوؤن کے گرد ہاتھونکا حلقہ بنالیتے اور آپ مسجد مین ایک پاؤن دوسرے پاؤن پر رکھکر چت لیٹے ہین حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ مین نے آپ کو بائین کروٹ پر ایک تکیہ کا سہارا لگائے ہوئے بیٹھا دیکھا ہے اور حضرت انسؓ نے آپکو اس حالت مین دیکھا کہ آپ پر ایک کپڑا قطری تھا کہ اُسکو بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے پر ڈال رکھا تھا اور لوگون کو (اسی طرح) نماز پڑھائی (قطر ایک قریہ ہے بحرین کے علاقہ مین وہان سے چادرین آتی ہین کپڑا اونکا بوٹا ہوتا ہے) (وصل نوزدہم تتمہ وصل ہشتم وسیزدہم مین) اور اُن ہی سے روایت ہے کہ جب آپ کھانا کھاتے تھے تو اپنی تینون انگلیونکو چاٹ لیتے تھے ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین تو تکیہ لگا کر نہین کھاتا اور آپ تین انگلیون سے کھاتے تھے اور اُن کو (کھانے کے بعد) چاٹ لیتے تھے اور اکثر آپ کی غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔

ف اور چونکہ ایک روایت میں اسکو ... آیا ہے اسکو کسی خاص ... پر محمول کیا جاوے گا ۱۲ منہ

الشَّعِیْرِ وَمَا اَکَلَ عَلٰی خِوَانٍ قَطُّ وَلَا سُکُرُّجَۃٍ بَلْ عَلَی السُّفَرِ وَلَا خُبِزَ لَہٗ مُرَقَّقٌ وَعَنْ عَائِشَۃَ کَانَ یُحِبُّ الْخَلَّ وَالزَّیْتَ وَالْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ وَالدُّبَّاءَ وَاَکَلَ لَحْمَ الدَّجَاجِ وَالْحُبَارٰی وَالشَّاۃِ وَالْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَیُحِبُّ الثَّرِیْدَ وَیَاْکُلُ الْفُلْفُلَ وَالتَّوَابِلَ وَاَکَلَ الْبُسْرَ وَالرُّطَبَ وَالتَّمْرَ وَالسَّلَقَ وَالْحَیْسَ وَکَانَ یُعْجِبُہُ الثُّفْلُ یَعْنِیْ مَا بَقِیَ مِنَ الطَّعَامِ وَقَالَ بَرَکَۃُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَہٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَہٗ اَیْ غَسْلُ الْاَیْدِیْ اِطْلَاقًا لِلْکُلِّ عَلَی الْجُزْءِ کَذَا قَالُوْا وَکَانَ یَاْکُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ کَمَا رَوَاہُ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جَعْفَرٍ رض وَرَوَتْ عَائِشَۃُ رض اَنَّہٗ کَانَ یَاْکُلُ الْبِطِّیْخَ

اور آپ نے جَو کی (میز) پر کبھی کھانا نہیں کھایا اور نہ کبھی تشتری میں کھایا بلکہ دسترخوان پر کھاتے تھے اور کبھی آپ کے لیے چپاتی نہیں پکائی گئی۔ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ آپ سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیرین چیز کو اور شہد کو اور کدو کو پسند کرتے تھے اور آپ نے مرغ کا اور سرخاب کا اور بکری کا اور اونٹ کا اور گلے کا گوشت کھایا ہے اور آپ ثرید کو (یعنی شوربے میں توڑی ہوئی روٹی کو) پسند کرتے تھے اور آپ فلفل اور مصالح بھی کھاتے تھے اور آپ نے خرمائے نیم پختہ تازہ اور خرمائے خشک اور چقندر اور حیس (یعنی کھجور اور گھی اور پنیر کا مالیدہ) بھی کھایا ہے اور آپ کو کھرچن خوش معلوم ہوتی تھی اور آپ نے فرمایا ہے کہ برکت طعام کی اسمیں ہے کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھوئے اور کھانے کے بعد بھی دھوئے اور آپ ککڑی خرما کے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن جعفر نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ رض نے روایت کیا ہے کہ آپ تربوز خرما کے ساتھ کھاتے

بِالرُّطَبِ وَيَقُوْلُ يُكْسَرُ حَرُّ هٰذَا بِبَرْدِ هٰذَا وَكَانَ اَحَبَّ الشَّرَابِ اِلَيْهِ الْحُلْوُ الْبَارِدُ وَيَشْرَبُ النَّبِيْذَ وَاللَّبَنَ وَالْمَاءَ فِيْ قَدَحٍ كَانَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَشَبٍ غَلِيْظًا مُضَبَّبًا بِحَدِيْدٍ وَقَالَ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِيْ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شَرِبَ مَاءَ زَمْزَمَ قَائِمًا وَرَوٰى عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَاِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَيْنِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ ثَلَاثًا وَكَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ رَوَاهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ

اور فرماتے کہ اُسکی گرمی کا اسکی سردی سے تدارک ہوجاتا ہے اور پانی آپ کو وہ پسند تھا جو شیریں ہو سرد ہوا ور آپ خرما تر کرکے اُسکا زلال اور دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ مین پیا کرتے تھے جو لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اُسمین لوہے کے پتر لگے تھے اور آپنے یہ بھی فرمایا کہ دودھ کے سوا کوئی ایسی چیز نہین جو کھانے اور پینے دونون کا کام دے سکے اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آپنے زمزم کا پانی کھڑے ہوکر نوش فرمایا اور عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور اُنھون نے اپنے جد سے روایت کیا ہے کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے دونون طرح پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے اور جب آپ پانی پیتے تھے تو (درمیان مین) دو بار سانس لیتے تھے اور امام بخاریؒ نے اسی روایت مین اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ یا تین بار سانس لیتے تھے اور آپ جب اپنی خوابگاہ پر جاتے اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے رخسارے کے نیچے رکھتے روایت کیا اسکو براء بن عازبؓ نے

وَاِذَا نَامَ نَفَخَ رَوَاہُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَنْ عَائِشَۃَ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ یَنَامُ عَلَیْہِ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُہٗ لِیْفٌ وَقَالَتْ حَفْصَۃُ كَانَ فِرَاشُہٗ مِسْحًا نَثْنِیْہِ ثَنْیَتَیْنِ فَیَنَامُ عَلَیْہِ وَعَنْ اَنَسٍ كَانَ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَیَشْھَدُ الْجَنَازَۃَ وَیَرْكَبُ الْحِمَارَ وَیُجِیْبُ دَعْوَۃَ الْعَبْدِ وَكَانَ یَوْمَ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ عَلٰی حِمَارٍ مَخْطُوْمٍ بِحَبْلٍ مِّنْ لِیْفٍ عَلَیْہِ اِكَافٌ مِّنْ لِیْفٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْہُ كَانَ یَقْعُدُ عَلَی الْاَرْضِ وَیَحْلِبُ شَاتَہٗ وَیَقُوْلُ لَوْ دُعِیْتُ اِلٰی ذِرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَحَجَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَحْلٍ رَثٍّ

اور جب آپ سوتے تو آواز سے سوتے روایت کیا ابن عباسؓ نے اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بستر جسپر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اُسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور حضرت حفصہؓ نے کہا ہے کہ آپکا بستر ایک کمل تھا ہم اسکو دوہرا کردیا کرتے اور آپ اُسپر سویا کرتے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ مریضون کی عیادت فرماتے تھے اور جنازہ مین شریک ہوتے تھے اور درازگوش پر سوار ہوتے تھے اور غلام تک کی دعوت قبول کرلیتے تھے اور غزوۂ بنی قریظہ مین آپ ایک درازگوش پر سوار تھے جسکی لگام پوست خرما کی رسی کی تھی اور پوست خرما ہی کا بنا ہوا اُسکا پالان تھا اور اُن سے ایک روایت ہے کہ آپ زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر بکری کا دست کھلانے کے لیے میری دعوت کیجاوے تو منظور کرلون اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک پُرانے پالان پر حج کیا ہے۔

وَعَلَيْهِ قَطِيفَةٌ لَا تُسَاوِي أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا لَا رِيَاءَ فِيهِ وَلَا سُمْعَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَكَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلٰثُونَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ وَمَا لِي طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلَالٍ رَوَاهُ أَنَسٌ وَقَالَ لَمْ يَجْتَمِعْ عِنْدَهُ غَدَاءٌ وَلَا عَشَاءٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ إِلَّا عَلَى ضَفَفٍ وَعَنْهُ قَالَ آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشْفُ السِّتَارَةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَنَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ بَعْدَ مَا مَاتَ فَوَضَعَ

اور اُس پالان پر ایک کملی تھی جو چار درم (ایک روپیہ) کی بھی نہ تھی اُسپر یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ اِسکو ایسا حج (مبرور) بنائیے جسمین نمایش اور قصد شہرت نہ ہو اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور اُسپر عوض بھی دیتے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر (ایکبار) تیس رات دن اِس حالت مین گذرے ہین کہ میرے پاس کوئی کھانے کی چیز نہ تھی جسکو کوئی جاندار کھاسکے بجز اتنی مقدار قلیل کے جو بلال کی بغل مین آجاتا تھا۔ روایت کیا اسکو حضرت انسؓ نے اور حضرت انسؓ نے یہ بھی کہا کہ آپ کے پاس کبھی گوشت روٹی کی قسم سے صبح کا یا شام کا کھانا جمع نہین ہوا بجز اسکے کہ کھانے سے کھانے والے ہی زیادہ ہوے۔

(وصل ۳۷ آپکی وفات شریف مین)

او حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ آخری زیارت جو مجکو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہوئی وہ اسطرح کہ آپنے (مرض وفات مین) دوشنبہ کے دن پردہ اُٹھا کر دیکھا اُسوقت مین نے آپکا چہرۂ مبارک دیکھا جیسے قرآن مجید کا ورق (پاک صاف) ہوتا ہے اور حضرت ابو بکرؓ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا

فَمَهٗ بَیْنَ عَیْنَیْهِ وَوَضَعَ یَدَیْهِ عَلٰی سَاعِدَیْهِ وَقَالَ وَانَبِیَّاهُ وَصَفِیَّاهُ وَاخَلِیْلَاهُ وَرَوٰی سُفْیَانُ ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ فَمَکَثَ ذٰلِكَ الْیَوْمَ وَلَیْلَةَ الثَّلَاثَاءِ وَیَوْمَ الثَّلَاثَاءِ وَدُفِنَ مِنَ اللَّیْلِ یُسْمَعُ صَوْتُ الْمَسَاحِیْ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَدُفِنَ یَوْمَ الثَّلَاثَاءِ قَالَ اَبُوْعِیْسَی التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ اَقُوْلُ الصَّحِیْحُ اَنَّهٗ دُفِنَ لَیْلَةَ الْاَرْبِعَاءِ وَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَیْنِیْ

اپنا مُنھ تو آپ کے دونون آنکھون کے درمیان رکھا اور ہاتھون کو آپ کی کلائیون پر رکھا اور یہ الفاظ کہے ہائے نبی ہائے صفی ہائے خلیل اور سفیان بن عیینہ جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کے روز وفات فرمائی سو اُس دن اور سہ شنبہ کی شب اور سہ شنبہ کے دن آپ کے دفن مین (بوجہ غلبۂ غم وحیرت در بعضے امور وانتظام اجتماع مسلمین) توقف ہوا پھر شب کو آپ دفن کیے گئے کہ آخر شب مین پھاوڑون کی آواز مین کھودنے کی حالت مین سُنی جاتی تھی اور عبدالرحمٰن بن عوف رضہ نے کہا ہے کہ دوشنبہ کو وفات ہوئی اور شب سہ شنبہ مین دفن کیے گئے ابوعیسی ترمذی نے اس روایت کو غریب (یعنی منفرد) کہا ہے مین کہتا ہون کہ صحیح یہی ہے کہ آپ شب چہارشنبہ مین دفن ہوئے (**وصل بستیکم تتمہ وصل ہفتم مین**) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری آنکھین سوجاتی ہین

ولا ینام قلبی وانی ابیت یطعمنی
ربی ویسقینی وانی لا انسی ولکن
انسی وانی اری من خلفی کما
اری من امامی وانه کان
یقظان القلب دائما وفوت الفجر لیلۃ
التعریس لحکمۃ الٰہیۃ اقتضت
اظہار حکم القضاء علی امتہ قال
صلی اللہ علیہ وسلم انی لامزح
ولا اقول الا حقا فکان یمازح
المؤمنین احیانا لتطییب قلوبہم
کقولہ لاحملنک علی ابن الناقۃ
لاعرابی ولا یدخل الجنۃ عجوز
لامرأۃ وکان حبیبنا صلی اللہ
علیہ وسلم افضل الانبیاء وختم
المرسلین ومنتہی النبیین وعیسی
علیہ السلام یقتدی بہ فی الاحکام

اور میرا دل نہین سوتا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مین شب اس حالت مین
بسر کرتا ہون کہ میرا رب مجکو کھلا پلا دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے
کہ مجکو نسیان نہین ہوتا لیکن نسیان کرا دیا جاتا ہے (تاکہ
اُسکے متعلق احکام سنت قرار پاوین) اور یہ بھی فرمایا ہے کہ
مین اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہون جیسا اپنے آگے
سے دیکھتا ہون اور آپ ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے اور
(باوجود اس بیداردلی کے) آپ کی نماز فجر کا قضا ہوجانا
ایک حکمت الٰہی کے سبب سے تھا جو اس امر کو مقتضی ہوئی
کہ قضا کا حکم امت پر ظاہر ہوجاوے **(وصل بست ودوم آپکے مزاح مین)** اور آپنے یہ بھی فرمایا کہ مین خوش طبعی
تو کرتا ہون مگر اُسمین بھی) بات سچ ہی کہتا ہون سو آپ
مومنین سے انکا دل خوش کرنیکے لیے کبھی کبھی خوش طبعی بھی
فرمایا کرتے تھے جیسے آپنے ایک اعرابی سے (جسنے سواری کے
لیے جانور مانگا تھا) فرمایا تھا کہ مین تجکو اونٹنی کے بچہ پر
سوار کرونگا (وہ یہ سمجھا کہ تکلم کے وقت جو بچہ ہے اُسپر سوار
کرنا مراد ہے اسی لیے کہا کہ مین بچہ کو کیا کرونگا آپکے جواب سے
معلوم ہوگیا کہ باعتبار ماضی کے جو بچہ تھا وہ مراد ہے) اور جیسے
آپنے ایک (بڑھیا) عورت سے فرمایا تھا کہ جنت مین کوئی بڑھیا
نہ جائے گی (اور وہ جب گھبرائی تب آپکے جواب سے ظاہر
ہوگیا کہ مطلب یہ ہے کہ جانیکے وقت کوئی بڑھیا نہ رہے گی
سب جوان ہونگی) **(وصل بست وسوم تتمۂ وصل ہفتم وبست ودوم مین)** اور آپ افضل الانبیا
اور خاتم المرسلین اور منتہی النبیین تھے اور حضرت
عیسی علیہ السلام احکام شرعیہ مین آپ کی اقتدا کرینگے۔

وَاَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَاسٰی مِنَ الشَّدَائِدِ مَا یُقَاسِیْهِ الْاِنْسَانُ لِتَضَاعُفِ ثَوَابِهٖ وَتَصَاعُدِ دَرَجَاتِهٖ فَمَرِضَ وَاشْتَکٰی وَاَصَابَهُ الْحَرُّ وَالْقَرُّ وَاَدْرَکَهُ الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ وَلَحِقَهُ الْغَضَبُ وَالضَّجَرُ وَنَالَهُ الْاِعْیَاءُ وَالتَّعَبُ وَالضُّعْفُ وَالْکِبَرُ وَسَقَطَ فَجُحِشَ وَشَجَّهُ الْکُفَّارُ یَوْمَ اُحُدٍ وَاَدْمَوْا قَدَمَیْهِ فِی الطَّائِفِ وَسُقِیَ السَّمَّ وَسُحِرَ وَتَدَاوٰی وَاحْتَجَمَ وَتَنَشَّرَ وَتَعَوَّذَ وَقَضٰی نَحْبَهٗ وَلَحِقَ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی وَتَخَلَّصَ مِنْ دَارِ الْاِمْتِحَانِ وَالْبَلْوٰی وَلَقَدْ عَصَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنِ الْاَعْدَاءِ فِیْ مَوَاطِنَ کَثِیْرَةٍ حَتّٰی عَنْ بَدْرِ بْنِ قَمَّةَ یَوْمَ اُحُدٍ حِیْنَ رَمٰی بِحَجَرٍ فَشَجَّ

(وصل بست و چہارم آپ کے بعض عوارض بشریت کے ظہور اور اسکی حکمت میں) اور آپ کو بھی مثل دوسرے انسانون کے شدائد جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے تاکہ آپکا ثواب مضاعف ہو اور درجات بلند ہون پس آپ کو مرض بھی ہوا اور درد وغیرہ کی شکایت بھی ہوئی اور آپ کو گرمی اور سردی کا بھی اثر ہوا اور بھوک پیاس بھی لگی اور آپ کو (موقع پر) غصّہ اور انقباض بھی ہوا اور آپ کو ماندگی اور خستگی بھی ہوتی تھی اور کمزوری اور پیری بھی ہوئی اور سواری پر سے گر کر آپ کے خراش بھی ہو گیا اور جنگ اُحد کے دن کُفّار کے ہاتھ سے آپ کے چہرہ اور سر مین زخم بھی ہوا اور کفّار طائف نے آپ کے قدم مبارک کو خون آلود بھی کیا اور آپ کو زہر بھی کھلایا گیا اور آپ پر جادو بھی کیا گیا اور آپ نے دوا بھی کی پچھنے بھی لگوائے اور جھاڑ پھونک کا بھی استعمال کیا اور اپنا وقت پورا کر کے عالم بالا مین ملحق ہو گئے اور دار الامتحان والبلاء سے آزاد ہو گئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع مین دشمنون (کے قتل وہلاک کی تدبیر کرنے) سے محفوظ رکھا حتیٰ کہ یوم احد مین جب بدر بن قمہ نے آپ پر پتھر چلایا

وَجْنَتَهُ وَ دَخَلَتْ حَلْقَتَانِ مِنَ الْمِغْفَرِ فِيهَا وَاَخَذَ عَلَى اَبْصَارِ قُرَيْشٍ عِنْدَ خُرُوجِهِ اِلَى الثَّوْرِ وَاَمْسَكَ عَنْهُ سَيْفَ غَوْرَثَ وَحَجَرَ اَبِي جَهْلٍ وَفَرَسَ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ وَسِحْرَ لَبِيدِ بْنِ اَعْصَمَ وَسَمَّ يَهُودِيَّةٍ وَفِي الْعِصْمَةِ وَالْاَذِيَّةِ اِظْهَارٌ لِشَرَفِهِ وَاِيصَالُ ثَوَابِهِ وَكَيْلَا يَضِلَّ فِيهِ النَّاسُ بِاِظْهَارِ الْعَجَائِبِ وَالْمُعْجِزَاتِ كَمَا ضَلُّوا فِي عِيسَى وَعُزَيْرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَلِيَكُونَ تَسْلِيَةً لِاُمَّتِهِ فِي الْمَصَائِبِ فَهٰذِهِ الطَّوَارِئُ اِنَّمَا كَانَتْ عَلَى جَسَدِهِ الْمُطَهَّرِ الْبَشَرِيِّ لِمُشَاكَلَةِ النَّوْعِ وَاَمَّا قَلْبُهُ فَمُنَزَّهٌ مُقَدَّسٌ عَنِ التَّعَلُّقِ بِالْخَلْقِ مَشْغُولٌ بِمُشَاهَدَةِ الْحَقِّ فَاِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِاللّٰهِ وَلِلّٰهِ وَفِي اللّٰهِ

اور اُس سے آپکا رخسارہ مبارک زخمی ہوگیا اور خود آہنی کے دو حلقے رخسارہ مین گھس گئے اُسوقت آپکو اللہ تعالیٰ نے بچایا اور جب آپ جبل ثور کی طرف (پوشیدہ) تشریف لے گئے اُسوقت قریش کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور غورث (بن حارث) کی تلوار کو اور ابوجہل کے پتھر اور سراقہ بن مالک کے گھوڑے کو اور لبید بن اعصم کے سحر (کے اثر مقصود) کو اور (اسی طرح) یہودی عورت کے زہر (کے اثر مقصود) کو آپ سے دور رکھا اور (بلاکت سے) آپکے محفوظ رہنے مین اور (معمولی) تکلیف ہوجانے مین آپ کے شرف کا اظہار ہے (یہ حکمت تو محفوظ رہنے کی ہے) اور آپ کو ثواب دینا ہے (یہ حکمت تکلیف ہونے مین ہے) اور (نیز اسلیے بھی تکلیف ہوئی) تاکہ آپکے بارہ مین معجزات و عجائب کے ظاہر فرمانے کے سبب لوگ ضلالت مین نہ پڑجاوین یعنی اگر جسمانی تکلیف نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ پر الوہیت کا شبہہ ہوجاتا) جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت عزیر علیہ السلام کے بارہ مین اخاص عجائب کے سبب ضلالت مین پڑگئے) اور تاکہ مصائب مین آپ کی امت کے لیے تسلی کا سبب ہو (کہ جب سید الانبیا کو بھی تکالیف پہونچی ہین تو ہم کیا چیز ہین) (و بالجملہ) بجسم آپکی روح پر ان عوارض کے اثر نہ ہونے مین) اور یہ عوارض مذکورہ صرف آپکے عنصری جسد شریف پر بوجہ مشارکت نوعی کے طاری ہوتے رہا آپ کا قلب مبارک سو وہ تعلق بالخلق سے منزہ و مقدس اور مشاہدۂ حق مین مشغول تھا

وَمَعَ اللّٰہِ فِی کُلِّ لَحْظَۃٍ وَاٰنٍ حَتّٰی اَنَّ اَکْلَہٗ وَشُرْبَہٗ وَلُبْسَہٗ وَحَرْکَتَہٗ وَسُکُوْنَہٗ وَقَوْلَہٗ وَسُکُوْتَہٗ کُلَّہٗ کَانَ لِوَجْہِ اللّٰہِ وَبِاَمْرِ اللّٰہِ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ھٰذَا مُجْمَلُ مَا فِی الْمُطَوَّلَاتِ فَاحْفَظْہُ فَاِنَّہٗ لَا یَطَّلِعُ عَلَیْہِ اِلَّا الْعُلَمَاءُ الْمُحَقِّقُوْنَ بَعْدَ تَتَبُّعِ الْکُتُبِ وَالدَّفَاتِرِ الْکَثِیْرَۃِ وَاِنَّا قَدْ اَعْطَیْنَاکَ عُجَالَۃً نَافِعَۃً وَعُلَالَۃً رَائِعَۃً تَسْتَوْعِبُھَا فِی الْمُدَّۃِ الْیَسِیْرَۃِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَارِیْھَا وَکَاتِبِھَا وَسَامِعِھَا وَحَافِظِھَا وَرَاوِیْھَا وَمُؤَلِّفِھَا اٰمِیْنَ وَلْنَخْتِمْ بِعِدَّۃِ اَبْیَاتٍ ھِیَ تُحْفَۃٌ مُّرْسَلَۃٌ اِلٰی جَنَابِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

کیونکہ آپ ہر آن ہر لحظہ اللہ ہی کے ساتھ اللہ ہی کے واسطے اللہ ہی میں مستغرق اور اللہ ہی کی معیت میں تھے حتیٰ کہ آپ کا کھانا پینا پہننا حرکت سکون بولنا خاموش رہنا سب اللہ ہی کے واسطے اور اللہ ہی کے حکم سے تھا (چنانچہ ارشاد خداوندی ہے) اور آپ نفسانی خواہش سے کچھ نہیں بولتے یہ سب وحی ہی ہے جو آپ پر نازل کیجاتی ہے اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کے آل و اصحاب پر قیامت تک رحمت کاملہ نازل فرماتا رہے یہ (جو کچھ لکھا گیا) مطولات کا اجمالی مضمون ہے اسکو یاد رکھو کیونکہ اسپر بجز علمائے محققین کے اور وہ بھی کتب اور دفاتر کثیرہ کے تتبع کے بعد ہر شخص مطلع نہیں ہو سکتا اور ہم نے ایسا نافع فوری اور دلپسند سیری بخش مجموعہ تمکو دیدیا جسکو بہت قلیل مدت میں ضبط کر سکتے ہو اے اللہ اسکے پڑھنے والے کو اور لکھنے والے کو اور سننے والے کو اور یاد کرنے والے کو اور کسی کے سامنے نقل کرنیوالے کو اور تالیف کرنیوالے کو (اور ترجمہ کرنیوالے کو) بخش دیجیے آمین۔ اور ہم چند ابیات پر اسکو ختم کرتے ہیں جو آپکے دربار شریف میں بطور تحفہ کے (مبلغین صلوٰۃ وسلام کیواسطے سے) بھیجے جاتے ہیں یہ اشعار مولف کے ہیں

لِمُؤَلِّفِہٖ

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ	اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ
دستگیری کیجیے میرے نبیؐ	کشمکش مین تم ہی ہو میرے نبیؐ
لَیْسَ لِیْ مَلْجَأٌ سِوَاکَ اَغِثْ	مَسَّنِیَ الضُّرُّ سَیِّدِیْ سَنَدِیْ
جز تمھارے ہے کہان میری پناہ	فوج کلفت مجھپہ آ غالب ہوئی
غَشَّنِی الدَّھْرُ یَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ	کُنْ مُغِیْثًا فَاَنْتَ لِیْ مَدَدِیْ
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف	اے مرے مولا خبر لیجے مری
لَیْسَ لِیْ طَاعَۃٌ وَّلَا عَمَلٌ	بَیْدَ حُبِّیْکَ فَھُوَ لِیْ عَتَدِیْ
کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس	ہے مگر دل مین محبت آپ کی
یَا رَسُوْلَ الْاِلٰہِ بَابُکَ لِیْ	مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحَدِیْ
مین ہون بس اور آپ کا در یا رسول	ابر غم گھیرے نہ پھر مجکو کبھی
جُدْ بِلُقْیَاکَ فِی الْمَنَامِ وَکُنْ	سَاتِرَ الذُّنُوْبِ وَالْفَنَدِیْ
خواب مین چہرہ دکھا دیجے مجھے	اور مرے عیبون کو کر دیجے خفی
اَنْتَ عَافٍ اَبَرُّ خَلْقِ اللّٰہِ	وَمُقِیْلُ الْعِثَارِ وَاللَّدَدِیْ
درگذر کرنا خطاؤ عیب سے	سب سے بڑھکر ہے یہ خصلت آپ کی

رَحْمَةً لِّلْعِبَادِ قَاطِبَةً	بَلْ خُصُوْصًا لِكُلِّ ذِيْ اَوَدٍ
سب خلائق کے لیے رحمت ہین آپ	خاص کر جو ہین گنہگار و غوی
لَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرْبَ طَيْبَتِكُمْ	فَاَلْتَمْتُ النِّعَالَ ذَاكَ قَدِيْ
کاش ہو جاتا مدینہ کی مین خاک	نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی
فَاُصَلِّيْ عَلَيْكَ بِالتَّسْلِيْمِ	مُتْحِفًا عِنْدَ حَضْرَةِ الصَّمَدِ
آپ پہ ہون رحمتین بے انتہا	حضرتِ حق کی طرف سے والی
بِعِدَادِ الرِّمَالِ وَالْاَنْفَاسِ	وَالنَّبَاتِ الْكَثِيْرِ مُفْتَقِدٍ
جسقدر دنیا مین ہین ریت اور سانس	اور بھی ہے جسقدر روئید گی
وَعَلَى الْاٰلِ كُلِّهِمْ اَبَدًا	بَالِغًا عِنْدَ مُنْتَهَى الْاَمَدِ
اور تمھاری آل پر اصحاب پر	تابقاے عمر دارِ اُخروی

تمت الرسالة المسماة بشيم الحبيب في بلدة بهوپال سنه ۱۲۰۹ شهر ذي الحجه آخر السنة

یہ رسالہ مسمّٰی بہ شیم الحبیب شہر بھوپال ماہ ذی الحجہ آخر سال ۱۲۰۹ھ مین تمام ہوا اور ترجمہ اسکا مسمّٰی بہ نشر الطیب قصبہ تھانہ بھون ماہ رمضان عشرۂ اخیرہ ۱۳۲۰ھ مین تمام ہوا والحمد للہ

من الروض

فَانْظُرْ لِاَوْصَافِ خَيْرِ الْخَلْقِ فِيْ مِدَحِيْ	كَاَنَّهَا الْوَشْيُ اِذْ تُزْهٰى بِهِ الْحِبَرُ

تم خیر الخلق کے اوصاف کو میرے مدائح مین دیکھو گویا وہ نقش و نگار ہین جبکہ اُس سے دھاری دار کپڑا فخر کرتا ہے (یعنی جسطرح اُس کپڑے کی زینت نقش و نگار سے ہوتی ہے اسی طرح کلام مدحی کی زینت آپکے اوصاف سے ہے)

بَرٌّ رَؤُفٌ رَحِیْمٌ زَانَہٗ خُلُقٌ ۔۔۔ مِثْلُ النَّسِیْمِ فَلَا فَظٌّ وَّلَا ضَجِرُ

آپ محسن ہیں شفیق ہیں رحیم ہیں زینت دی ہے آپکو ایسے خلاق نے جو کہ مثل باد بہاری کے (مفرح) ہیں آپ درشت خو ہیں نہ تنگ دل تھے

یُلْفٰی اَشَدَّ حَیَاءً مِّنْ مُّخَدَّرَۃٍ ۔۔۔ عَذْرَاءَ فِیْ خِدْرِھَا قَدْ زَانَھَا الْخَفَرُ

آپ حیا میں اس پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ پائے جاتے ہیں جو اپنے پردہ میں رہتی ہو اسکو حیا نے زینت دی ہو

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ اَخْلَاقًا وَّمُعْجِزَۃً ۔۔۔ وَرُتْبَۃً فَلَہُ التَّقْدِیْمُ اِنْ حَضَرُوْا

تمام انبیاء علیہم السلام سے اخلاق اور معجزہ اور رتبہ میں فائق ہو گئے ہیں تو اگر سب موجود ہوں تو حق تقدیم آپ ہی کے لیے ہو

مُکَمَّلُ الْخَلْقِ لَا خَلْقٌ یُّشَابِہُہٗ ۔۔۔ لَہُ اعْتِدَالٌ فَلَا طُوْلٌ وَّلَا قِصَرُ

آپ صورت جسمانیہ میں بھی مکمل ہیں کہ کوئی خلق آپ کے مشابہ نہیں آپ میں اعتدال تھا نہ طول تھا نہ کوتاہ قامتی تھی

مُشْرَبٌ لَوْنُہُ الْمُبْیَضُّ مَنْظَرُہٗ ۔۔۔ بِحُمْرَۃٍ وَّمُحَیَّاہُ ھُوَ الْقَمَرُ

آپ کے سفید منظر رنگ میں سرخی دمکتی تھی اور آپ کا چہرہ (مثل) چاند کے تھا

صَلْتُ الْجَبِیْنِ اَزَجُّ الْحَاجِبَیْنِ کَحِیْلُ الْعَیْنِ مِنْ حُسْنِہٖ لَا یَشْبَعُ النَّظَرُ

آپ کشادہ پیشانی تھے اور باریک ابرو سرمگین چشم کہ آپ کے حسن سے نگاہ سیر نہ ہوتی تھی

اَسِیْلُ خَدٍّ مَّلِیْحُ الثَّغْرِ بَاسِمُہٗ ۔۔۔ مُفَلَّجٌ اَبْیَضُ الْاَسْنَانِ مَا الدُّرَرُ

سبک رخسار تھے خوشنما و خندان دندان تھے دانتوں کے درمیان رخنے تھے اور وہ دانت روشن تھے انکے روبرو موتی کی کیا حقیقت تھی

اَقْنٰی اَشَمُّ طَوِیْلُ الْجِیْدِ مُشْرِقُہٗ ۔۔۔ مِثْلُ اللُّجَیْنِ الْمُصَفّٰی مَا بِہٖ عَکَرُ

بلند بینی اور باریک بینی دراز گردن اور روشن گردن اس چاندی کے مثل تھی جو صاف کی ہوئی ہو جس میں میل نہ رہا ہو

ذُو لِحْيَةٍ كَثَّةٍ زَانَتْ مَحَاسِنَهُ ‌ كَمَا يَزِيْنُ عُيُوْنَ الْغَادَةِ الْحَوَرُ

گنجان ڈاڑھی والے تھے جس نے آپ کے حسن کو اور زینت دی جیسا نازک اندام عورت کی آنکھوں کو آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کی تیزی زینت دیتی

وَلِمَّةٌ تَبْلُغُ الْاُذُنَيْنِ عَاطِرَةٌ ‌ كَالْمِسْكِ لَوْنًا وَعَرْفًا حِيْنَ يَنْتَشِرُ

سر پر بال گھنے تھے جو کانوں تک پہنچتے تھے اور معطر تھے مثل مشک کے رنگ میں اور خوشبو میں جب وہ خوشبو پھیلتی تھی

ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ رَحْبُ الصَّدْرِ وَاسِعَةٌ ‌ تُرٰى بِهٖ شَعَرَاتٌ خَطَّهَا الْقَدَرُ

آپکے جوڑ بند بڑے تھے اور سینہ فراخ اور واسع تھا اُسپر چند بال نظر آتے تھے جنکو قدرت الٰہیہ نے خط کے طور پر بنایا تھا

شَثْنُ الْاَكُفِّ خَمِيْصُ الْبَطْنِ ذُوْ عُكَنٍ ‌ مَطْوِيَّةٍ طَالَ مَا يُطْوٰى بِهَا الْحَجَرُ

آپکی ہتھیلیاں پر گوشت تھیں اور شکم پتلا اور خالی تھا اسمیں گرسنگی سے شکن پڑی رہتی تھی اور اکثر اوقات اُس سے پتھر باندھا جاتا تھا

عَبْلُ الذِّرَاعَيْنِ وَالسَّاقَيْنِ مُمْتَلِئٌ ‌ اِزَارُهٗ لِنِصْفِ السَّاقِ يَتَّزِرُ

دونوں دست اور ساقیں پُر تھے اور بدن کے پُر گوشت ہونے سے تہمد پُر رہتا تھا اور آپ نصف ساق تک تہمد باندھتے تھے

سَجِيَّةٌ عِنْدَمَا يَمْشِيْ تَمَايُلُهٗ ‌ تَخَالُ عَنْ صَبَبٍ اِنْ سَارَ يَنْحَدِرُ

آپکی عادت چلنے کے وقت جھکاؤ کے ساتھ چلنے کی تھی یہ خیال ہوتا تھا کہ گویا چلنے کے وقت کسی نشیب کی طرف اُتر رہے ہیں

يَفُوْحُ مِنْ عَرَقٍ مِثْلِ الْجُمَانِ لَهٗ ‌ شَذًا تَظَلُّ الْغَوَانِيْ مِنْهُ تَعْتَطِرُ

آپکے پسینہ میں جو کہ چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھا خوشبوئے مشک مہکتی تھی کہ حسین عورتیں اُسکو بجائے عطر لگاتی تھیں

قَضٰى وَلَمْ يَكُ يَوْمًا مَرَّةً شَبِعًا ‌ مِنَ الشَّعِيْرِ وَكَانَتْ فُرُشُهُ الْحُصُرُ

آپنے عمر ختم کر دی اور ایک دن بھی جو سے شکم سیر ہونیکا موقع آپنے نہ پایا اور آپ کا فرش چٹائی کا تھا

هٰذَا وَقَدْ مَلَكَ الدُّنْيَا بِأَجْمَعِهَا ❊ فَرَدَّهُ الزُّهْدُ عَنْهَا وَهُوَ مُقْتَدِرُ

یہ کیفیت اس حالت میں تھی کہ آپ تمام دنیا کے مالک ہو چکے تھے (یعنی وسیع سلطنت قبضہ میں تھی) پس آپکو اس دنیا سے زہد نے ہٹا دیا باوجودیکہ آپ قادر تھے

فَالثَّوْبُ يَرْقَعُهُ وَالشَّاةُ يَحْلُبُهَا ❊ وَمَا رَأَى لِأَخِي الْإِعْدَامِ يَحْتَقِرُ

آپ کپڑے کو پیوند لگا لیتے تھے اور بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور صاحب افلاس کو کبھی آپنے حقیر نہیں سمجھا

وَالْبَيْتَ يَكْنُسُهُ وَالنَّعْلَ يَخْصِفُهَا ❊ وَإِنْ دُعِيَ أَسْعَفَ الدَّاعِيَ وَلَا يَذَرُ

اور گھر میں جھاڑو دیلیتے تھے اور (اپنا) جوتا گانٹھ لیتے تھے اور اگر کوئی آپکی دعوت کرتا تو منظور فرما لیتے تھے اور پہلو تہی نہیں فرماتے تھے

كَانَ الْبُرَاقُ لَهُ وَالْخَيْلُ يَرْكَبُهَا ❊ وَالْإِبْلُ أَيْضًا كَذَاكَ الْبَغْلُ وَالْحُمُرُ

آپکے لیے براق تھا اور گھوڑے تھے کہ اُن پر آپ سوار ہوتے تھے اور شتر پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی

مَا عَابَ قَطُّ طَعَامًا أَحْضَرُوهُ لَهُ ❊ وَلَا لِسَائِلِهِ الْمُحْتَاجِ يَنْتَهِرُ

کسی کھانے میں آپنے عیب نہیں نکالا جو کچھ آپکے سامنے لے آئے اور نہ کسی لپٹنے والے سائل کو آپ جھڑکتے تھے

يَعْفُو وَيَصْفَحُ عَنْ جَانٍ جَنَى كَرَمًا ❊ وَيَقْبَلُ الْعُذْرَ مِمَّنْ جَاءَ يَعْتَذِرُ

آپ اپنے کرم سے خطاوار کی خطا کو معاف فرما دیتے اور درگذر فرماتے اور جو کوئی عذر کرتا ہوا آتا آپ اسکا عذر قبول فرماتے

وَلَيْسَ يَغْضَبُ إِلَّا أَنْ تُرَى حُرَمٌ ❊ لِلّٰهِ مَنْهُوكَةً أَوْ هُتِكَتْ سُتُرُ

اور آپ غصہ نکرتے تھے مگر (دو حال میں) یا تو اللہ تعالیٰ کی ممنوع کی ہوئی چیزیں ارتکاب میں آتی ہوئی نظر آتیں (اور) یا کسی کی پردہ دری کیجاتی

مَا أَمَّهُ سَائِلٌ يَرْجُوهُ نَائِلَهُ ❊ إِلَّا انْثَنَى وَهُوَ مُثْرِي الْكَفِّ مُشْتَهِرُ

آپکے پاس کوئی ایسا سائل نہیں آیا جو آپکے دست مبارک کی عطا کی امید رکھتا ہو مگر وہ ایسی حالت میں واپس گیا کہ اسکے ہاتھ میں ثروت ہوتی اور وہ ثروت میں مشہور ہوتا (یعنی اسلیے کہ خوب دیتے تھے جس سے اسکی ثروت ظاہر ہو جاتی) ۱۲ منہ

فصل ۲۱

فصل بائیسوین آپ کے بعض معجزات مین- اگر نظر صحیح سے کام لیا جاوے تو آپ کے
معجزات ضبط و احصار سے متجاوز ہین کیونکہ آپ کا ہر قول ہر فعل ہر حال باعتبار
تضمن حکم و مصالح و اسرار کے خارق عادت ہے اور ظاہر ہے کہ اقوال و افعال
و احوال کے تمام جزئیات کا حصر عادۃً نہ ممکن ہے اور نہ واقع ہوا اور ان حکمتون کا
علم تفصیلاً عرفاء و حکماء الہی کے صدور و قلوب مین القا ہوتا ہے اور اجمالاً
کتب اسرار شریعت مین مثل تصنیفات امام غزالیؒ و امام شعرانی و شاہ ولی اللہ و
حسین جسر رحمہم اللہ تعالی جستہ جستہ پائے جاتے ہین تو اس بنا پر آپ کے معجزات
فوق الحد و العد ہوئے لیکن چونکہ اسکا ادراک عوام کا حصہ نہین ہے اسلیے اس سے
قطع نظر کر کے اگر اُن ہی خوارق پر اکتفا کیا جاوے جو نظر ظاہر و عامی مین بھی خارق
ہین وہ بھی دس ہزار سے کم نہین چنانچہ سات ہزار سات سو معجزہ پر تو صرف
قرآن مجید اپنی بلاغت کے اعتبار سے قطع نظر اُسکے اخبار عن المغیبات سے مشتمل
ہی تقریر اُسکی جیسا کہ قاضی عیاضؒ نے فرمایا ہے یہ ہے کہ کلام اللہ مین جسقدر کلام
کہ برابر سورۂ انا اعطینا کے ہے معجزہ ہے اور سورۂ انا اعطینا مین دس کلمے
ہین اور سارے کلام اللہ مین کچھ اوپر ستتر ہزار کلمے ہین سو جب ستتر ہزار کو دس پر
تقسیم کرین سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہین پس کلام اللہ مین سات ہزار
سات سو معجزے ہین اور اگر اسکی پیشگوئیون کو لیا جاوے جن مین سے تیرہ
الکلام المبین مین جمع کی ہین اور نیز ستتر ہزار سے جسقدر بیشی ہے اُسکو بھی دس پر
تقسیم کر کے حاصل قسمت کو ملا لیا جاوے تو اس عدد مین اور اضافہ ہوتا ہے یہ تو قرآن مجید
کے معجزات ہوئے اور محدثینؒ و اہل سیر نے جو معجزات آپ کے موافق

اپنے علم کے لکھے ہین وہ بقول محدثین تین ہزار ہین جن مین سے ایک ہزار معجزے امام سیوطی رحنے خصائص کبریٰ مین نقل کیے ہین اور تین سو سے زائد الکلام المبین مین مذکور ہین تو اس حساب سے دس ہزار سے زائد ہوتے ہین اگر خصائص کبریٰ دستیاب نہو یا عربی نہ جاننے والون کی سمجھ مین نہ آوے تو کتاب الکلام المبین کا بھی مطالعہ اس باب مین کافی وموجب تقویت ایمان ہے اس کتاب مین اوّل ایک تقریر بطور تمہید کے لکھی ہے جسمین آپکے معجزات کا عالم کے تمام اقسام سے متعلق ہونا بیان کیا ہے پھر اُسکے اثبات کے لیے ہر قسم کے معجزات کو جدا جدا ذکر کیا ہے چونکہ یہ میرا رسالہ بہت مختصر ہے اسلیے اِسمین صرف اُس تقریر کو بوجہ اُسکے دلپذیر و دلچسپ ہونیکے نقل کرکے تمام اقسام کے معجزات مین سے دو دو سے چار تک پر اقتصار کرتا ہون وہ تقریر ملخصًا یہ ہے قال اللہ تعالیٰ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین یعنی نہین بھیجا ہمنے تمکو اے محمدؐ مگر رحمت واسطے تمام عالمونکے صحیح مسلم مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ قیامت تب آویگی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہیگا (اور ظاہر ہے کہ اللہ اللہ کہنے والے آپ ہی کی رسالت کے ماننے والے ہین) پس رسالت آپکی باعث بقا و امن سب عالمون کا ہے اور نہ صرف نوع انسان بلکہ سب اقسام عالم کے آپ کی رسالت سے نفع یاب ہین اور اسی لیے اللہ جل جلالہ نے آپ کو جمیع اقسام عالم مین معجزات عنایت فرمائے (اور معجزہ چونکہ دلیل ثبوت نبوت سے اور دلیل شاہد ہوتی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ تمام اقسام عالم باعتبار تعلّق معجزات کے آپ کی نبوت پر دلالت کرنے والے اور شہادت دینے والے ہین پس آپ کی شان کیسی عظیم ہے کہ جسطرح توحید پر تمام عالم گواہ ہے اسی طرح

آپ کی رسالت پر تمام عالم گواہ ہے) چنانچہ بیان اُسکا یہ ہے کہ عالم دو قسم ہے
عالم معانی اور عالم اعیان عالم معانی عبارت ہے اُن چیزون سے کہ دوسری
چیز مین ہوکے پائے جاتے ہین بذات خود قائم نہین اور اُنھین عرض بھی کہتے ہین
جیسے کلام اور علم اور رنگ اور بو اور عالم اعیان عبارت ہے اُن چیزون سے
جو بذات خود قائم ہین اور اُنھین جوہر بھی کہتے ہین جیسے زمین آسمان آدمی
درخت پھر عالم اعیان دو قسم ہے عالم ذوی العقول یعنی وہ لوگ جو عقل رکھتے ہین
جیسے انسان اور جن اور عالم غیر ذوی العقول یعنی وہ جو عقل نہین رکھتے جیسے
جمادات وحیوانات عالم ذوی العقول تین قسم ہے عالم ملائکہ اور عالم انسان
اور عالم جنات اور عالم غیر ذوی العقول یا علوی ہے یعنی آسمان اور ستارے
یا سفلی یعنی وہ اجسام جو آسمان کے تلے ہین اور عالم سفلی دو قسم ہے عالم بسائط
اور عالم مرکبات عالم بسائط عبارت ہے عناصر اربعہ یعنی آب و آتش و باد و خاک سے
اور عالم مرکبات تین قسم ہے جمادات و نباتات و حیوانات اور انھین موالید ثلاثہ

ف بدلالت اضطراریہ تو سب اور بشہادت اختیاریہ بجز عصاۃ کے جیسا کہ توحید کے باب مین ارشاد حق ہے سورۂ حج مین
الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السمٰوات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر
والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب اور رسالت کے باب مین وہ ارشاد نبوی ہے جو آگے
متن مین معجزات کے سلسلہ مین عالم حیوانات کے بیان مین اول حدیث ہے جسمین تصریح ہے کہ جتنی چیزین آسمان
زمین مین ہین سب جانتی ہین کہ مین رسول خدا ہون سوا نافرمان جن اور انس کے اُس حدیث کے اصل الفاظ
یہ ہین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین السماء والارض الا یعلم انی رسول اللہ
الا عاصی الجن والانس رواہ احمد والدارمی عن جابر کذا فی الرحمۃ المھداۃ پس اُس
آیت کا جو حاصل توحید کے باب مین ہے بالکل اُسی کے مطابق اس حدیث کا حاصل رسالت کے باب مین ہے ۱۲ منہ

کہتے ہین پس اقسام تفصیلی عالم کے نو ہوے (عالم معانی ملائکہ انسان جن عالم علوی افلاک و کواکب بسائط یعنی عناصر جمادات نباتات حیوانات اور یہ عاجز مرکبات کی اسطرح تقسیم کرتا ہے ایک وہ جسمین ایسا مزاج ہو کہ مرکب کی ترکیب کو چندے محفوظ رکھ سکے ایک وہ جو محفوظ نہ رکھ سکے ثانی کو کائنات الجو کہتے ہین جیسے سحاب وغیرہ اور اول کی وہی تین قسم ہین جو موالید ثلثہ کہلاتی ہین پس اسطرح سے کل اقسام دس ہوئے نو وہ جو مذکور ہوئے دسوین کائنات الجو) اور ہر قسم مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ظاہر ہوے ہین اسکے بعد نو باب لائے ہین اور ہر باب مین معجزات کثیرہ ذکر کیے ہین احقر نے ہر باب مین سے دو سے چار تک معجزات لے لیے ہین جسکو ترتیب اقسام نقل کرتا ہون عالم معانی ۱ قرآن مجید باعتبار اپنی بلاغت و اخبار عن المغیبات کے ۲ وہ خبرین جو آپنے قبل الوقوع بیان فرمائین جیسے صحیحین مین حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک وعظ مین جتنے امور قیام قیامت تک ہونیوالے تھے سب بیان فرمائے جسنے یاد رکھا اُسے یاد رہا اور بھول گیا جو بھول گئے اور میرے ان اصحاب کو اُس بیان کی خبر ہے اور بعض شے اُسمین سے ہوتی ہے کہ مین اُسے بھول گیا تھا پھر مین جب دیکھتا ہون اُسے تب مجھے یاد آجاتی ہے یعنی بعد وقوع خبر کے پہچان جاتا ہون کہ یہ وہی بات ہے جسکی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی جسطرح سے کہ کسی شخص کی صورت آدمی کو یاد ہوا اور وہ شخص غائب ہوجاوے پھر جب اُسے دیکھتا ہی پہچان جاتا ہے اھ ۳ وہ واقعات حالی جو آپنے بے دیکھے

---

۱ کہین کہین لفظی تغیر کا یا کہین دوسری کتاب سے نقل کا بھی بضرورت اتفاق ہوا ہے ۱۲ منہ
۲ اور اس ترتیب مین کائنات الجو کو بعد بسائط کے ذکر کیا جاوے گا ۱۲ منہ

بیان فرمادے جیسے بخاریؒ نے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ موتہ کے قصہ مین) خبر شہادت زیدؓ اور
جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی لوگون کو سُنا دی قبل اسکے کہ خبر آوے اور آپنے
فرمایا کہ نشان لیا زیدؓ نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا جعفرؓ نے پس شہید ہوا پھر
نشان لیا ابن رواحہؓ نے پس شہید ہوا اور آپ کی آنکھون سے آنسو جاری تھے
اور فرمایا آپنے کہ آخر کو ایک خدا کی تلوار (یعنی حضرت خالدؓ) نے نشان لیا اور
فتح حاصل ہوئی (پھر اسی کے مطابق خبر آئی) عالم ملائکہ ع۴ صحیح مسلم مین حضرت
ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ روز بدر ایک شخص مسلمانون مین سے پیچھے ایک
شخص کے مشرکون مین سے دوڑتا تھا کہ ناگاہ اُسنے ایک کوڑے مارنے کی آواز
سُنی اور ایک سوار کی کہ اُسنے کہا بڑھ اے حیزوم سُو کیا دیکھتا ہے کہ وہ مشرک
آگے اُسکے چت پڑا ہے اور ناک اُسکی ٹوٹ گئی ہے اور مُنھ پھٹ گیا ہے کوڑے
کی مار سے۔ اور یہ سب جگہ سبز ہو گئی ہے وہ شخص مسلمان انصاری تھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اُسنے اِس واقعہ کو بیان کیا آپنے فرمایا کہ تو سچ
کہتا ہے یہ آسمان سوم کی مدد مین کا فرشتہ تھا **ف** حیزوم فرشتہ کے گھوڑے کا
نام ہے **ف** اللہ تعالےٰ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے
اکثر غزوات مین فرشتون کو بھیجا چنانچہ بدر مین اور اُحد مین اور حُنین مین فرشتون
نے مدد کی **ع۵** بیہقی نے دلائل النبوۃ مین اور ابن سعد نے طبقات مین عمار
بن یاسرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہؓ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام کو اُنکی اصلی صورت پر دکھا دیجیے

آپ نے فرمایا کہ تم دیکھ نہ سکو گے اُنھون نے کہا آپ دکھا دیجیے آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ
وہ بیٹھ گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ پر اُترے آپ نے حضرت حمزہؓ سے
فرمایا کہ نگاہ اُٹھاؤ اُنھون نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جسم
مانند زبرجد اخضر یعنی زمرد سبز چمکتے ہوئے کے تھا سو غش کھا کر گر گئے۔ عالم انسان
۱۶ ظہور ہدایت جیسے صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اُنھون نے
کہا کہ مین اپنی مان کو اسلام کی طرف دعوت کرتا تھا اور وہ مشرکہ تھی ایک دن مین نے
اُس سے اسلام کے لیے کہا اُسنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین کلمہ
بے ادبی کہا مجھے ناگوار ہوا اور مین روتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین
آیا اور مین نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم دعا فرمائیے کہ خدا ے تعالی میری
مان کو ہدایت کرے آپ نے فرمایا اللھم اھدِ اُم ابی ھریرۃ یا اللہ ہدایت کر ابوہریرہ
کی مان کو مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سُنکر خوش ہوتا ہوا اپنے گھر آیا دیکھا دروازہ
بند ہے اور میری مان نے میرے پانون کی آواز سُنکر کہا کہ وہین ٹھیرو اے ابوہریرہ
اور مین نے پانی کی آواز سُنی سو میری مان نے نہا کے اور کپڑے پہن کے دروازہ
کھولا اور کہا اے ابوہریرہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ
و رسولہٗ مین خوش ہو کر شدت خوشی سے روتا ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور مین آیا اور اپنی مان کے اسلام کی خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حمد الٰہی
بجا لائے ۱۷ ظہور برکت جیسے بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے حنظلہ بن حذیم کے سر پر ہاتھ رکھا اور اُنکے حق مین دعاے
برکت کی سو یہ حال ہو گیا کہ کسی آدمی کے منھ مین ورم ہوتا یا کسی بکری کے تھن مین ورم ہوتا

اور وہ ورم والا محل ورم کو حنظلہ کے سر مین موضع مس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر لگا دیتا تو صاف ورم جاتا رہتا ۸ شفاے مرضیٰ جیسے بیہقی اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبیب بن فُدیک کے باپ کی آنکھون مین پُھلی پڑ گئی اور بالکل اندھے ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی آنکھون پر دم کیا اُسی وقت اُنکی آنکھین اچھی ہو گئین راوی کہتا ہے کہ مین نے اُنھین اسّی برس کی عمر مین سوئی مین ڈورا ڈالتے دیکھا ۹ قہر بے ادبان جیسے مسلمؒ نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائین ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا آپنے فرمایا سیدھے ہاتھ سے کھا اُسنے کہا کہ مین سیدھے ہاتھ سے کھا نہین سکتا حالانکہ ہاتھ اُسکا اچھا تھا یہ بات اُسنے غلط بیانی سے براہ استنکاف کہی تھی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکیگا اُسکا ایسا ہی حال ہو گیا کہ سیدھا ہاتھ اُسکا کام سے جاتا رہا مُنھ تک نہین پہونچ سکتا تھا ۱۰ عالم جن ۱۰ خطیبؒ نے جابر بن عبد اللہ سے ایک حدیث طویل مین روایت کی ہے کہ وہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر مین تھے راہ مین ایک گانوٗن مین پہونچے اُس گانوٗن کے آدمی خبر آپ کی آمد کی سُنکر باہر گانوٗن کے منتظر تھے جب آپ وہان پہونچے تو اُنھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِس گانوٗن مین ایک عورت نوجوان ہے اُسپر ایک جن عاشق ہوا ہے اور اُسپر آچڑھا ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے قریب ہے کہ ہلاک ہو جاوے جابرؓ کہتے ہین کہ مین نے اُس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بلا کر فرمایا کہ اے جن

تو جانتا ہے کہ مین کون ہون محمدؐ رسول خدا ہون اس عورت کو چھوڑ دے اور چلا جا آپکے یہ فرماتے ہی وہ عورت ہشیار ہو گئی اور نقاب مُنھ پر کھینچ لیا اور مردون سے شرم کرنے لگی اور بالکل صحیح ہو گئی ۱۱۱ ترمذیؒ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ انکے ایک بخاری مین خرما بھرے تھے سُو ایک جنیّہ آکر اُسمین سے نکال لیجاتی اُنھون نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اُسکی شکایت کی آپنے فرمایا جاؤ اور ابکی جب اسکو دیکھو تو یون کہنا بسم اللہ اجیبی رسول اللہ یعنی اللہ کا نام لیکر کہتا ہون کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر چل سُو اُنھون نے اُسکو پکڑ لیا پھر اُسکے قسم کھانے پر کہ اب آؤنگی چھوڑ دیا تھا الی آخر الحدیث **ف** یہ آپ کا معجزہ ہے کہ باوجود اُسکے مومن نہ ہونیکے محض آپکے نام کی برکت سے گرفتار ہو گئی عالم علوی افلاک و کواکب ۱۲ و ۱۳ چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا کواکب کے متعلق اور معراج مین سمٰوات کو طے کرنا افلاک کے متعلق صحیح اور عظیم معجزے ہین عالم بسائط یعنی عناصر ۱۱۴ متعلق خاک جیسے صحیحین مین حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ ہمارا پیچھا کیا (یعنی سفر ہجرت مین) سراقہ بن مالک نے سو مین نے اُسے دیکھکر کہا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمین ایک شخص نے آلیا آپنے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا یعنی غم مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر آپنے سراقہ کے لیے بددعا کی سو اُسکا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین مین گھس گیا اور اُسنے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونون صاحبون نے میرے لیے بددعا کی ہے اب دعا کرو کہ مین نجات پاؤن اور مین قسم کھاتا ہون کہ تمھارے طلب کرنیوالونکو

---

۵ یہ خود ترمذی سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ

مین پھیر دونگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی نجات کے لیے دعا کی سو اُس نے
نجات پائی اور پھر گیا اور جو کوئی اُسے ملتا تھا اُسے پھیر دیتا تھا اور کہدیتا تھا
کہ ادھر کوئی نہین ہے اھ ف ۱۵ متعلق آب جیسے صحیحین مین جابرؓ سے روایت ہے
کہ حدیبیہ مین لوگ پیاسے ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
ایک لوٹا تھا کہ اُس سے آپنے وضو کیا سب لوگون نے عرض کیا کہ ہمارے لشکر مین
نہ پینے کے لیے پانی ہے نہ وضو کے لیے مگر اُسی قدر کہ آپکے اِس لوٹے مین ہے
(کیونکہ چاہ حدیبیہ مین بوجہ قلت پانی کے ایک قطرہ نہ رہا تھا سب کھینچ لیا تھا
رواہ البخاری) پس آپنے اپنے دست مبارک کو لوٹے مین رکھا اور پانی آپ کی
اُنگلیون سے جوش مارنے لگا سو ہم سب آدمیون نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت
جابرؓ سے پوچھا گیا کہ تم سب کتنے آدمی تھے انھون نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو کفایت
کرجاتا (یعنی پانی اتنا کثیر تھا مگر) ہم پندرہ سو آدمی تھے ف ۱۶ متعلق آتش جیسے
صحیحین مین حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایام غزوۂ خندق مین انھون نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے لیے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ایک
صاع (یعنی تین سیر سے کچھ زائد) جَو کا آٹا تیار کیا اور حضورؐ مین آکے چپکے سے
اسکی اطلاع کی اور عرض کیا کہ آپ مع چند آدمیون کے تشریف لیچلیے آپنے تمام
اہل خندق کو کہ ایک ہزار تھے پکار کر جمع کرلیا اور ساتھ لیچلے اور جابرؓ سے فرمایا
کہ ہانڈی مت اُتاریو اور آٹے کو مت پکائیو جب تک مین نہ آؤن بعد اِسکے
آپ تشریف لائے اور آب دہن مبارک گوندھے ہوے آٹے مین اور ہانڈی
مین ڈالا اور دعاے برکت کی اور آپنے فرمایا کہ ایک پکانے والی اور بلوا لو اور شوربا

نکال نکال کے ہانڈی مین سے دو اُسے چولھے پر سے اُتارو نہین جابرؓ کہتے ہین
کہ ہزار آدمی تھے قسم ہے خدا کی سبھون نے کھایا اور ہماری ہانڈی ویسی ہی
جوش مین رہی اور آٹا اُتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا **ف** اس سے عالم آتش مین
بھی ایک امر خارق ظاہر ہوا کہ آگ کا اثر شوربے مین کہ کم کر دینا ہے واقع نہین
ہوا (بلکہ بالعکس وہ افزونی کا سبب بن گئی جیسا چولھے پر سے اُتارنے کی
ممانعت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس افزونی مین آگ کو بھی دخل ہے) **۱۷ اسکے متعلق**
ہوا جیسے اُسی غزوۂ خندق مین واقع ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر پُروائی ہوا
ٹھنڈی بھیجی کہ خوب کڑاکے کا جاڑا پڑا اور ہوا نے اُن کو نہایت عاجز اور تنگ
کیا غبار بے شمار اُنکے منھون پر ڈالا اور آگ اُنکی بجھا دی اور ہانڈیان اُنکی
اُلٹ دین اور میخین اُنکی اُکھاڑ دین کہ خیمے اُنکے گر پڑے اور گھوڑے اُن کے
کھل کر آپسمین لڑنے لگے اور چھوٹ کر لشکر مین دُندمچا دیا اُسوقت آپنے حضرت
حذیفہؓ کو کفار کی خبر لانیکے لیے مامور فرمایا اور شدت سردی سے محفوظی کے لیے
دعا فرمائی حضرت حذیفہؓ کہتے ہین کہ بہ برکت آپ کی دعا کے مجھے جانے آنے مین
مطلق سردی نہ معلوم ہوئی بلکہ ایسا حال تھا کہ گویا مین حمام مین چلا جاتا ہون
(بعضہ من تواریخ حبیب الٰہ) **ف** ایسی سخت ہوا کا اُنپر اثر نکرنا صریح خارق ہے
عالم کائنات الجو ۱۸ جیسے صحیحین مین حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ عہد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مین ایک بار قحط ہوا سو ایک بار آپ خطبہ جمعہ کا فرما رہے تھے
ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مال ہلاک ہو گیا اور عیال
بھوکون مرتے ہین آپ مینھ کے واسطے دعا کیجیے آپنے دونون ہاتھ اُٹھائے

اور اُسوقت آسمان پر کوئی ٹکڑا بھی ابر کا نہ تھا قسم خدا کی ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہین پائے کہ ابر مانند پہاڑون کے ہر طرف سے گھر آیا آپ منبر سے اُترنے نہین پائے تھے کہ ریش مبارک سے قطرات مینھ کے گرنے لگے سو اُس دن سے دوسرے جمعہ تک مینھ برسا پھر جمعہ کے دن اُسی اعرابی نے یا اور کسی شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا آپ دعا فرمائیے کہ مینھ تھم جاوے آپنے دونون ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اے اللہ گرد ہمارے برسے اور ہم پر نہ برسے اور جدھر ابر کی طرف آپنے اشارہ کیا وہین کھل گیا سو مدینہ پر تو بالکل پانی کا برسنا موقوف ہوگیا اور گرد مدینہ کے برستا رہا اطراف سے جو لوگ آتے تھے کثرت مینھ کی بیان کرتے تھے **ف** آپ کی دعا سے ابر کا فوراً اٹھ آنا اور اشارہ سے ابر کا ہٹ جانا ان دونون مین ظہور ہے معجزہ کا سحاب مین **ع ۱۹** اور جیسے جلالین میں جسکو کمالین مین اشارہ ہے ابر کا نسبۃً جریر بزار کی طرف منسوب کیا ہے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس دعوت اسلام کے لیے آپ نے کسی کو بھیجا اُسنے آپ کی اور حق تعالیٰ کی شان مین گستاخانہ کہا کہ رسول اللہ کون ہوتے ہین اللہ کیسا ہوتا ہے سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا فوراً اسپر بجلی گری اور اُسکی کھوپڑی اُڑا دی **ف** اس واقعہ مین آپ کی شان مین گستاخی کرنے کو بھی ظاہر ہے کہ دخل ہے اس اعتبار سے ظہور معجزہ کا صاعقہ مین کہ کائنات جو سے ہے۔ عالم جمادات و عالم نباتات **ع ۲** ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مین تھا سو آپ بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے اور مین بھی آپ کے ساتھ تھا۔

سو جو پہاڑ یا درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا تھا السلام علیک یا رسولؐ اللہ **ف** پہاڑ
جمادات سے ہین اور درخت نباتات سے سو دونون مین ظہور معجزے کا ہوا
۲۱ صحیح بخاری مین جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے
کے وقت ایک ستون مسجد پر کہ چھوہارے کے درخت کا تھا تکیہ لگا لیتے تھے جب منبر بنا
تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ پڑھنا شروع کیا یکبارگی وہ ستون
چھوہارے کا چلاکے اس زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ پھٹ جاوے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور اُس ستون کو اپنے بدن مبارک سے چمٹا لیا
سو وہ ستون ہچکیان لینے لگا جسطرح وہ لڑکا جو رونے سے چُپ کرایا جاتا ہے
ہچکیان لیتا ہے یہان تک کہ تھم گیا حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سُنا کرتا
تھا اب جو نہ سُنا تو رونے لگا **ف** یہ ستون باعتبار اصلی حالت کے نباتات سے ہے
اور باعتبار موجودہ حالت کے جمادات سے پس اس معجزہ کو دونون قسمون سے تعلق
ہوا اور اس گریہ مین جسطرح مفارقت ذکر کو دخل ہے اسی طرح مفارقت ذاکر یعنی ذات
مقدسہ نبویہ کو ورنہ سینہ سے لگانیسے خاموش نہ ہوجاتا پس اس حیثیت سے یہ
آپ کا معجزہ ہے) **۲۲** ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ مین جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تھوڑے چھوہارے لایا اور عرض کیا کہ
ان چھوہارون کے لیے دعاے برکت کر دیجیے آپ نے اُن چھوہارونکو اکٹھا کرکے
اُن مین دعاے برکت کی اور مجھسے فرمایا کہ انھین لے کے اپنے توشہ دان مین
ڈال رکھو جب تمھارا جی چاہے اُسمین سے ہاتھ ڈال کر نکال لو مگر اُسے جھاڑ نا
مت۔ ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ اُن چھوہارون مین ایسی برکت ہوئی کہ مین نے

اتنے اتنے وسق (کہ ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع وہ ظرف ہے جسمین ساڑھے تین سیر گندم سما سکین) اللہ کی راہ مین خرچ کیے اور ہمیشہ اسمین سے ہم کھاتے اور کھلاتے رہے اور وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر مین لگا رہتا تھا یہان تک کہ بروز شہادت حضرت عثمان رض کے (کہ قریب تیس ۳۰ برس کے زمانہ ہوتا ہی) میری کمر مین سے کٹ کے کہین گر پڑا اور جاتا رہا (ف یہ معجزہ ایسی چیز مین ظاہر ہوا جو اصل مین نبات کا ثمرہ ہے اور فی الحال جماد ہے اسکو بھی دونون سے تعلق ہوا) عالم حیوانات ۲۳ اؒحمد اور دارمی نے حضرت جابر رض سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ مین تشریف لے گئے وہان ایک اونٹ تھا بڑا شریر جو کوئی باغ مین جاتا اُسپر دوڑتا اور کاٹنے کے لیے جھپٹتا آپ نے اُسے بُلایا اور وہ آیا اور اُسنے آپکے سامنے سجدہ کیا آپنے اُسکی ناک مین مہار ڈال دی اور فرمایا جتنی چیزین آسمان زمین مین ہین سب جانتی ہین کہ مین رسول خدا ہون سوا نافرمان جن اور انس کے ۲۴ بیہقی نے سفینہ رض سے روایت کی ہے کہ مین دریاے شور مین تھا جہاز ٹوٹ گیا مین ایک تختہ پر بیٹھ لیا بہتے بہتے ایک نیستان مین پہونچا وہان مجھسے ایک شیر ملا اور میری طرف آیا مین نے کہا کہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد ہون وہ شیر میری طرف بڑھ آیا اور اپنا کندھا میرے بدن مین مارا پھر میرے ساتھ چلا یہان تک کہ مجھے راہ پر کھڑا کر دیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر باریک باریک

سلہ الکلام المبین مین اسکو مسلم اور ابو داؤد کی طرف بروایت عبداللہ بن جعفر منسوب کیا ہی مگر اسمین نہ ملنا اور رحمۃ مہداۃ مین احمد اور دارمی سے بروایت حضرت جابر رض نقل کرنا سبب اس سیر تصرف کا ہوا ۱۲ منہ

کچھ آواز کرتا رہا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوا دی مین سمجھا کہ مجھے رخصت کرتا ہی ف پہلا قصہ ماکول جانور کا تھا یہ غیر ماکول کا اور وہ حیات مین تھا اور یہ بعد وفات جسمین وجہ اعجاز قوی تر ہے کیونکہ وفات کے بعد اور قوی کی فاعلیت کا بھی احتمال نہین ہوسکتا) ع۲۵ بخاری مین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ایک قدح دودھ کا گھر مین پایا حکم دیا کہ اصحاب صُفّہ کو بلا لو یہ بھوکے تھے انھون نے اپنے دل مین کہا کہ مجھی کو دیدیتے تو مین سیر ہوکر پیتا بعد اسکے مین نے اُن سب کو بلایا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ انھین دودھ پلاؤ مین نے پلانا شروع کیا یہان تک کہ سبھون نے سیر ہو کر پیا پھر مجھسے کہا کہ تم پیو مین نے پیا آپؐ نے فرمایا اور پیو مین پیتا جاتا تھا یہان تک کہ مین نے قسم کھا کر کہا کہ اب پیٹ مین جگہ نہین پھر باقی آپؐ نے پیا ف یہ اجزائے حیوان مین معجزہ کا ظہور ہوا یہان تک الکلام المبین مین حدیثین لا کر پھر اقسام نہ گانہ عالم کے متعلق معجزات کو قرآن مجید سے بھی ثابت کیا ہی جسکو شوق ہو مطالعہ فرمالے فقط

من الروض

یَدٌ بِهَا النَّفْعُ وَالضَّرُّ الْمُعْتَرِفُ	ترجمہ ۵ آپؐ کا ایسا ہاتھ ہی کہ اسمین نفع بھی ہے
وَجَاهِدٌ فَهِيَ الْأَدْوَاءُ وَالْعِطْرُ	اور ضرر بھی ہی معترف کے لیے (نفع ہی) اور منکر کے لیے
کَمْ أَبْرَأَتْ أَلَمًا کَمْ أَذْهَبَتْ لَمَمًا	(ضرر ہی) سو وہ بیماری کا بھی سبب ہے اور حاجت روائی
کَمْ أَظْهَرَتْ لِمَمًا يَمُوءُ لَهَا شَعَرُ	کا بھی سبب ہے ۵۲ اُس ہاتھ نے بہت سے المونکو اچھا کیا
وَکَمْ شَفَتْ سَقَمًا کَمْ أَظْهَرَتْ مَدَدًا	اور بہت سے آسیب کو دور کیا بہت سے موی سر کو ظاہر کیا
کَمْ فَرَّجَتْ لِمَدًا أَعْمَى بِهِ عَوَرُ	کہ اسکے سبب (سر کے موے) بال جم آئے ۵۳ اور بہت سے بیمارونکو شفا دی اور بہت سی مدد کو ظاہر کیا بہت رنجونکو دور کیا ایسے لوگون سے جنمین کوئی خلل تھا

۱ ودرّت الشاة منها والحصا نطقت
فيها واورقت الاغصان والشجر
۲ والقوم من رميها يوم اللقاء عموا
ومن اصابعها الامواه تنفجر
۳ والماء من ريقه زادت حلاوته
۴ والنخل من عامه اضحى له ثمر
۵ والجذع حنّ اليه حين فارقه
حتى علا منه ما بين الملا خور
۶ والذئب والضب كل منهما شهدا
شهادة الحق يروى بها الخبر
۷ وراح يشكو اليه جور صاحبه
البعير والدمع من عينيه منحدر
۸ واطعم الجيش من صاع فاشبعه
ومنه ارواه لما مسّه العسر
۹ فلا ترم حصر آيات له ظهرت
الا اذا كان يحصى الرمل والمدر
۱۰ كفى بمعجزة القرآن معجزة
طول الزمان غدا يتلى وينتظر
۱۱ فيه تجمعه الاشيا فلا صحف
الا وحاز معانيها ولا زبر
۱۲ فهو الشفاء الذي تحيى النفوس به
قد فاز متعظ منه ومدكر
يا رب صل وسلم دائما ابدا
على حبيبك من زانت به العصر

۱ اور اس ہاتھ سے بکری نے دودھ دیا اور اسمین
سنگریزے بولے اور شاخین اور درخت برگ دار ہوگئے
۲ اور قوم کفار اس ہاتھ کے خاک پھینکدینے سے
اندھے ہوگئے اور اس ہاتھ کی انگلیون سے پانی
جاری ہوتے تھے ۳ اور پانی کی شیرینی آپکے
لعاب مبارک کے سبب بڑھ گئی اور کھجور کا درخت اسی
سال بار آور ہوگیا ۴ اور ستون درخت کا آپکی جدائی
سے گریہ وزاری کرنے لگا یہان تک مجمع مین اسمین سے
آواز نکلکر بلند ہوگئی ۵ اور بھیڑیے اور سوسمار نے
دونون نے سچی شہادت (آپ کی رسالت کی)
دی اسکو حدیث روایت کرتی ہے ۶ اور
اونٹ آپ سے اپنے مالک کی بے راہی کی
شکایت کرتا تھا اور آنسو اسکی آنکھون سے جاری
تھے ۷ اور ایک بڑے لشکر کو ایک صاع
سے کھانا کھلاکر شکم سیر کردیا اور اس سے
آسودہ کردیا جبکہ اس لشکر کو تنگی نے مس کیا
۸ اے مخاطب آپکے جو معجزات ظاہر ہوے
ان کے شمار کرنے کا قصد مت کرو مگر جسوقت کہ
ریگ اور سنگپارون کا شمار کیا جاوے ۹ قرآن
مجید کا معجزہ کافی معجزہ ہے کہ زمان طویل تک تلاوت
کیا جاویگا اور لکھا جاویگا ۱۰ اسمین بہت سے مضامین
جمع ہین سو نہ کوئی صحیفے ایسے ہین جسکے معانی پر قرآن مشتمل
نہ ہوا اور نہ کتابین ہین ۱۱ سو وہ قرآن شفا ہے جس سے
قلوب زندہ ہوتے ہین اس سے وعظ و پند کا قبول کرنیوالا

فصل تیئیسوین آپ کے بعض اسماے شریفہ مین مع انکی مختصر تفسیر کے

محمد یہ آپ کا علم یعنی خاص نام ہے احمد عیسیٰ علیہ السلام نے اس نام سے بشارت
دی ہے متوکل معنی ظاہر ہین ماحی آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کفر کو محو فرمایا حاشر
یعنی آپ چونکہ سب سے اوّل قیامت مین محشور ہون گے اور سب آپ کے بعد تو گویا انکے
حشر کے سبب آپ ہوئے عاقب یعنی سب انبیا علیہم السلام کے عقب مین اور آخر
مین تشریف لائے مقفی اسکے بھی یہی معنی ہین نبی التوبۃ یعنی آپ کی شریعت مین
عفو ذنوب کے لیے محض توبہ اپنی شرائط سے کافی ہے بخلاف بعضی پہلی امتون کے
کہ قتل نفس اسمین شرط تھا نبی الملحمۃ یعنی قتال کے نبی کیونکہ آپ کی شریعت مین جہاد
مشروع ہوا ہے نبی الرحمۃ آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا ظاہر ہے مسلمانون کے لیے
تو آخرت مین بھی اور کفار کے لیے دنیا مین کہ پہلی امتون کے سے عذاب نہین آتے اور
باقی اجزاے عالم کے لیے بھی کہ بقاے عالم کا آپ کے بقاے دین کے ساتھ مربوط ہے
جب آپ کے دین کا کوئی اثر نہ رہے گا حتیٰ کہ اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہیگا قیامت
قائم ہو کر تمام عالم درہم برہم ہو جاویگا فاتح یعنی کشایندہ آپ کی بدولت
دروازہ ہدایت مفتوح ہوا امصار و دیار کفار کے فتح ہوے جنت کے دروازے
آپ کی اتباع سے کشادہ ہون گے امین معنی ظاہر ہین شاہد قیامت مین
آپ اپنی امت کے شاہد ہون گے مبشر بشیر یعنی مومنین کو خوشخبری دینے والے نذیر
یعنی کفار کو عذاب سے ڈرانے والے قاسم یعنی فیوض اور اموال کے تقسیم کرنیوالے
ضحوک و قتال ان دونون کا استعمال جدا جدا نہین ہوتا یعنی اہل ایمان سے ہنسنے بولنے والے
اور کفار سے قتال کرنیوالے عبد اللہ معنی ظاہر ہین سراج منیر یعنی ہدایت کے چراغ روشن سید ولد آدم

۵ن اسم فاعل از تفعیل ۱۲ منہ

یعنی سب بنی آدم کے سردار صاحب لواء الحمد یعنی قیامت مین آپؐ کے ہاتھ مین لواء الحمد ہوگا اور سب اولین و آخرین اُسکے تلے ہون گے صاحب مقام یعنی مقام شفاعت مین آپ کھڑے کیے جاوینگے صادق یعنی سچی خبر دینے والے مصدوق یعنی آپ کو سب خبرین وحی سے سچی ملتی ہین رؤف رحیم دونون کے معنی مہربان اور بہت مہربان ہین بعض انمین سے آپ کے ساتھ خاص ہین اور بعض دوسرے انبیا علیہم السلام مین بھی مشترک ہین اور اکثر ان اسمای مذکورہ مین وہ ہین جو کسی وصف خاص یا وصف غالب پر دلالت کرتے ہین اور عرف مین لقب و نام ایسے ہی اسما کو کہتے ہین اسی اعتبار سے پچیس تیس کے درمیان تک شمار کیے گئے ہین ورنہ آپ کے اوصاف مین سے اگر ہر وصف سے ایک اسم مشتق کیا جاوے تو دو سو سے زائد بلکہ بقول بعض علما ایک ہزار تک پہونچتے ہین کذا فی زاد المعاد۔

من الروض

مُحَمَّدٌ اَحْمَدُ الْمَنْسُوْبُ مَادِحُهٗ
اِلَيْهِ فَهُوَ بِهٰذَا الْفَخْرِ يَفْتَخِرُ
اَلْفَاتِحُ الْخَاتِمُ الْهَادِيْ بِدَعْوَتِهٖ
اِلَى الْهُدٰى وَلِدِيْنِ اللّٰهِ يَنْتَصِرُ
اَلْحَاشِرُ الْعَاقِبُ الْمَاحِيْ بِبِعْثَتِهٖ
عَنَّا الظَّلَامَ وَلَيْلُ الشِّرْكِ مُنْدَثِرُ
يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

لہ محمدؐ ہین احمدؐ ہین آپکا مادح آپکی طرف منسوب کیا جاتا ہے سو وہ اس فخر پر فخر کرتا ہے ۲ آپ فتاح والے ہین (کہ آپکے نور سے خلق کا افتتاح ہوا) اور آپ اختتام والے ہین (کہ آپ پر نبوت ختم ہوئی) اپنی دعوت سے راہ حق کی طرف ہادی ہین اور دین الٰہی کی نصرت فرماتے ہین۔ ۳ آپکے بعد سب کا حشر ہوگا آپ سب انبیا کے بعد آئے ہین آپ اپنی بعثت سے تاریکیون کو ہمسے محو کرنیوالے ہین اور شرک کی رات مٹ جانے والی ہے ۱۲ منہ

فصل چوبیسوین آپ کے بعض خصائص مین یعنی اُن امور کے بیان مین جو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا علیہم السلام مین سے صرف آپ ہی کو عطا فرمائے

اور وہ چند قسم کے ہین ایک قسم وہ امور جو دنیا مین تشریف لانے سے پہلے آپ کی ذات مقدسہ مین پائی گئے مثلاً سب سے اوّل آپ کے نور پاک کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپکو نبوت عطا ہونا یوم میثاق مین سب سے اول الست بربکم کے جواب مین آپکا بلیٰ فرمانا آپکا نام مبارک عرش پر لکھا جانا خلق عالم سے آپ کا مقصود ہونا پہلی سب کتب مین آپ کی بشارت و فضیلت ہونا حضرت آدم علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ کی برکات حاصل ہونا انکی روایات فصل اول و دوم مین گذری ہین وغیر ذلک دوسری قسم وہ امور جو دنیا مین تشریف آوری کے وقت قبل نبوت ظاہر ہوے مثلاً مُہر نبوت کا شانہ پر ہونا اسکی روایت چھٹی فصل مین مذکور ہے وغیر ذلک تیسری قسم وہ امور جو بعد نبوت ظاہر ہوئے اور مختص ہین ذات مبارک کے ساتھ مثلاً معراج اور اُسمین عجائب ملکوت و جنت و نار پر مطلع ہونا اور حق تعالیٰ کو دیکھنا کہانت کا منقطع ہو جانا اذان و اقامت مین نام مبارک ہونا ایسی کتاب عطا ہونا جو ہر طرح معجزہ ہے لفظاً بھی معنیً بھی تغیر سے محفوظ رہنے مین بھی زبانی یاد ہونے مین بھی صدقہ کا حرام ہونا نوم سے وضو کا واجب ہونا ازواج مطہرات کا امت پر ابدًا حرام ہونا آپ کی صاحبزادی سے بھی نسب ولاد کا ثابت ہونا آگے پیچھے سے برابر دیکھنا دور دور تک آپ کا رعب پہونچنا آپ کو جوامع الکلم عطا ہونا تمام خلائق کی طرف مبعوث ہونا آپ پر نبوت کا ختم ہونا آپ کے متبعین کا سب انبیا کے تابعین سے زیادہ ہونا سب مخلوق سے آپ کا افضل ہونا چوتھی قسم وہ امور

جو آپ کی برکت سے منجملہ تمام امم کے خاص آپکی امت کو عطا ہوئے مثلاً غنائم کا حلال ہونا تمام زمین پر نماز کا جائز ہونا تیمم کا مشروع ہونا اذان و اقامت کا مقرر ہونا نماز مین انکی صفوف کا بطرز صفوف ملائکہ ہونا جمعہ کا ایک خاص عبادت و ساعت اجابت کے لیے مقرر ہونا روزہ کے لیے سحری کی اجازت رمضان مین شب قدر ایک نیکی کرین تو ادنی درجہ دس حصہ اور زیادہ بھی ثواب ملنا وسوسہ و خطا و نسیان کا گناہ نہ ہونا (شاید پہلی امتون مین انکے اسباب کا انسداد بھی واجب ہوگا اور اسی اعتبار سے یہ خاص ہوا اس امت کے ساتھ) احکام شاقہ کا مرتفع ہوجانا تصویر و مسکرات کا ناجائز ہونا (کہ یہ سد باب ہے مفاسد بیشمار کا اور مفاسد سے بچانا رحمت ہے جیسا کہ بعض جگہ تسہیل حکم بھی رحمت ہے) اجماع امت کا حجت ہونا اور اسمین ضلالت کا احتمال نہ ہونا اختلاف فرعی کا رحمت ہونا امم سابقہ کے سے عذاب نہ آنا طاعون کا شہادت ہونا علما سے وہ کام دین کا لیا جانا جو انبیا کیا کرتے تھے قرب قیامت تک جماعت اہل حق کا مؤید من اللہ ہوکر پایا جانا وغیر ذلک پانچوین قسم وہ امور جو دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد برزخ یا قیامت مین ظاہر ہوئے یا ہون گے انکا بیان وفات کے بعد کی تین فصلون مین آویگا هذا کله من التمام منه بتصرف فی الالفاظ والترتیب وبعضه من المشکوٰة

من القصیدة

فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهٗ
ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

ف یعنی آپ فضائل باطنی وظاہری مین کمال کے درجہ کو پہنچے ہوے ہین پھر خداوند تعالی شانہ نے جو خالق تمام مخلوقات کا ہے آپ کو اپنا حبیب بنالیا عطر الوردہ

ف یعنی اُن تینون فصلون مین ایسے خصائص بھی ہین یہ نہین کہ سب خصائص ہی ہین چنانچہ حیات انبیا و تحریم جسد وصلوٰۃ فی القبر سب انبیاء علیہم السلام مین مشترک ہے ۱۲ منہ

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ فَجَوْہَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمٖ	؎۱ آپ اس سے پاک ہین کہ آپ کی خوبیون مین اور کوئی آپ کا شریک ہو پس جوہر حسن جو آپ مین پایا جاتا ہے وہ غیر منقسم اور غیر مشترک ہے بلکہ مخصوص آپ ہی کے ساتھ ہے ۱۲ عطر الوردہ

فصل پچیسوین ۲۵ آپ کے ماکولات و مشروبات و مرکوبات وغیرہ مین -

اِن چیزون کو آپ کی ذات بابرکات سے دو ۲ تعلق ہین ایک ۱ تشریع کہ ان مین کیا جائز ہے کیا ناجائز اسکے متعلق روایات کو جمع کرنا اور اُن سے احکام کو اخذ کرنا یہ منصب فقیہ کا ہے دوسرا ۲ تعلق اِنکا استعمال کرنا حاجت اور مصلحت کے لیے اس حیثیت سے یہ شعبہ سیر کا ہے یہان اسی اعتبار سے زاد المعاد سے مختصرًا بیان کیا جاتا ہے ماکولات ومشروبات غذا یا دوا ۔ انمین بعض وہ چیزین ہین جنکا خود آپ سے استعمال ثابت ہے اور بعض وہ ہین کہ اُنکا وصف فرمایا ہی چنانچہ احادیث ۱ مقام سے سب بالتعیین معلوم ہو جاوے گا - اِثمد ۲ یعنی سرمہ سیاہ اصفہانی حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم اثمد کو استعمال مین رکھو وہ نگاہ کو تیز کرتا ہے اور بال کو جماتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ کی عادت شریف بھی دونون آنکھون مین ابن ماجہ کی روایت پر تین تین سلائی اور ترمذی کی روایت پر داہنی مین تین اور بائین مین دو لگانے کی تھی یعنی عادت دونون طرح تھی اُترج یعنی ترنج ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ

؎۱ اِن احادیث کے لغات یعنی اسما ادویہ و اغذیہ کا ترجمہ اکثر قاموس سے کیا گیا ہے ۱۲ منہ ؎۲ اسمین حروف ہجا کی ترتیب رکھی گئی ہے ۱۲ منہ

وسلم نے جو مؤمن قرآن پڑھتا ہے اُسکی مثال ترنج کی سی ہے کہ مزہ بھی پاکیزہ اور خوشبو بھی پاکیزہ روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **بطیخ** یعنی تربوز آپ تربوز کو خرماے تازہ کے ساتھ نوش فرمارہے تھے اور یہ ارشاد فرماتے تھے کہ اسکی گرمی اُسکی سردی کی دافع (اور مصلح) ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے **بلح** یعنی خرماے سبز یعنی خام ارشاد فرمایا آپ نے کہ خرماے سبز خرماے خشک سے کھایا کرو شیطان آدمی کو دونوں چیزیں کھاتے ہوئے دیکھتا ہے (متاسف ہوکر) کہتا ہے کہ یہ آدمی اب تک جیتا رہا کہ کہنہ کے ساتھ جدید پھل کو کھا رہا ہے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے **بُسر** یعنی خرماے نیم پختہ صحیح حدیث مین ہے کہ جب آپ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ابو الہیثمؓ کے یہان مہمان ہوے تو وہ ایک خوشہ خرما کا لائے آپ نے ارشاد فرمایا پختہ پختہ کیون نہ چھانٹ لائے (تاکہ پورا خوشہ ضائع نہ ہوتا) اُنھون نے عرض کیا کہ میرا جی چاہا کہ آپ حضرات (اپنی طبیعت کے موافق) خود پختہ اور نیم پختہ کو چھانٹ لین (یعنی جنکو جو اچھا معلوم ہو) **بصل** یعنی پیاز حضرت عائشہؓ سے کسی نے پیاز کی نسبت پوچھا اُنھون نے کہا کہ سب سے اخیر جو کھانا آپ نے تناول فرمایا اُسمین پیاز تھا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور صحیحین مین آپ نے اِسکے کھانے والے کو مسجد مین آنے سے منع فرمایا ہے اور ایک دوسری حدیث مین آپ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی پیاز یا لہسن کھاوے تو اُنکو پکا کر بدبو مار دے **تمر** یعنی خرماے خشک آپ نے اسکی تعریف بھی فرمائی ہے کہ جو کوئی صبح کو سات تمر کھالے اُس روز اُسکو جادو اور زہر ضرر اثر نہین کرتا اور فرمایا ہے کہ جس گھر مین تمر نہ ہو اُسکے رہنے والے بھوکے ہین اور آپ سے کھانا بھی بکثرت

ثابت ہے سکہ سے بھی روٹی سے بھی تنہا بھی **ثلج** یعنی برف حدیث صحیح مین ہے
آپنے دعا فرمائی کہ اے اللہ مجکو میرے گناہون سے دھو ڈال پانی اور برف
اور اُولے سے اھ اس سے مدح برف کی نکلتی ہے **ثوم** یعنی لہسن اسکا بیان
پیاز کے ساتھ گذر چکا **ثرید** یعنی گوشت کے شوربے مین روٹی ٹوٹی ہوئی آپنے
ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتون پر ایسی ہے جیسے ثرید
کی فضیلت دوسری غذاؤن پر روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے (اس سے
ظاہر فضیلت ثرید کی معلوم ہوئی) **جبن** یعنی پنیر سفر تبوک مین آپ کی خدمت مین
لایا گیا آپنے چاقو منگایا اور بسم اللہ کہکر اُسکا ٹکڑا کاٹا روایت کیا اسکو ابوداؤد
نے **حنا** یعنی منہدی آپکے کوئی پھنسی نکلتی یا کانٹا لگ جاتا تو آپ اسپر منہدی
رکھدیتے روایت کیا اسکو ترمذی نے **حبۃ السوداء** یعنی کلونجی اسکا شونیز بھی نام
آیا ہے آپنے فرمایا ہے کلونجی کا استعمال کیا کرو کہ اسمین بجز موت کے سب بیماریونسے
شفا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **حرف** یعنی رائی اسکا نام حدیث مین
ثفاء آیا ہے اور عام محاورہ مین حب الرشاد کہتے ہین آپنے ارشاد فرمایا ہے کہ
دو چیزون مین کسقدر شفا ہے ثفاء مین اور ایلوہ مین روایت کیا اسکو ابوعبید
وغیرہ نے اور مراسیل مین ابوداؤد نے **حلبہ** یعنی میتھی عبدالرحمن بن القاسم سے
مرفوعًا منقول ہے کہ آپنے فرمایا کہ میتھی سے شفا حاصل کرو **خبز** یعنی روٹی آپ کو
شوربے مین توڑی بہت پسند تھی روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور آپنے ایکبار گیہون کی
روٹی گھی سے چپڑی ہوئی کی تمنا فرمائی چنانچہ ایک صحابی نے حاضر کیا مگر آپنے
گھی کے ظرف کو تحقیق فرمایا تو معلوم ہوا کہ سوسمار یعنی گوہ کے چمڑے کی کپی مین تھا

آپ نے فرمایا اُٹھالو روایت کیا اسکو بھی ابو داؤد نے خل یعنی سرکہ آپ نے نوش بھی فرمایا اور تعریف بھی کی کہ سرکہ خوب سالن ہے روایت کیا اسکو مسلم نے دُہن یعنی روغن آپ سر مین کثرت سے تیل لگاتے تھے روایت کیا اسکو ترمذی نے شمائل مین اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ روغن زیتون کھاؤ بھی اور لگاؤ بھی روایت کیا اسکو بھی ترمذی نے ذریرہ یعنی ایک قسم کا مرکب عطر حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مین نے حج وداع مین آپ کے احرام باندھنے کے وقت (یعنی قبل) اور احرام کھولنے کے وقت (یعنی بعد) آپ کو اپنے ہاتھ سے ذریرہ کی خوشبو لگائی روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے رطب یعنی خرماے پختہ تازہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہین کہ مینے آپ کو ککڑی خرماے پختہ تازہ کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور آپ نماز کے قبل خرماے تر سے روزہ افطار فرماتے اگر خرماے تر نہ ہوے تو خرماے خشک سے یہ بھی نہ ہوے تو پانی سے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ریحان یعنی خوشبودار پھول آپ نے ارشاد فرمایا جس شخص کے سامنے ریحان پیش کیا جاوے اُسکو رد نہ کرے کیونکہ اسمین (بار احسان) بھی ہلکا ہی ہے اور خوشبو پاکیزہ ہے (یعنی دوسرے کا ضرر نہین اپنا نفع ہی) روایت کیا اسکو مسلم نے (اور اسی کے حکم مین ہر خوشبو ہی) زیت یعنی روغن زیتون اسکا بیان دُہن مین آچکا زنجبیل یعنی سونٹھ بادشاہ روم نے ایک گھڑا زنجبیل سے بھرا ہوا آپ کے پاس ہدیۃً بھیجا تھا آپ نے ایک ایک ٹکڑا سب کو کھانے کو دیا روایت کیا اسکو ابو نعیم نے کتاب طب نبوی مین سنا مشہور ہے آپ نے ایک صحابیہ کو سنا کا مسہل لینے کو فرمایا اور ارشاد فرمایا

کہ اگر کوئی چیز موت سے شفا دینے والی ہوتی تو وہ سنا ہوتی روایت کیا اسکو
ترمذی اور ابن ماجہ نے **سنوت** اسکے معنی مین اختلاف ہے بعض اطبا نے ایک خاص
تفسیر کو ترجیح دی ہے یعنی شہد جو گھی کے ظرف مین رکھا گیا ہو آپنے ارشاد فرمایا
کہ سنا اور سنوت کو برتا کرو کہ ان دونون مین بجز موت کے تمام امراض سے شفا ہے
روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ان بعض اطبا نے وجہ ترجیح مین کہا ہے کہ شہد اور گھی سے
سنا کی اصلاح اور اسہال کی اعانت ہوتی ہے **سفرجل** یعنی سیب بھی آپ نے
ابوذرؓ کو ایک سیب دیکر فرمایا کہ یہ قلب کو تقویت دیتا ہے اور طبیعت کو خوش کرتا ہے
اور سینہ کی کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اسکو نسائی نے **سمن** یعنی گھی خبز کی بیان مین
آپ کا گھی کی تمنا فرمانا گذرا ہے **سمک** یعنی مچھلی آپنے عنبر ماہی کا گوشت صحابہ کے
پاس سے لیکر نوش فرمایا زاد المعاد مین سریۃ الخبط کے قصہ مین صحیحین سے نقل کیا ہے
سلق یعنی چقندر آپ نے حضرت علیؓ کو کہ وہ نقاہت کی حالت مین تھے جو اور چقندر
سے مرکب کھانے کو موافق مزاج فرمایا روایت کیا اسکو ترمذی و ابوداؤد نے **شونیز**
یعنی کلونجی اسکا ذکر حبۃ السودا مین گذر چکا **شعیر** یعنی جو آپ کا معمول تھا کہ گھر والون کو
بخار مین حریرہ جو بنوا کر پلاتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ حزین کے قلب کو قوت دیتا ہے اور
مریض کے قلب سے کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ سب کو
معلوم ہے کہ آپ کی اکثر غذا یہی غلہ تھا **شوی** یعنی بھنا ہوا گوشت آپ کا تناول
فرمانا چند حدیثون مین ہے جو ترمذی مین مذکور ہین **شحم** یعنی چربی ایک یہودی نے
آپ کی دعوت کی اور جو کی روٹی اور چربی جسمین کچھ تغیر آگیا تھا پیش کی **صبر** یعنی ایلوہ
اسکا ذکر بیان حرف مین گذر چکا ہے **طیب** یعنی خوشبو آپ نے ارشاد فرمایا ہے

کہ مجکو دنیا کی چیزو نمین سے منکوحہ بیبیان اور خوشبو پسند ہے **عسل** یعنی شہد آپ نے
ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر مہینہ تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے اُسکو کوئی
بڑی بلا نہ پہونچے گی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **عجوہ** مدینۂ منورہ کی کھجورو نمین سے
ایک خاص قسم ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ عجوہ جنت سے ہے اور وہ زہر سے شفا ہے
روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے **عود ہندی** اسکی دو قسمین ہین ایک قسط
کہلاتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دوا کی چیزون مین سے سب سے بہتر پچھنے لگوانا
ہے اور قسط بحری روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اِس
عود ہندی کو استعمال مین لایا کرو اِسمین سات شفائین ہین اور دوسری قسم
خوشبو مین برتی جاتی ہے آپ اُسکو سُلگا کر خوشبو لیتے تھے روایت کیا اسکو مسلم نے
قثاء یعنی ککڑی آپ نے ککڑی کو خرمائے تازہ سے تناول فرمایا ہے روایت کیا اسکو
ترمذی وغیرہ نے **کُماۃ** جسکو بعضے کُکُرمُتّا اور بعضے سانپ کی چھتری کہتے ہین
آپ نے فرمایا ہے کہ کماۃ مشابہ مَنّ کے ہے (جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا یعنی
جیسے وہ مفت کی چیز اور کثیر المنفعت تھی ایسے ہی یہ ہے) اور اُسکا عرق آنکھ کے لیے
شفا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **کباث** یعنی پیلو کا پھل ایک بار صحابہ
جنگل مین اسکو چن رہے تھے آپ نے فرمایا سیاہ لو وہ عمدہ ہوتا ہے روایت کیا
اسکو بخاری و مسلم نے **لحم** یعنی گوشت آپ نے فرمایا کہ اہل دنیا و اہل جنت کی سب
غذاؤن کا سردار گوشت ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ دست کا
گوشت پسند فرماتے تھے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے فرمایا
کہ پشت کا گوشت عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ نے

خرگوش کا گوشت بھی قبول فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور گورخر کا گوشت کھانے کی صحابہؓ کو اجازت دی تھی روایت کیا اسکو بھی بخاری و مسلم نے اور آپ نے سکھلایا ہوا گوشت بھی کھایا ہے سنن مین روایت کیا ہے اور مرغ کا گوشت بھی آپ نے کھایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور سنن مین سرخاب کا گوشت کھانا آپ کا مروی ہے اور صحابہؓ نے آپ کی ہمراہی مین ٹڈی کھائی ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے لبن یعنی دودھ آپ نے دودھ کی مدح بھی فرمائی ہے کہ بجز دودھ کے اور کوئی چیز مجکو ایسی معلوم نہین کہ جو کھانے اور پینے دونون سے کافی ہو جاوے روایت کیا گیا یہ سنن مین اور خود بھی نوش فرمایا ہے اور پھر پانی منگا کر کلی کی ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ماء یعنی پانی بعض خاص پانیون کی آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہے چنانچہ سیحان و جیحان و نیل و فرات کو انہار جنت سے فرمایا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے (بعض محققین نے اسکی توجیہ مین کہا ہے کہ پانی کے جید ہونے کے تمام طرق انمین جمع ہین اس لیے تشبیہًا انہار جنت سے تشبیہ دی) اور زمزم کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ زمزم جس نیت سے پیا جاوے اُسی کے لیے ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث حسن ہے مسک یعنی مُشک آپ نے فرمایا ہے کہ سب خوشبوؤن مین پاکیزہ خوشبو مُشک ہے روایت کیا اسکو مسلم نے اور آپنے احرام کے قبل اور احرام کے بعد اسکا استعمال بھی فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ملح یعنی نمک آپ نے فرمایا کہ تمھاری نانخورش مین سردار نمک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے نورہ یعنی چونا آپ جب (بال صاف کرنے کے لیے) اسکا استعمال فرماتے

تو اول پوشیدہ بدن کو لگاتے روایت کیا ابن ماجہ نے (یعنی کبھی اس سے بھی بال
دور کر دیے ہون گے) بنق یعنی بیر آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام جب زمین پر
اترے تو سب سے اول بیر کھایا تھا روایت کیا اسکو ابو نعیم نے اپنی کتاب طب
نبوی مین ورس یعنی ایک خاص قسم کی زرد گھاس جس سے کپڑے وغیرہ رنگے
جاتے ہین آپ نے ذات الجنب مین ورس اور روغن زیتون کی تعریف فرمائی
روایت کیا اسکو ترمذی نے یقطین یعنی کدو آپ کا برتن مین سے تلاش کرکے
کھانا بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہؓ کو فرمایا کہ جب ہنڈیا پکاؤ
تو کدو زیادہ ڈالا کرو کہ وہ قلب حزین کو قوت دیتا ہے اور آپ کی ہیئت کھانا
کھانے کے وقت دو تھین ایک اکڑو دوسرے دوزانو کہ بائین قدم کا تلوا داہنے
قدم کی پشت سے لگا ہوتا اور آپ تین انگلیون سے کھاتے اور فارغ ہونے کے
بعد انکو چاٹ لیتے اور پانی شیرین اور سرد پیتے ابو الہیثمؓ سے آپ نے باسی پانی
طلب فرمایا تھا اور آپ کے لیے بیر سقیا سے شیرین پانی لایا جایا کرتا تھا اور پانی
تین سانس مین پیتے تھے اور بیٹھکر پانی پیتے اور آپ کے پاس پانی پینے کا ایک
پیالہ لکڑی کا اور ایک پیالہ کانچ کا تھا ملبوسات آپکا لباسؐ چادر اور لنگی اور کرتا
اور عمامہ ہوتا تھا اور سفید کپڑے کو بہت پسند فرماتے اور مخطط چادر کو بھی پسند رکھتے
اور عمامہ کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے اور گاہے صرف ٹوپی یا صرف عمامہ پر بھی اکتفا فرماتے
اور شملہ کبھی ہوتا کبھی نہ ہوتا اور قبا بھی پہنا ہے اور آپ کی چادر کا طول
چھ ہاتھ اور عرض تین ہاتھ ایک بالشت اور تہمد کا طول چار ہاتھ ایک بالشت اور
عرض دو ہاتھ ایک بالشت آیا ہے اور چادر بوٹہ دار اور سادہ دونون طرح کی

پہنی ہے اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے اور شاہ روم نے آپ کی خدمت مین ایک پوستین جسمین ریشم کی سنجاف لگی تھی بھیجا تھا وہ بھی پہنا ہے اور پائجامہ آپ نے خریدا ہے اور بعض روایات مین پہننا بھی آیا ہے اور آپکے پاس دو چادرین سبز[ف] اور ایک کھیس سیاہ اور ایک کھیس سرخ دھاری کا اور ایک کھیس بالونکا یعنی کمل تھا اور کرتہ سوت کا تھا جسکے دامن اور آستین دراز نہ تھین اور آپنے کتان اور صوف بھی پہنا ہے مگر زیادہ استعمال سوتی کپڑے کا فرماتے تھے اور قیمتی کپڑا بھی استعمال فرمایا ہے اور تکیہ آپ کا چمڑے کا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور آپ کبھی بستر پر سوتے کبھی چمڑے پر کبھی چٹائی پر کبھی زمین پر کبھی چارپائی پر کبھی سیاہ کمل پر ایک بستر آپ کا چمڑے کا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور اوڑھنا بھی اوڑھتے تھے اور نعلین اور خفین بھی پہنے تھے مرکوبات سات گھوڑے تھے جنکے یہ نام ہین سکب۔ مرتجز۔ لحیف۔ لزاز۔ ظرب۔ سبحہ۔ ورد۔ اور پانچ خچر تھے ایک دُلدل یہ مقوقس شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا فضہ فروہ نے جو کہ قبیلہ جذام سے تھا بھیجا تھا تیسرا ایک سفید خچر تھا جسکو حاکم ایلہ نے پیش کیا تھا اور ایک چوتھا اور تھا جو حاکم دومۃ الجندل نے بھیجا تھا اور بعض نے پانچوان بھی کہا ہے جو نجاشی شاہ حبشہ نے بھیجا تھا اور دراز گوش تین تھے ایک عفیر جو شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا اور تھا جو فروہ مذکور نے بھیجا تھا اور تیسرا حضرت سعدؓ بن عبادہ نے پیش کیا تھا اور دو یا تین سانڈنیاں تھین ایک قصویٰ دوسری عضباء تیسری جدعاء اور بعض نے یہ دونون نام ایک کے کہے ہین اور پینتالیس اونٹنیان

[ف] زاد المعاد مین مراد اس سے سبز دھاری کا لیا ہے ۱۲ منہ

دودھ کی تھین اور نسو بکریاں تھین اس سے زائد نہو نے دیتے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ایک بکری ذبح کر دیتے ہذا کلہ من زاد المعاد تنبیہ اس فصل مین جو کچھ ذکر کیا گیا بعض امور مین استمرار تھا بعض خاص حالات و خاص ازمنہ کے اعتبار سے ہین اور زیادہ تفصیل کتب احادیث مین ہے من الرواض۔

تقضّی ولم یملأ لو ما مدرکا شبعا ف۱
من الشعیر وکانت فرشہ الحصر
ھذا وقد ملک الدنیا باجمعھا ف۲
فردّہ الزھد عنھا وھو مقتدر
فالثوب یرقعہ والشاة یحلبھا ف۳
وما رأی لاخ الاعدام یحتقر
والبیت یکنسہ والنعل یخصفھا ف۴
وان دعی اسعف الداعی فلا یذر
کان البراق لہ والخیل یرکبھا ف۵
والابل ایضا کذاک البغل والحمر
یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک من زانت بہ العصر

ف۱ آپنے اپنی عمر پوری فرما دی اور ایک وقت بھی جَو سے شکم سیری کی نوبت نہین آئی اور آپ کا فرش بوریا تھا ف۲ یہ حالت اسپر تھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے لیکن زہد نے آپ کو دنیا سے باز رکھا باوجود اسکے کہ آپ مقدور رکھتے تھے ف۳ سو کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے اور بکری کو خود دودھ لیتے اور کسی نادار کی تحقیر کرتے ہوئے نہین دیکھے گئے ف۴ اور گھر مین خود جھاڑو دے لیتے اور نعل کو خود گانٹھ لیتے اور اگر آپ کی دعوت کیجاتی تو داعی کی آرزو پوری فرماتے اور اعراض نہ فرماتے ف۵ آپ کے لیے براق بھی تھا اور گھوڑے بھی تھے جنپر آپ سوار ہوتے تھے اور اونٹ پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی ۱۲ منہ

فصل چھبیسوین آپ کے اہل و عیال و حشم و خدم مین ازواج مطہرات سب سے اول حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا اسوقت آپ کی عمر پچیس برس کی اور انکی چالیس برس کی تھی اور بجز حضرت ابراہیمؑ کے کہ وہ ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے ہین باقی تمام اولاد

ف۶ یہ اشعار فصل ۱۲ کے ختم پر آچکے ہین مگر چونکہ مجکو اس فصل ۲۵ کے مناسب اشعار میسر نہ ہوئے اور بوجہ التزام کے خالی رہنا مناسب نہ معلوم ہوا اسلیے ان اشعار کو باوجودیکہ تھوڑی مناسبت و مکرر ہونے کے غنیمت سمجھکر درج کر دیا اگر کسی کو دوسرے مناسب اشعار ملجاوین انکے الحاق کی اجازت بلکہ درخواست معروض ہے ف۷ یہ تمام فصل بھی زاد المعاد سے لکھی ہے ۱۲

آپ کی ان ہی سے ہین۔ اور ہجرت سے تین سال قبل اِن کی وفات ہو گئی پھر انکی وفات کے تھوڑے دنون بعد حضرت سودہؓ بنت زمعہ قرشیہ سے نکاح کیا پھر تھوڑی ہی مدت بعد حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا اُسوقت انکی عمر چھہ سال کی تھی اور ہجرت کے پہلے سال مین جبکہ انکی عمر نو سال کی تھی رخصت ہو کر آئین اور آپ کی بیبیو نمین کنواری صرف ایک یہی تھین پھر حفصہؓ بنت عمرؓ سے نکاح کیا پھر زینبؓ بنت خزیمہ قیسیہؓ سے نکاح کیا اور دو مہینہ بعد وفات کر گئین پھر حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کیا اور انکی وفات آپ کی سب بیبیونکے بعد ہوئی پھر حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح ہوا یہ آپ کی پھوپی زاد بہن ہین اور بعد وفات نبوی سب بیبیون سے پہلے انکی وفات ہوئی اور غزوہ بنی مصطلق کے زمانہ مین حضرت جویریہؓ سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ مین قید ہو کر آئی تھین آزاد کیے جانیکے بعد انسے نکاح کیا پھر حضرت ام حبیبہؓ سے جبکہ وہ حبشہ مین ہجرت کر کے گئی ہوئی تھین بواسطہ وکیل سنہ چار ہجری مین نکاح ہوا اور نجاشی شاہ حبشہ نے چار سو دینار اُنکو آپکی طرف سے مہر دیا (یہ ایک ہزار روپیہ سے کچھ زیادہ ہوتا ہے) اور غزوہ خیبر کے زمانہ مین حضرت صفیہؓ سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ مین قید ہو کر آئی تھین آزاد کرنیکے بعد انسے نکاح ہوا پھر حضرت میمونہؓ سے عمرۃ القضا کے زمانہ مین نکاح ہوا یہ گیارہ ہین جنمین سے دو سامنے وفات پا گئین اور نو آپ کی وفات کے وقت زندہ تھین اور بعض منکوحات و مخطوبات کا اور بھی ذکر آیا ہے مگر اُنمین اقوال متفق نہین ہین سراری یعنی وہ کنیزین جو ہمبستری کے لیے ہون حضرت ماریہؓ انسے حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے حضرت ریحانہ حضرت جمیلہ ایک اور جو حضرت زینب نے ہبہ کر دی تھی اولاد اوّل صاحبزادہ

قاسم آپ کی کنیت ابوالقاسم ان ہی سے ہے بچپن مین انتقال کر گئے پھر حضرت رقیہؓ و حضرت ام کلثومؓ و حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئین ان تینون مین اختلاف ہے کہ بڑی کونسی ہین پھر عبداللہ پیدا ہوئے طیب و طاہر ان ہی کے لقب ہین یہ بقول صحیح بعد نبوت پیدا ہوئے انکا بھی بچپن مین انتقال ہو گیا یہ سب حضرت خدیجہؓ سے ہین پھر سنہ آٹھ ہجری مین حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے اور شیرخوارگی مین انتقال کر گئے صرف حضرت فاطمہؓ آپ کی وفات کے وقت زندہ تھین چھ۶ ماہ بعد وفات کر گئی تھین اعمام حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ ابوطالب ابولہب زبیر عبدالکعبہ حارث مقوم بعض نے یہ دونون نام ایک ہی کے بتلائے ہین ضرار قثم مغیرہ عیداق بعض نے ان دونون کو ایک کہا ہے پس یہ بارہ ہوئے یا دس اسلام صرف دو لائے حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ بعض نے اور بھی اعمام لکھے ہین عمات حضرت صفیہ یہ اسلام لائین عاتکہ اروی ان دونون کے اسلام مین اختلاف ہے برہ امیمہ ام حکیم موالی یعنی غلام و کنیز حضرت زیدؓ بن حارثہ اسلم ابورافع ثوبان ابوکبشہ سلیم شقران رباح یسار مدعم کرکرہ انجشہ سفینہ انیسہ افلح عبیدہ طہمان کیسان ذکوان مہران مروان بعض نے یہ پانچون ایک ہی کے نام علی اختلاف الاقوال بتلائے ہین حنین سندر فضالہ مابور واقد ابوواقد قسام ابوعسیب ابومویہبہ یہ سب غلامون کے نام ہین اور کنیزین تھین سلمیٰ ام رافع میمونہ بنت سعد خضرہ رضوی ریشہ ام ضمیرہ میمونہ بنت ابی عسیب ماریہ ریحانہ خدام یعنی گھر کے یا خاص خاص کاروبار کرنے والے حضرت انسؓ اکثر کام انکے متعلق تھے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نعل و مسواک کی خدمت انکے سپرد تھی حضرت عقبہ بن عامر

جہنی سفر میں خچر کے ساتھ رہتے اسلع بن شریک یہ ناقہ کے ساتھ رہتے حضرت بلالؓ
مؤذن آمد و خرچ انکی تحویل میں ہوتا سعد حضرت ابوذر غفاری ایمن بن عبید ان
کے متعلق وضو و استنجا کی خدمت تھی اور انکی والدہ ام ایمن معیقیب انکے پاس انگشتری
رہتی۔ **مؤذنین** کل چار تھے دو مدینہ میں حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم اور ایک قبا
میں حضرت سعد القرظ ایک مکہ میں حضرت ابو محذورہ **حارسین** یعنی جو پہرہ چوکی دیتے تھے
حضرت سعد بن معاذ یوم بدر میں اور حضرت محمد بن مسلمہ یوم احد میں اور حضرت زبیر
بن عوام یوم خندق میں اور عباد بن بشر نے بھی بعض اوقات یہ کام کیا مگر جب آیۃ
واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی آپ نے پہرہ موقوف کیا **کاتبین** یعنی
آپ کے منشی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ
حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت عبداللہؓ
بن ارقم حضرت ثابت بن قیس بن شماس حضرت حنظلہ بنؓ ربیع اسدی حضرت مغیرہؓ
ابن شعبہ حضرت عبداللہ بنؓ رواحہ حضرت خالد بن ابولید حضرت خالد بن سعید
بن العاصؓ حضرت معاویہ بنؓ ابی سفیان حضرت زید بن ثابتؓ اور یہ اکثر اس کام کو
کرتے تھے **ضاربِ اعناق** یعنی جو لوگ آپ کی پیشی میں واجب القتل مجرموں کی
گردن مارتے تھے حضرت علیؓ حضرت زبیر بنؓ عوام حضرت مقداد بنؓ عمرو حضرت
محمد بن مسلمہ حضرت عاصمؓ بن ثابت ضحاک بنؓ سفیان **شعراء و خطباء** یعنی اسلام کی
حمایت میں نظم کہنے والے اور تقریر کرنے والے حضرت کعب بن مالک حضرت
عبداللہ بن رواحہ حضرت حسان بن ثابت یہ سب شاعر تھے اور مقرر حضرت
ثابت قیس بن شماس تھے من المواہب ۔

توفي رسول الله عن تسع نسوة
اليهن تعزى المكرمات وتنسب
فعائشة ميمونة وصفية
وحفصة تتلوهن هند وزينب
جويرية مع رملة ثم سودة
ثلاث وست ذكرهن مهذب
فصلى عليه الله ما دام شارق
من الشرق يشرق ثم في الغرب يغرب

؎ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نو بیبیان چھوڑ کر وفات فرمائی کہ انکی طرف امور شریفہ منسوب کیے جاتے ہین ؎ وہ عائشہ ہین اور میمونہ ہین اور صفیہ ہین اور حفصہ ہین انکے بعد ہند اور زینب ہین ؎ اور جویریہ ہین اور رملہ ہین پھر سودہ ہین یہ کل نو ہوئین کہ انکا ذکر منقح ہی ؎ سو اللہ تعالی آپ پر رحمت بھیجے جب تک آفتاب مشرق سے نکلے اور مغرب مین غروب ہو ۱۲ منہ

فصل ستائیسوین وفات شریف سے آپ پر اور آپ کی امت پر نعمت و رحمت الہیہ کے تام اور کامل ہونے مین ہرچند یہ واقعہ طبعًا و فطرةً ایسا جان فرسا و ہوش ربا ہے کہ اسکی نظیر دوسرا واقعہ ہوا اور نہ ہوگا مگر آپ کی شان رحمةٌ للعالمین ہونے کی ایسی مطلق ہے کہ اس واقعہ مین بھی اسکا ظہور بدرجۂ اتم ہوا یعنی یہ وفات بھی امت کے لیے مظہر رحمت الہیہ ہوئی اور جب آپ سبب رحمت ہین تو خود کس درجہ مورد رحمت ہونگے تو یہ وفات خود آپ کے لیے بھی نعمت عظمی ہوئی چنانچہ شرعًا ونصًا روایات ذیل سے یہ دونون دعوے ثابت ہین اس لیے عقلاً بھی یہ دلائل فضائل سے ہوئی چنانچہ اسی حیثیت سے یہان اسکا مختصرًا بیان کیا جاتا ہے ورنہ خوشی مین غم کا کیا ذکر **پہلی روایت** طبرانی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا کہ جب سورۂ اذا جاء نصر اللہ نازل کی گئی تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

؎ ہذا للمؤلف منہ ۱۲ عفہ اس فصل کی روایات اکثر مواہب سے اور بعض صحاح سے لی ہین ۱۲ منہ

جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجکو میری موت کی خبر (اشارۃً) سُنائی گئی ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی یعنی آخرت آپکے لیے دنیا سے زیادہ بہتر (اور نافع) ہے **ف** اسمین تصریح ہے کہ ملاء اعلیٰ کا سفر آپ کے لیے زیادہ نافع ہے کہ اُسمین قرب بلا حجاب ہے حق تعالیٰ کا اور سرور اتم ہے اپنے مقام کی نعمتون کے مشاہدہ کا **دوسری روایت** بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وفات مین) منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کی زیب و زینت اور اپنے پاس کی چیزون کے درمیان مین اختیار دیا اور اُس بندہ نے خدائے تعالیٰ کے پاس کی چیزون کو ترجیح دی تو حضرت ابو بکرؓ رونے لگے تو (ہم لوگونکی سمجھ مین بعد مین آیا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد تھے اُس بندہ سے جسکو اختیار دیا گیا جسکو ابو بکرؓ سمجھ گئے **ف** اِس سے بھی نصًّا ثابت ہوا کہ آپ نے آخرت کے سفر کو پسند کیا اور ظاہر ہے کہ آپ کی پسند کافی دلیل ہے خیریت آخرت کی **تیسری روایت** شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو مرض مین اختیار دیا جاتا ہے کہ دنیا مین رہین یا آخرت مین اور آپ کو مرض وفات مین کھانسی اُٹھتی تھی اور یون فرماتے تھے مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ یعنی اُن لوگون کے ساتھ (رہنا چاہتا ہون) جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے کہ وہ نبی ہین اور صدیق ہین اور شہید ہین اور صلح ہین پس مجکو یقین ہو گیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے (جسپر آپنے آخرت کو اختیار فرمایا) یہ بھی دعویٰ مقصود مین نص ہے **چوتھی روایت** شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ صحت مین فرمایا کرتے تھے کہ جس نبی کی

وفات ہوتی ہے اُسکا مقام جنت میں رہنے کا دکھلا کر اختیار دیدیا جاتا ہے جب آپ بیمار
مرض کی شدت ہوئی تو اوپر نگاہ اُٹھا کر فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی یعنی
اے اللہ عالم بالا کے رفقا کو اختیار کرتا ہوں اور صحیح ابن حبان میں رفیق اعلیٰ کے بعد
یہ زیادت بھی مرفوعاً وارد ہے مع جبرئیل ومیکائیل واسرافیل **ف** یہ بھی مثل احادیث
بالا کے مقصود میں صریح ہے **پانچویں روایت** عبدالرزاق نے طاؤسؒ سے مرسلاً نقل
کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو دو اختیار دیے گئے ایک یہ کہ
دنیا میں اتنا رہوں کہ اپنی امت کے فتوحات کو دیکھوں دوسرے یہ کہ (آخرت کو چلنے
میں) تعجیل کروں میں نے تعجیل ہی کو اختیار کیا **ف** جو اوپر ہے وہ یہاں بھی ہے بلکہ
اُس سے بھی زیادہ صریح ہے کہ وہاں تو تخییر صحابہؓ نے سمجھی تھی یہاں خود آپ ہی کے ارشاد
سے منقول ہے **چھٹی روایت** بیہقی کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ حضرت ملک الموت نے
عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے مجکو بھیجا ہے اگر آپ فرمائیں تو روح قبض کروں اور اگر آپ
فرمائیں تو چھوڑ دوں مجکو حکم ہے کہ آپ کے حکم کی اطاعت کروں آپ نے جبرئیل علیہ السلام
کی طرف دیکھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپکی
لقا کا مشتاق ہے آپ نے ملک الموت کو قبض روح کی اجازت دی بیہقی نے ان اللہ
قد اشتاق الی لقائک کی تفسیر میں کہا ہے معناہ قد اراد لقائک بان یردک
من دنیاک الی معادک زیادۃ فی قربک وکرامتک **ف** اس سے بھی آخرت
کے سفر کا راجح ہونا ظاہر ہے کہ وہ مرتب ہے اشتیاق حق تعالیٰ پر بالمعنی اللائق بہ تعالیٰ
کما ذکرہ البیہقی پس جسطرح آپ نے سفر آخرت کو پسند فرمایا حق تعالیٰ نے بھی آپ کے لیے
اُسی کو پسند فرمایا (کلہ من المواہب والمشکوٰۃ) **ساتویں روایت** مسلم میں

حضرت انسؓ سے ایک طویل حدیث مین جسمین ام ایمنؓ آپ کو یاد کرکے رونے لگین حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول مروی ہے کہ تم کیون روتی ہو کیا تمکو معلوم نہین کہ خدائے تعالیٰ کے پاس کی نعمتین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے (یہان سے) بہتر ہین اور اُنھون نے بھی تصدیق کی پھر رونے کی یہ وجہ بتلائی کہ وحی آسمان سے منقطع ہوگئی سو وہ دونون حضرات بھی رونے لگے **ف** اِس حدیث سے بھی تین صحابیون کا اتفاق مدعائے مقام پر ثابت ہوا **آٹھوین روایت** امام مسلم نے ابوموسیٰؓ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندونمین سے کسی اُمت پر رحمت کرنے کا ارادہ فرماتے ہین تو اُس اُمت کے پیغمبر کو اُمت سے پہلے وفات دیدیتے ہین اور اُس پیغمبر کو اُس امت کے لیے بطور میر سامان اور سلف کے آگے بھیجدیتے ہین اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہین تو پیغمبر کے زندہ رہتے ہوئے اُسکو سزا دیتے ہین اور اُسکو ہلاک کردیتے ہین اور وہ پیغمبر دیکھتا ہوتا ہے سو اُسکے ہلاک ہونیسے اُس پیغمبر کی آنکھین ٹھنڈی کرتے ہین چونکہ اُن لوگون نے اُس پیغمبر کی تکذیب اور نافرمانی کی تھی **ف** اِس حدیث سے آپ کے سفر آخرت کا امت کے حق مین علامت رحمت ہونا معلوم ہوا جیسے پہلی روایات مین خود آپ کے حق مین اتم نعمت ہونا ثابت ہوا تھا **نوین روایت** حضرت ابن عباسؓ سے اُس حدیث مین جسمین آپ اُن لوگون کا ثواب بیان فرما رہے تھے جنکی اولاد بچپن مین مرجاتی ہے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ جسکا کوئی بچہ آگے نہ گیا ہو آپنے فرمایا اپنی امت کے لیے مین آگے جاتا ہون کیونکہ میری (وفات کی) برابر اُن پر کوئی مصیبت ہی نہ ہوگی

ملے فی باب قبل باب اثبات حوض نبینا صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

روایت کیا اسکو ترمذی نے ف اس حدیث سے بھی آپ کی وفات کی ایک حکمت امت کے لیے معلوم ہوئی کہ اُسپر صبر کرنے سے ثواب عظیم کے مستحق ہوے دسوین روایت ابن ماجہ مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جسپر کوئی مصیبت پڑے وہ میری (وفات کے واقعہ) مصیبت کو یاد کرکے تسلی حاصل کرلے ف اسمین ثواب کے علاوہ ایک اور حکمت تسلی کی معلوم ہوئی گیارھوین روایت قیسؓ بن سعد سے روایت ہے کہ مین مقام حیرہ مین ایک رئیس کے سامنے رعایا کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھکر آیا اور حضور مین عرض کیا کہ آپ کے سامنے تو سجدہ کرنا اور زیادہ زیبا ہے آپ نے فرمایا اچھا اگر تم میری قبر پر گذرو تو کیا اُسکو بھی سجدہ کرو مین نے عرض کیا نہین آپ نے فرمایا تو بس ایسا مت کرو روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ف مطلب آپ کے سوال کا یہ ظاہر فرمانا تھا کہ تمھارے اقرار سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مسجودیت کے لیے حیات شرط ہے اور ظاہر ہے کہ حی حقیقی حق تعالیٰ کے سوا کوئی نہین تو بس سجدہ اُسی کو زیبا ہے اِس حدیث سے بھی ایک حکمت وفات کی مستنبط ہوئی کہ اگر آپ ہمیشہ ظاہر مین زندہ رہتے تو عجب نہین ہزارون نادانون کو شبہہ الوہیت کا آپ پر ہو جاتا سو وفات سے حیات خاص کا زوال اور اُس سے عدم الوہیت پر استدلال ظاہر ہو گیا اور امت کے لیے یہ بڑی رحمت ہے بارھوین روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین نے اللہ تعالیٰ سے اپنی وفات کے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کے متعلق پوچھا ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ آپکے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ ستارون کے ہین کہ کوئی کسی سے زیادہ قوی ہوتا ہے مگر نور سب مین ہے سو جو شخص اُنکے اختلاف کی جس شق کو لے لیگا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے

روایت کیا اسکو رزین نے **ف** یہ اختلاف فروع اجتہادیہ مین وجوہ دلالت نصوص کے اختلاف سے ہے جسمین ہر شخص کا قصد اتباع دلیل شرعی کا ہے سو یہ رحمت ہے کہ اسمین امت کو سہولت ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اختلاف موقوف ہے اجتہاد پر اور اگر حضور تشریف رکھتے ہوتے تو ہر واقعہ مین نص حاصل ہو سکتی تھی اجتہاد کا باب کیسے واسع ہوتا تو یہ سہولت مختصہ بوجود اجتہاد کہ رحمت حق بحدیث مذکور ہے کیسے ظاہر ہوتی پس اول کی سات روایتون سے خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین آپ کی توجہ ملاء اعلی کی نعمت ہونے کی وجوہ اور اخیر کی پانچ روایتون سے امت کے حق مین اسکی رحمت ہونے کی وجوہ ثابت ہوتی ہین لیکن اسکے یہ معنی نہین کہ یہ واقعہ کسی حیثیت سے بھی مصیبت نہین ہے اول تو خود روایات بالا مین بعض حکمتین خود مصیبت ہونے پر ہی متفرع ہین دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم جو بعد انبیا علیہم السلام کے اکمل البشر ہین علماً بھی عملاً بھی قالاً بھی نسی اضطرار کے اقوال و افعال صادر نہ ہوتے اور وہ تو بشر تھے ملائکہ تک سے تاسف اور بکا ثابت ہے چنانچہ بیہقی کی روایت مین ہے کہ آپ کے اخیر وقت مین جبرئیل علیہ السلام نے کہا ھذا آخر موطئی من الارض یعنی یہ میرا آخری آنا ہے زمین پر یعنی وحی لیکر اسکے سیاق سے تاسف ظاہر ہے اور ابو نعیم نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ جب روح قبض ہوئی تو ملک الموتؑ روتے ہوئے آسمان کو چڑھے اور مین نے آسمان سے آواز سنی وامحمداہ اس سے بکاء عزرائیل کا ثابت ہوا اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انسؓ سے آپکی وفات کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کا تعزیت کے لیے اصحاب کے پاس آنا اور اُن کا رونا روایت کیا ہے اگر خضر علیہ السلام پیغمبر ہون اور اہل حق کے نزدیک پیغمبر ملائکہ سے

افضل ہوتے ہیں تو انکا رونا ملائکہ کے رونے سے بھی زیادہ عجیب ہے اور دلیل ہے
اسکے مصیبت ہونے کی تیسری روایات میں مصیبت ہونے کی وجود کی تصریح بھی ہے
چنانچہ مرفوع حدیث میں مسلم نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے اصحاب کے لیے سبب امن ہوں جب میں
چلا جاؤں گا تو موعودہ بلائیں (فتن وحروب) اُن پر آوینگی اور میرے اصحاب
میری امت کے لیے سبب امن ہیں جب میرے اصحاب چلے جاوینگے تو موعودہ بلائیں
(بدعات وشرور) امت پر آوینگی اور موقوف حدیث میں اور پر ساتویں روایت میں
حضرت ام ایمنؓ کا قول کہ آسمان سے وحی منقطع ہوگئی جس نے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ
کو بھی رلا دیا آچکا ہے یہ تینوں امر اُسکے مصیبت ہونے پر صریح دلیل ہیں اور ایک
واقعہ کا مختلف حیثیتوں میں مختلف وصف سے موصوف ہونا کوئی امر غریب نہیں ہے
اس تحقیق کے بعد مختصراً واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

آپکا ابتدائے مرض حضرت میمونہؓ کے گھر ہوا اور بعض کے نزدیک حضرت زینبؓ
بنت جحش کے گھر اور بعض کے نزدیک ریحانہؓ کے گھر (یہ آپ کی کنیزک تھیں) اور پیر
کے دن ابتدا ہوئی اور بعض کے نزدیک ہفتہ کے دن اور بعض کے نزدیک بدھ
کے دن اور کل مدت مرض بعض نے تیرہ دن کہے ہیں بعض نے چودہ بعض نے
بارہ بعض نے دس میرے نزدیک اس اختلاف میں تطبیق یہ ہے کہ مرض کی
بالکل ابتدا کو بعض لوگ خفیف سمجھکر شمار نہیں کرتے بعض لوگ شمار کرتے ہیں
اب سب اقوال جمع ہوجاوینگے اور مرض درد سر سے شروع ہوا اور
اُسمیں بخار بڑھ گیا اور آپ کو جو خیبر میں یہودیوں نے گوشت میں زہر دیا تھا

اور آپ نے تھوڑا سا تناول فرمانے کے بعد جب انکشاف ہوا چھوڑ دیا تھا آپ نے اس مرض مین یہ بھی فرمایا کہ اُس زہر کا اثر ہمیشہ ہوتا رہا مگر اب اُس نے اپنا پورا کام کر دیا ہے تو اِس معنی کر حضورؐ کو زہر سے شہادت ہوئی چنانچہ ابن مسعودؓ اور بھی بعض سلف اِسکے قائل تھے اور بعض ضعیف روایات مین آپ کا مرض ذات الجنب آیا ہے اور بعض روایات مین خود آپ کے ارشاد سے اسکی نفی آتی ہے بعض علما نے وجہ جمع مین یہ کہا ہے کہ ذات الجنب کا اطلاق دو مرضون پر آتا ہے ایک جو ورم حار سے ہو دوسرا جو اضلاع کے درمیان ریح کے احتباس سے ہو اول کی نفی ہے دوسرے کا اثبات چنانچہ ابن سعدؒ کی روایت مین تصریح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاصرہ یعنی درد کوکھ کا دورہ ہوتا تھا اُسمین شدت ہوگئی جب مرض مین شدت ہوئی حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور اُنھون نے سترہ نمازین پڑھائین اور درمیان مین ایک وقت نہایت تکلف سے آپ نے بھی بیٹھکر نماز پڑھائی اور ایک روز صحابہؓ کے رنج وغم کو سُنکر باہر مسجد مین تشریف لائے اور منبر پر بیٹھکر بہت سے وصایا ونصائح ارشاد فرمائین اور واحدی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ آپنے قریب زمانہ وفات کے ہم لوگون کو حضرت عائشہؓ کے گھر مین جمع کیا اور قرب سفر کی خبر سُنائی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دیگا فرمایا میرے گھر والے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کفن کس کپڑے مین دین فرمایا میرے اِن ہی کپڑون مین (آپکا لباس ردا و ازار و قمیص ہوتا تھا) اور اگر چاہو مصر کے سفید کپڑون مین یا یمانی چادر جوڑہ مین ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر نماز کون پڑھیگا فرمایا جب غسل و کفن سے فارغ ہو تو میرا جنازہ قبر کے قریب رکھکر ہٹ جانا اول ملائکہ نماز پڑھین گے

پھر تم گروہ گروہ آتے جانا اور نماز پڑھتے جانا اور اول اہل بیت کے مرد پڑھین پھر اُنکی عورتین پھر تم اور لوگ ہم نے عرض کیا کہ قبر مین کون اُتاریگا آپنے فرمایا میرے اہل بیت اور اُنکے ساتھ ملائکہ ہون گے طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا اور بہت ہی ضعیف روایت ہے اور ایک روز جبکہ مسجد مین حضرت ابوبکرؓ صحابہؓ کو نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دولت خانہ کا پردہ اُٹھایا اور صحابہ کو دیکھکر تبسّم فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ تشریف لاوینگے اُسوقت صحابہؓ کی بیتابی کا عجب حال تھا قریب تھا کہ نماز مین کچھ پریشانی ہو جاوے اور حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑکر دولت خانہ مین تشریف لیگئے

بس یہ تھی اخیر زیارت آپ کی حیات مین اور کچھ واقعات قرب وفات کے روایات بالا کے ضمن مین مذکور ہوئے ہین اور وفات[۱] آپ کی شروع ربیع الاول سنہ دس ہجرت روز دوشنبہ کو قبل زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی اور بوجہ غلبۂ حیرت و دہشت کہ بعضون کو وفات ہی کا یقین نہ ہوا بعضے ہوش مین نہ رہے بعضے احکام متعلق خاص آپکے غسل و کفن و صلوٰۃ و دفن کے خفی رہے کیونکہ اور اموات پر تو آپ کو قیاس اسلیے نہین کیا کہ احتمال غالب خصوصیت کا تھا چنانچہ کچھ خصوصیتین واقع مین بھی ثابت ہوئین اور نص اسلیے مشہور نہ تھی کہ صحابہ نے عام سوالات کی طرح اسکو تحقیق نہین کیا اور دل بھی کیسے گوارا کرتا کہ اسکا نام بھی زبان پر لاوین گو مستقل مزاج مخصوصین و مقربین صحابہ نے ان احکام کا علم بھی حاصل کر رکھا تھا

---

[۱] اور تاریخ کی تحقیق نہین ہوئی اور بارھوین جو مشہور ہے وہ حساب درست نہین ہوتا کیونکہ اُس سال ذی الحجہ کی نوین جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے بس جمعہ کو نوین ذی الحجہ ہوکر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہین ہو سکتی ۱۲ منہ

اور بعض کے متعلق عین وقت پر الہام ہوا چنانچہ آگے آتا ہے مگر تاہم عام طور پر تو ان معلومات کا ذخیرہ مجمع کے پاس نہ تھا پھر اسلام کی آیندہ حفاظت کے انتظام کی جُدا فکر تھی اور واقع مین یہ فکر سب سے مہم تھی اور وہ موقوف تھا کسی ایک شخص کو حاکم بناکر اُسپر مجتمع و متفق ہو جانے پر کچھ دیر اسمین لگی پھر نماز آپ کی لوگون نے متفرق طور پر پڑھی کیونکہ اسمین جماعت نہوئی تھی جیسا آگے آتا ہے اور اسمین دیر لگنا ظاہر ہے اور جسد مبارک کے تغیر کا احتمال نہ تھا اسلیے یہی چاہا کہ سب اس شرف نماز سے شرفیاب ہو جاوین ان مجموعی اسباب کو لازم تھا دفن مین توقف ہونا چنانچہ وہ دن پیر کا اور اگلا دن منگل کا گذر کر شب چہارشنبہ کو دفن کیے گئے اور ایک دوسری روایت مین ہے کہ یوم منگل مین دفن ہوے اور ایک تیسری روایت مین ہے کہ یوم بدھ مین دفن ہوئے مگر یہ دونون روایتین بھی پہلی روایت پر محمول ہین اسطرح سے کہ عربی حساب مین رات شروع ہو جانے سے تاریخ بدل جاتی ہے پس اس بنا پر منگل گذرنے کے بعد کی شب کو یوم بدھ کہدیا اور بعض اہل عرف شروع رات کو تابع تاریخ گذشتہ کے سمجھا کرتے ہین پس اس بنا پر شب مذکور کو یوم منگل کہدیا اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ جیسا ہوش ربا تھا اسپر نظر کرتے ہوئے تو آپ بہت ہی جلد دفن ہوئے ورنہ مہینون کا بھی توقف عجیب نہ تھا اور صحابہ کا ایسی حالت مین یہ استقلال یہ بھی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیض صحبت و تربیت تھا و رخشک مزاج خالی دماغ معترض کو اس کا کیا ذوق ہو سکتا ہے ؎

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست	حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو غسل دینا چاہا تو تحیر

کہ آپ کے کپڑے مثل اموات کے اُتارے جاوین یا مع کپڑون کے غسل دین جب
اسمین اختلاف ہوا اللہ تعالیٰ نے اُنپر نیند کو مسلط کیا اور گھر کے گوشہ سے ایک کلام
کرنے والے نے کلام کیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون ہے کہ مع کپڑون کے غسل دو
بس قمیص کے اوپر پانی ڈالتے تھے اور قمیص سمیت ملتے تھے اور ابن سعد کی روایت
مین ہے کہ اُسوقت ایک تیز خوشبودار ہوا اُٹھی اھ پھر آپ کا کرتہ نچوڑ دیا گیا اور
آپ کے کفن مین بہت سے اقوال ہین ترمذی نے حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کو سب سے
اصح کہا ہے کہ آپ کو تین سفید یمانی کپڑون مین کفن دیا گیا جنمین قمیص اور عمامہ نہ تھا
کسی نے لوگون کا قول نقل کیا کہ دو سفید کپڑے اور ایک مخطط اُنھون نے کہا کہ مخطط
کپڑا لایا تو گیا تھا مگر واپس کر دیا گیا اور اسمین آپ کو کفن نہین دیا اور شیخین کی یہ بھی
روایت ہے کہ وہ تینون کپڑے سوت کے تھے (اور حنفیہ نے قمیص کو اس لیے
مسنون کہا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت کو قمیص دیا روایت کیا اسکو
بخاری و مسلم نے) اور حضرت عائشہؓ کی حدیث سے جسمین نفی قمیص کی ہے یہ بھی معلوم
ہوا کہ جس قمیص مین حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا وہ نکال لیا گیا تھا نووی
نے اسی کو صواب کہا اور عقلی وجہ سے بھی اسکو ترجیح دی ہے کہ اگر وہ رہتا تو تمام
اوپر کا کفن تر ہوکر خراب ہو جاتا اور ابو داؤد کی روایت کو جسمین دو کپڑے اور وہ
قمیص جسمین آپ کی وفات ہوئی مروی ہین یزید بن زیاد کی وجہ سے ضعیف کہا ہے
اور ابن ماجہ مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ کا جنازہ تیار کر کے
گھر مین گیا تو اول مردون نے گروہ گروہ ہوکر نماز پڑھی پھر عورتین آئین پھر بچے
آئے اور اس نماز مین کوئی امام نہین ہوا پھر دفن مین کلام ہوا تو حضرت ابو بکرؓ نے

فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیا کی روح اُسی جگہ
قبض کرتے ہین جہان وہ انبیا دفن ہونا پسند کرتے ہین آپ کو اُس جگہ دفن کرو
جہان آپ کا بستر تھا روایت کیا اسکو ترمذی نے (اس سے یہ لازم نہین آتا کہ
ہر نبی کا مدفن اُنکا محل وفات ہی ہو بلکہ صرف محل وفات مین دفن کا محبوب ہونا
ثابت ہوتا ہے اور لوگ اپنے ارادہ سے یا کسی عارض کی وجہ سے دوسری جگہ
دفن کردین تو اور بات ہے) اور حضرت ابو طلحہؓ نے آپ کی لحد کھودی اور قبر شریف
مین چار حضرات نے اُتارا حضرت علیؓ حضرت عباسؓ اور دو صاحبزادے حضرت
عباسؓ کے قثمؓ اور فضلؓ اور آپکی لحد پر نو اینٹین کچی کھڑی کی گئین اور شقرانؓ نے کہ آپ کے آزاد کیے ہوئے
غلام تھے اپنی رائے سے ایک کھیس نجران کا بنا ہوا جسکو آپ اوڑھا کرتے تھے قبر شریف
مین بچھا دیا تھا مگر ابن عبد البر نے نقل کیا ہے کہ پھر وہ نکال لیا گیا اور حضرت بلالؓ نے
ایک مشک پانی کی قبر شریف پر چھڑک دی سرھانے کی طرف سے شروع کیا اور بخاری
مین سفیان تمار سے روایت ہے کہ انھون نے آپ کی قبر شریف کوہان کے شکل کی
دیکھی اور دارمی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ مین نے آپ کی تشریف آوری
مدینہ کے دن سے زیادہ کوئی دن احسن اور روشن تر اور یوم وفات سے زیادہ
اقبح اور تاریک تر نہین دیکھا ترمذی نے اُنسے روایت کیا ہے کہ جس روز حضورؐ
مدینہ مین تشریف لائے ہین اُسکی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس روز آپ کی وفات
ہوئی ہے اُسکی ہر چیز تاریک ہو گئی اور ہنوز دفن کر کے مٹی سے ہاتھ بھی نہ جھاڑے
تھے کہ اپنے قلوب مین ہمنے تغیر پایا (اسکا یہ مطلب نہین کہ نعوذ باللہ ہمارے عقیدے
یا عمل مین فرق آگیا بلکہ آپ کی قرب وصحبت ومشاہدہ کے ساتھ جو انوار خاص تھے

وہ نہ رہے اور شیخ کامل سے قرب و بُعد مین تفاوت اَب بھی مشاہد ہے) اور قبر شریف کی زیارت مین صحیح حدیثین آئی ہین چنانچہ دار قطنی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی اور عبدالحق نے اپنے احکام وسطی وصغری مین اِسکو روایت کرکے اِس سے سکوت کیا اور انکا سکوت (بوجہ اس التزام کے) دلیل ہے اسکی صحت پر اور معجم کبیر طبرانی مین ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا من جاء نی زائرا لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعا لہ یوم القیامۃ اسکو ابن السکن نے صحیح کہا ہے اور متکلم فیہ حدیثین اس باب مین کثیر ہین اور تعدد طرق وتقوی باحادیث صحیحہ مذکورہ سابقہ اُن کے ضعف کا جابر ہو سکتا ہے یہ تو فتوی استدلال تھا اور ذوق اِس فتوے کو یہ کہکر قوی کرتا ہے ۵

عَلٰی بِرَبْعِ الْعَامِرِیَّۃِ وَقْفَۃٌ	۵ لیلیٰ عامریہ کی منزل پر کچھ توقف کرنا مجھپر لازم ہے
لِیُمْلِیْ عَلَیَّ الشَّوْقُ وَالدَّمْعُ کَاتِبٌ	تاکہ شوق مجھکو مضمون لکھوائے اور آنسو لکھنے والا ہو ۱۲
وَمِنْ مَّذْھَبِیْ حُبُّ الدِّیَارِ لِاَھْلِہَا	۵۲ اور میرا مذہب ہے گھروں سے محبت کرنا گھر والوں کی علاقہ سے
وَلِلنَّاسِ فِیْمَا یَعْشِقُوْنَ مَذَاھِبُ	اور لوگوں کے اپنی محبوب چیزوں کے باب مین مختلف مذاہب ہین ۱۲

اور ایک حدیث مین جو وارد ہے لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد وہ سفر الی القبر الشریف کی نہی پر دلالت نہین کرتی کیونکہ یہان استثنا مفرغ ہونے سے مستثنیٰ منہ مقدر ہے اور بوجہ متصل ہونے استثنا کے چونکہ اصل اسمین متصل ہے وہ مستثنیٰ کی جنس سے ہوگا اور جسقدر اقرب الی التجانس ہوگا وہ احق للتعیین ہوگا اور جنس قریب مساجد ثلثۃ کی ظاہر ہے کہ مفہوم مسجد ہے پس تقدیر اسطرح ہوگی لا تشد الرحال

الی مسجد الا الی ثلثۃ مساجد اس صورت مین مطلقاً مشاہد و مقابر کی طرف
سفر کرنا حدیث مذکور مین مسکوت عنہ ہوگا اور نہی پر دال نہ ہوگا اور تائید اسکی
ایک صریح حدیث سی ہوتی ہے جسکو مولانا مفتی صدر الدین خان دہلوی مرحوم و مغفور
نے اپنے رسالہ المنتہی المقال مین اسطرح نقل کیا ہے فی مسند احمد عن ابی سعید الخدری
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاینبغی للمطی ان یشد رحالہ الی مسجد ینبغی فیہ الصلوٰۃ
غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی ہذا اور معنی اسکی یہ ہین کہ دوسرے مساجد کی طرف
جنمین کہ تضاعف ثواب کا وعدہ نہین ہے اس نیت سے سفر کرنا کہ وہان
نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب ہوگا تقول علی الشارع ہے اسلیے منہی عنہ ہے اور مقابر
خاصّہ مین برکات خاصّہ ثابت ہین پھر زوروا القبور مین بھی اطلاق اذن ہے البتہ
یہ شرط ضرور ہے کہ اور مفاسد لازم نہ آوین خوب سمجھ لو من المواہب اللصفیۃ ترنو

اَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنْتَ رَجَاءَنَا
وَکُنْتَ بِنَا بَرًّا وَّلَمْ تَكُ جَافِیًا
وَکُنْتَ رَحِیْمًا هَادِیًا وَّمُعَلِّمًا
لِیَبْكِ عَلَیْكَ الْیَوْمَ مَنْ کَانَ بَاكِیًا
فِدًی لِرَسُوْلِ اللّٰہِ اُمِّیْ وَخَالَتِیْ
وَعَمِّیْ وَخَالِیْ ثُمَّ نَفْسِیْ وَمَالِیَا
فَلَوْ اَنَّ رَبَّ النَّاسِ اَبْقٰی نَبِیَّنَا
سَعِدْنَا وَلٰكِنْ اَمْرُہٗ کَانَ مَاضِیًا
عَلَیْكَ مِنَ اللّٰہِ السَّلَامُ تَحِیَّةً
وَاُدْخِلْتَ جَنَّاتٍ مِّنَ الْعَدْنِ رَاضِیًا

؎ یا رسول اللہ آپ ہمارے امید گاہ تھے اور آپ ہمپر شفیق تھے اور سخت نہ تھے ؎ اور آپ رحیم ہادی اور تعلیم فرمانے والے تھے جسکو رونا ہو آج آپپر روئے ؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہو میری مان اور خالہ اور چچا اور مامون پھر میری جان اور مال ؎ سو اگر پروردگار عالم ہمارے نبی کو باقی رکھتا تو ہم سعادت اندوز ہوتے لیکن اسکا حکم نافذ ہونے والا ہے ؎ آپ پر اللہ تعالی کی طرف سے تحیت ہو اور آپ جنات عدن مین راضی ہوکر داخل کیے جاوین ۱۲ منہ

فصل اٹھائیسویں آپ کے عالمِ برزخ میں تشریف رکھنے کے متعلق بعض احوال وفضائل میں۔ پہلی روایت ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیّب سے روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر آپ کی اُمّت کے اعمال صبح وشام پیش نہ کیے جاتے ہوں کذا فی المواہب دوسری روایت مشکوٰۃ میں حضرت ابو الدرداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاؑ کے جسد کو کھاسکے پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور اُنکو رزق دیا جاتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ف پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اُس عالم کے مناسب ہوتا ہے اور گو شہدا کے لیے بھی حیات اور رزق وقیت وارد ہے مگر انبیا علیہم السّلام میں اُنسے اکمل واقوی ہے اور تیسری روایت بیہقی وغیرہ نے حدیث انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا علیہم السّلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں کذا فی المواہب ف یہ تکلیفی نہیں بلکہ تلذّذ کے لیے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ آپ کو ہر جگہ سے پکارنا جائز ہے کیونکہ مشکوٰۃ میں بیہقی سے بروایت حضرت انسؓ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اُسکو میں خود سُن لیتا ہوں اور جو شخص دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجکو پہونچائی جاتی ہے یعنی بذریعۂ فرشتوں کے جیسا مشکوٰۃ ہی میں نسائی اور دارمی سے بروایت ابن مسعودؓ آپ کا ارشاد مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ملائکہ زمین میں سیاحت

کرنے والے مقرر ہین کہ میری اُمّت کی طرف سے مجھکو سلام پہونچاتے رہتے ہین
چوتھی روایت مشکوٰۃ مین نُبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبار
حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا
ذکر کیا تو حضرت کعبؓ نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہین آتا جسمین ستر ہزار فرشتے نہ آتے
ہون یہان تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو بازو مارتے ہوئے
احاطہ کر لیتے ہین اور آپ پر درود پڑھتے ہین یہان تک کہ جب شام ہوتی ہے
وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہین اور دوسرے فرشتے اُسی طرح کے اُترتے ہین اور
ایسا ہی کرتے ہین یہان تک کہ جب (قیامت کے دن) زمین قبر کی شق ہوگی
تو آپ ستر ہزار فرشتون کے ساتھ باہر تشریف لاوینگے کہ وہ آپ کو لے چلینگے
روایت کیا اسکو دارمی نے **ف** اِس سے آپ کا شرف عظیم برزخ مین
ظاہر ہے **پانچوین روایت** مشکوٰۃ مین ابوداوٗد و بیہقی سے بروایت ابوہریرہؓ
ارشاد نبویؐ نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھپر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھپر میری روح کو
واپس کر دیتا ہے یہان تک کہ مین اُسکے سلام کا جواب دیتا ہون **ف** اِس سے
حیات مین شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری روح جو ملکوت و جبروت
مین مستغرق تھی جسطرح کہ دنیا مین نزول وحی کے وقت کیفیت ہوتی تھی اُس سے
افاقہ ہو کر سلام کی طرف متوجہ ہو جاتا ہون اسکو ردّ روح سے تعبیر فرمادیا کذا
فی اللمعات **تلخیص مجموعۂ روایات** سے علاوہ فضیلت حیات و اکرام ملائکہ
کے برزخ مین آپکے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہین اعمال امت کا ملاحظہ فرمانا نماز پڑھنا
غذا مناسب اُس عالم کے نوش فرمانا سلام کا سُننا نزدیک سے خود اور دور سے

بذریعہ ملائکہ سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً ثابت ہیں اور احیاناً بعض خواص امت سے تیقظ میں کلام اور ہدایت فرمانا بھی آثار و اخبار میں مذکور ہے اور حالتِ رؤیا و کشف میں تو ایسے واقعات حصر و احصار سے متجاوز ہیں اور ان مشاغل کے ایک وقت اجتماع سے تزاحم کا وسوسہ نکیا جاوے کیونکہ برزخ میں روح کو بالخصوص روح مبارک کو بہت وسعت ہوتی ہے مگر اس وسعت سے امور غیر ثابتہ بالدلیل الصحیح یعنی منفیہ یا مسکوت عنہا کو ثابت یا ثابتہ احیاناً کو ثابت بالدوام ماننا جائز نہیں ہوگا خوب سمجھ لیا جاوے

تاللہ اُقسِمُ ما وَ اَتَاکَ مُنکَسِرٌ
اِلّا وَ عَجَّبَ مِنہُ الکَسرَ یَنجَبِرُ
وَلَا احتَمٰی بِحِمَاکَ المُحتَمِی فَزَعًا
اِلّا دَعَا وَ بِأَمنٍ مَا لَہُ خَطَرُ
وَلَا اَتَاکَ فَقِیرُ الحَالِ ذُو اَمَلٍ
اِلّا وَ فَاضَ مِنَ الاِفضَالِ لَہُ نَھَرُ
وَلَا اَتَاکَ امرُءٌ مِن ذَنبِہٖ وَجِلٌ
اِلّا دَعَا وَ بِعَفوٍ وَھُوَ مُغتَفَرُ
وَلَا دَعَاکَ لَھِیفٌ عِندَ نَازِلَۃٍ
اِلّا وَ لَبَّاہُ مِنکَ العَونُ وَ الیُسرُ
یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیبِکَ مَن زَانَت بِہِ العُصُرُ

۵۱ میں قسم کھاتا ہوں کہ آپکے پاس (مزار شریف پر) کوئی شکستہ حال (دعا کے لیے عرض کرنیکو) نہیں پہنچا مگر کہ اسکی شکستگی کی اصلاح ہوگئی (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا) ۵۲ اور نہ کسی پناہ لینے والے نے گھبرا کر آپکے دربار میں پناہ لی مگر کہ امن و امان کے ساتھ واپس ہوا اس حالت سے کہ اسکو اپنی حاضری پر شرمندگی نہیں ہوئی (جیسا ناکام جانے میں ہوتی) ۵۳ اور نہ آپکے پاس (مزار شریف پر) کوئی فقیر حال امیدوار (دعا کے لیے عرض کرنیکو) حاضر ہوا مگر کہ اسکے نشان قدم ہی اسکے لیے نہر حوائج کی جاری ہوگئی اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا ۵۴ اور نہ آپکے پاس (مزار شریف پر) کوئی شخص اپنے گناہ سے ڈرتا ہوا (دعائے مغفرت کے لیے عرض کرنیکو) آیا مگر کہ وہ عفو کے ساتھ بخشا ہوا ہوگیا (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا) ۵۵ اور نہ کسی مغموم نے کسی حادثہ کیوقت آپکو (مزار پر حاضر ہوکر دعا کے لیے) پکارا مگر آپکی جانب سے عون اور آسانی نے اسکو جواب دیا (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا) ۱۲ منہ

فصل اُنتیسویں آپ کے اُن بعض فضائل مختصہ میں جو میدان قیامت میں ظاہر ہونگے
پہلی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں سردار ہوں گا اولاد آدم کا (یعنی کل آدمیوں کا) قیامت کے روز اور میں اُن سب میں پہلا ہوں گا جنکی قبر شق ہوگی (یعنی سب سے اول میں قبر سے اُٹھونگا اور سب (شفاعت کرنیوالوں) سے پہلا شفاعت کرنے والا ہونگا) اور سب سے اوّل میری شفاعت قبول کیجاوے گی روایت کیا اسکو مسلم نے اور شیخین کی ایک حدیث میں جو قیامت میں صعقہ سے سب سے اوّل موسیٰ علیہ السلام کا ہوش میں آنا آیا ہے سو یہ وہ صعقہ نہیں ہے جسکے بعد بعث ہوگا کہ اُسمیں حضورؐ سب سے مقدم ہیں بلکہ بعد بعث کے ایک صعقہ فزع ہوگا جیسا کہ آپ کا فاکون اول من یفیق فرمانا اسکا قرینہ ہے سو اُسمیں موسیٰ علیہ السلام مقدم ہوں گے جسمیں احتمال یہ ہے کہ وہ کسی عارض سے ہو جسکی طرف خود اُس حدیث میں بھی اشارہ ہے فلا ادری احوسب بصعقة الطور الخ یعنی طور پر بیہوش ہوجانیکے عوض میں شاید اُسوقت بیہوش نہ ہوئے ہوں یا پہلے ہوش میں آگئے ہوں جیسا عنقریب ابراہیم علیہ السلام کے تقدم فی اللباس کی وجہ اسی کی نظیر آتی ہے دوسری روایت حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں سب پیغمبروں سے زیادہ ہوں گا اس بات میں کہ میرے تابع قیامت کے روز زیادہ ہوں گے اور میں سب سے اول دروازہ بہشت کا کھٹکھٹاؤں گا روایت کیا اسکو مسلم نے تیسری روایت مواہب میں ابن زنجویہ سے بروایت کثیر بن مرہ حضرمی روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں

ف یعنی اسی فصل کی ساتویں روایت میں ۱۲ منہ

(قیامت کے روز) براق پر ہونگا اور تمام انبیاؑ مین سے اُس روز مین اُسکے ساتھ مختص ہونگا چوتھی روایت حضرت جابرؓ سے ایک حدیث مین جسمین خصائص کا ذکر ہے یہ جملہ بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا مروی ہے کہ مجکو شفاعت (کبریٰ) عطا کی گئی ہے (جو تمام عالم کے واسطے فصل حساب کے لیے ہوگی اور وہ آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے پانچوین روایت حضرت ابوسعیدؓ سے منجملہ خصائص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ میرے ہاتھ مین (قیامت کے روز) لواء الحمد ہوگا اور مین فخر کی راہ سے نہین کہتا اور جتنے نبی ہین آدمؑ بھی اور اُنکے سوا اور بھی وہ سب میرے اُس لواء کے نیچے ہون گے روایت کیا اسکو ترمذی نے چھٹی روایت حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین سب سے پہلے قبر سے نکلونگا جب لوگ مبعوث ہونگے اور مین اُنکا پیشرو ہون گا جب حق تعالیٰ کی پیشی مین آوینگے اور مین اُنکی طرف سے (شفاعت کے لیے) بات چیت کرونگا جب وہ خاموش ہون گے اور اُن سب مین مجھسے شفاعت کے لیے درخواست کیجاویگی جب وہ (موقف مین حساب سے) محبوس کیے جاوینگے اور مین اُنکا بشارت دینے والا ہون گا جب وہ ناامید ہوجاوینگے اور کرامت (اور ہر خیر) کی کنجیان اُس دن میرے ہاتھ مین ہونگی اور لواء الحمد اُس روز میرے ہاتھ مین ہوگا اور مین اپنے رب کے نزدیک تمام بنی آدم سے زیادہ مکرم ہون گا ایک ہزار خادم (میرے اکرام و خدمت کے لیے) میرے پاس آمد و رفت کرینگے (اور ایسے حسین ہون گے) گویا کہ وہ بیضے ہین جو (غبار وغیرہ سے) محفوظ ہون

یا موتی ہین جو بکھرے پڑے ہون روایت کیا اسکو ترمذی اور دارمی نے ف اور فصل سابق کی
چوتھی روایت مین قبر شریف سے نکلنے کے وقت ستر ہزار فرشتون کا آپکے جلو مین
ہونا مذکور ہو چکا ہے ساتوین روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (بعد انشقاق ارض کی حالت کی نسبت) فرمایا کہ
مجکو جنت کے جوڑون مین سے ایک جوڑا پہنایا جائیگا پھر مین عرش کی داہنی طرف کھڑا
ہون گا کہ کوئی شخص خلائق مین سے بجز میرے اُس مقام پر کھڑا نہ ہوگا روایت کیا
اسکو ترمذی نے ف لمعات مین ہے کہ غالبًا یہ مقام محمود ہے اور ایک تفسیر مقام
محمود کی ابن مسعودؓ و مجاہدؒ سے آپ کا عرش پر بٹھلایا جانا اور ایک تفسیر ابن عباسؓ سے
کرسی پر بٹھلایا جانا مواہب مین مع مالہ وما علیہ وارد ہے اور ابن مسعودؓ کی حدیث
مین جسکو دارمی نے روایت کیا ہے جو یہ آیا ہے کہ مجکو ابراہیم علیہ السلام کے بعد
لباس پہنایا جاویگا تو خود اُس حدیث مین غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبر سے
نکلنے کے وقت نہین ہے بلکہ میدان قیامت کا ذکر ہے چنانچہ اُسمین ہے ویجاء بکم
حفاۃ پس تطبیق اسطرح ہوئی کہ ایک لباس تو قبر سے نکلنے کے قبل پہنایا جاویگا اُسمین
حضورؐ مقدم ہین اور ایک لباس قبر سے نکلنے کے بعد پہنایا جاویگا اُسمین حضرت
ابراہیم علیہ السلام مقدم ہون گے جسکی وجہ شاید یہ ہو کہ اُنکو بقول مورخین نمرود نے
آگ مین زائد کپڑے اُتار کر ڈالا تھا یہ اُسکا صلہ ہو بہرحال انشقاق ارض کے بعد
لباس عطا ہونے مین حضورؐ ہی مقدم ٹھیرے آٹھوین روایت حضرت ابو ہریرہؓ
سے ایک طویل حدیث مین روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جہنم کے وسط مین پل صراط قائم کیا جاویگا سو سب رسولون سے پہلے مین اپنی امت کو

لیکر گذرونگا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **نوین روایت** حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور وہ سب اسکا فخر کرینگے کہ کس کے حوض پر لوگ زیادہ آتے ہین اور مجکو امید ہے کہ میرے حوض پر لوگ بہت آوینگے (کیونکہ میری امت زیادہ ہوگی) روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس سے آپکے حوض کا اورون کے حوض سے پُر رونق زیادہ ہونا ثابت ہوا اور یہ آپکے خصائص مین سے ہے **دسوین روایت** حضرت انسؓ سے ایک حدیث طویل مین روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (اذن بالشفاعۃ کے متعلق) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے قلب مین ایسے مضامین حمد وثنا کے القا فرماوینگے کہ اب میرے ذہن مین حاضر نہین روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **ف** یہ علمی فضیلت آپکی اُس روز ظاہر ہوگی کہ ذات وصفات کے متعلق ایسے وسیع معلومات کے ساتھ آپ خاص ہونگے یہ سب حدیثین بجز تیسری روایت کے مشکوٰۃ مین ہین

من القصیدۃ

هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ ۝ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

دَعَا إِلَى اللهِ فَالْمُسْتَمْسِكُونَ بِهِ ۝ مُسْتَمْسِكُونَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمِ

إِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي مَعَادِي آخِذًا بِيَدِي ۝ فَضْلًا وَإِلَّا فَقُلْ يَا زَلَّةَ الْقَدَمِ

۱ وہی ہے ایسا محبوب خدائے تعالیٰ کا کہ اُسکی شفاعت کبریٰ کی امید کیجاتی ہے ہر ہول کے لیے جو لہائے روز قیامت سے جسمین آدمی بزور داخل کیے جاوینگے **۲** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو خدا کی طرف بلایا سو جسنے آپکے طریق کو مضبوط پکڑ لیا تو اُسنے ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جو کبھی نہین ٹوٹنے کی (بلکہ قیامت مین بھی وہ ذریعہ شفاعت بنے گی) **۳** اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہ فضل وکرم واد روئے عہد میری دستگیری آخرت مین یاد نہ فرمائین گے تو کہہ کہ افسوس میری لغزش قدم پر کہ کیون اعمال صالحہ نہ کیے

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ وَلَنْ یَّضِیْقَ رَسُوْلَ اللّٰہِ جَاھُکَ بِیْ اِذَا الْکَرِیْمُ تَجَلّٰی بِاسْمِ مُنْتَقِمِ یَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِیْ مِنْ زَلَّۃٍ عَظُمَتْ اِنَّ الْکَبَائِرَ فِی الْغُفْرَانِ کَاللَّمَمِ لَعَلَّ رَحْمَۃَ رَبِّیْ حِیْنَ یَقْسِمُھَا تَاْتِیْ عَلٰی حَسَبِ الْعِصْیَانِ فِی الْقِسَمِ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ	۵۴ اے بزرگترین مخلوقات بوقت نزول حادثۂ عظیم وعام کے آپکے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جسکی مین پناہ لون (صرف آپ ہی کا بھروسا ہے) ۵۵ اور ہرگز تنگ نہوگا عرصۂ قدر و منزلت آپکا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب شفاعت میری کے اُسوقت کہ خداوند کریم بصفت منتقم جلوہ فرما ہوگا ۵۶ اے میرے نفس اُس گناہ کے سبب جو بڑا ہے عفو سے نا امید مت ہو کیونکہ بے شک گناہان کبیرہ در باب بخشش مثل صغیرہ ہین ۵۷ امید ہے کہ میرے پروردگار کی رحمت جب وہ اُسکو اپنے بندون پر تقسیم کریگا تو وہ رحمت بقدر گناہان حصہ مین آویگی اعطر الوردۃ

فصل تیسوین آپکے اُن بعض فضائل مختصہ مین جو جنت مین ظاہر ہون گے۔

پہلی روایت مشکوٰۃ مین حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین قیامت کے روز جنت کے دروازے پر آؤنگا اور اُسکو کھلواؤن گا خازن جنت پوچھے گا کہ کون ہین مین کہونگا کہ محمدؐ ہون وہ کہے گا کہ آپ ہی کی نسبت مجکو حکم ہوا ہے کہ آپکے قبل کسی کے لیے نہ کھولون روایت کیا اسکو مسلم نے دوسری روایت امام احمد نے حضرت انس رضہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوثر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ ایک نہر ہے جنت مین کہ مجکو میرے رب نے عطا فرمائی ہے وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیرین ہے اور بخاری کی روایت مین حضرت عائشہ رضہ سے ہے کہ آپنے یہ بھی فرمایا کہ اُسکے دونون

کنارون پر مجوّف موتی ہین اُسمین برتن (پانی پینے کے) اسقدر پڑے ہین جتنے ستارے اور نسائی کی روایت مین حضرت عائشہؓ سے ہے کہ وہ وسط جنت مین ہوگی اور اُسکے دونون کنارون پر موتی اور یاقوت کے محل ہین اور اُسکی مٹی مشک ہے اور اُسکے سنگریزے موتی اور یاقوت ہین اور احمد اور ابن ماجہ و ترمذی کی روایت مین ابن عمرؓ سے اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت مین اُسکے دونون کنارے سونیکے ہین اور پانی موتی پر چلتا ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے کہ وہ ایک نہر ہے جنت مین اسکا عمق ستر ہزار فرسخ ہے اُسکے دونون کنارے موتی اور زبرجد اور یاقوت کے ہین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاء کے قبل اُسکے ساتھ خاص فرمایا ہے اور ترمذی کی روایت مین حضرت انسؓ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت مین اُسمین پرندے ہین جیسے اونٹونکی گردنین حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ وہ تو بڑے لطیف ہین آپ نے فرمایا کہ اُنکے کھانے والے اُنسے بھی زیادہ لطیف ہین ف یہ نہر جنت مین اُس حوض کے علاوہ ہے جو میدان قیامت مین ہوگا اور بخاری کی روایت کے موافق اُس حوض مین اسی نہر سے پانی گریگا اور مسلم کی روایت کے موافق دو پرنالون سے کہ ایک چاندی کا اور ایک سونے کا ہوگا جنت کا پانی اُس حوض مین پہونچے گا مجموعہ روایت شیخین اُن پرنالون سے اسی نہر کا پانی جانا ثابت ہوتا ہے اور اِن سب روایات کے مجموعہ سے چند صفات فاضلہ اُس نہر کی اور خاص ہونا اُسکا حضورؐ کے ساتھ بسبب واضح ہے تیسری روایت مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ جب تم موذن کی اذان سُناکرو تو جو وہ کہے تم بھی کہاکرو پھر مجھپر درود بھیجا کرو کیونکہ جو شخص مجھپر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اُسپر اللہ تعالی دس رحمتین بھیجتا ہے پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا کیا کرو اور وہ وسیلہ جنت مین ایک درجہ ہے کہ تمام بندگان خدا مین سے اُسکا مستحق ایک ہی بندہ ہے اور اللہ تعالی سے امید ہے کہ وہ بندہ مین ہی ہونگا سو جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دعا کریگا اُسکے لیے میری شفاعت واقع ہو گی اور مسند احمد مین ابو سعید خدریؓ کی روایت سے ارشاد نبویؐ ہے کہ وسیلہ اللہ تعالی کے نزدیک ایک درجہ ہے جس سے بڑھکر کوئی درجہ نہین **ف** قواعد سے یہ امر متعین تھا کہ حضورؐ ہی اسکے مستحق ہین کیونکہ جب آپ کا افضل الخلق ہونا ثابت ہے تو ظاہر ہے کہ افضل درجات آپ ہی کے لیے ہے مگر اس ارشاد فرمانیکے وقت تک جزئیا تصریح نہوئی ہوگی جو ایسا ارشاد فرمایا **چوتھی روایت** حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر مین وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى مروی ہے کہ انھون نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے آپ کو ایک ہزار محل جنت مین دیے ہین اور ہر محل مین آپ کی شان کے لائق ازواج اور خادم ہین روایت کیا اسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اور ایسی بات چونکہ رائے سے نہین کہی جاسکتی اسلیے یہ موقوف حکماً مرفوع ہے **پانچوین روایت** حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث مین روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین سب سے پہلے جنت کا حلقہ ہلاؤنگا تو اللہ تعالی میرے لیے دروازہ کھولدینگے اور مجکو اُسمین داخل فرماوینگے اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہونگے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** یہ بھی آپکی فضیلت

خاصہ ہے جو جنت مین ظاہر ہوگی کہ آپ کی اُمت کے لوگ سب اُمم سے پہلے جنت مین
داخل ہون گے **چھبیسویں روایت** حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ بجز انبیا و مرسلین کے تمام اگلے اور پچھلے میانہ عمر
والے اہل جنت کے سردار ہون گے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے
حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے **ف** آپ کی امت مین سے دو بزرگون کا تمام
امم اولین و آخرین کے کہول مین سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت مختصہ ہے جو
جنت مین ظاہر ہوگی **ستائیسویں روایت** حضرت حذیفہؓ سے ایک حدیث
مین روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک فرشتہ آیا ہے جو اس
شب سے قبل کبھی زمین پر نہین آیا اسلیے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجکو آکر سلام
کرے اور مجکو بشارت دے کہ فاطمہؓ تمام اہل جنت کی بیبیوں مین سردار ہونگی اور
حسنؓ اور حسینؓ تمام اہل جنت کے جوانون مین سردار ہون گے روایت کیا اسکو
ترمذی نے **ف** آپ کے خاندان مین سے اِن حضرات کا جنت مین جوانون
اور عورتون کا سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت خاصہ ہے کہ جنت مین ظاہر ہوگی
اور باوجودیکہ حضرات حسنینؓ نے سنِ کہولت پایا ہے مگر انکو جوان سنِ شیخوخت کے
مقابلہ مین کہا گیا اور چونکہ ان کی عمر حضرت شیخینؓ سے کم ہوئی اسلیے شیخینؓ کو کہول
اور حسنینؓ کو شاب کہا گیا یہ تین روایتین اخیر کی اور ایک اول کی مشکوٰۃ سے
نقل کی گئین باقی سب مواہب سے ہین۔

؎ کیونکہ شیخین کی عمر تریسٹھ سال کی ہوئی اور حضرت حسنؓ کی عمر چھیالیسؓ سے کچھ زائد اور حضرت حسینؓ کی عمر پچپن سے
کچھ زائد ہوئی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت شیخین سو وفات کے وقت کہول تھے تو انکے مجموعہ وفاتین کے وقت
یعنی جب حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی ہے حضرات حسنینؓ شاب تھے پس لفظ شباب اپنے معنی پر رہے گا ۱۲ منہ

من القصیدۃ

فَحُزْتَ کُلَّ فَخَارٍ غَیْرَ مُشْتَرَکٍ
وَجُزْتَ کُلَّ مَقَامٍ غَیْرَ مُزْدَحَمٖ
وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّیتَ مِنْ رُتَبٍ
وَعَزَّ اِدْرَاکُ مَا اُوْتِیتَ مِنْ نِعَمٖ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

لہ پس آپنے ہر قسم کی بزرگی جسمین کوئی آپکا شریک نہین ہے جمع کرلی اور آپ ہر عالی مقام سے جسمین کوئی آپکا مزاحمت کرنے والا نہ تھا بڑھ گئے یعنی آپ کو وہ مراتب (مثل فضائل مختصہ مذکورہ مقام جنت کے) نصیب ہوئے جو اورانبیا کو حاصل نہین ہوئے کہ اور بہت بڑی ہے قدر اُن مراتب کی جو آپ کو عطا کیے گئے اور فہم و ادراک اُن نعمتون کا جو آپکو سبحانہ خداوند تعالی اعطا کی گئی دشوارتر ہے ۱۲ عطر الورد

فصل اکتیسوین آپکے افضل المخلوقات ہونے مین جسکی تصریح اسلیے ضروری ہوئی کہ

فصول سابقہ مین اکثر واقعات سے نفس فضیلت ثابت ہے اور وہ مستلزم نہین افضلیت کو اور بدون اسکے اعتقاد کے نفس فضائل کا اعتقاد کافی نہین اور گو یہ مسئلہ ایسا اجماعی اور مسلمات ضروریہ سے ہے جسپر استدلال ہی کی حاجت نہین مگر تبرکاً کچھ روایات لکھی جاتی ہین **اوّل روایت** حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اللہ تعالی کے نزدیک تمام اولین و آخرین مین زیادہ مکرم ہون روایت کیا اسکو ترمذی و دارمی نے کذا فی المشکوٰۃ **دوسری روایت** حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شب معراج مین بُراق حاضر کیا گیا تو وہ سوار ہونیکے وقت شوخی کرنے لگا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسا کرتا ہے تجھپر تو ایسا کوئی شخص سوار ہی نہین ہوا ہے جو اُنسے زیادہ اللہ تعالی کے نزدیک مکرم ہو پس وہ (شرم سے) پسینہ پسینہ ہوگیا کذا فی سنن الترمذی۔

تیسری روایت امام احمدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ (شب معراج مین) بیت المقدس مین تشریف لائے نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو تمام انبیا آپکے ہمراہ (مقتدی ہوکر جیسا کہ مسلم مین ابن مسعودؓ کی روایت مین حضورؐ کا ارشاد ہے فاممتہم) نماز پڑھنے لگے اور ابو سعیدؓ کی روایت مین ہے کہ بیت المقدس مین داخل ہوکر فرشتون کے ساتھ نماز ادا کی (یعنی فرشتے بھی مقتدی تھے) پھر انبیا علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات ہوئی اور سب نے حق تعالیٰ کی ثنا کے بعد اپنے اپنے فضائل بیان کیے جب حضورؐ کے خطبہ کی نوبت آئی جسمین آپ نے اپنا رحمۃ للعالمین ہونا اور مبعوث الی کافۃ الناس ہونا اور اپنی امت کا خیر الامم وامۃ وسط ہونا اور اپنا خاتم النبیین ہونا بھی بیان فرمایا اُسکو سُنکر ابراہیمؑ نے سب انبیا علیہم السلام کو خطاب کرکے فرمایا کہ بہذا فضلکم محمدؐ یعنی اِن ہی فضائل سے محمدؐ تم سب سے بڑھ گئے اور ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد بزار اور حاکم نے بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کذا فی المواہب چوتھی روایت حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انھون نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو انبیاؑ پر بھی فضیلت دی و آسمان والون (یعنی فرشتون) پر بھی (اور پھر اسپر قرآن مجید سے استدلال کیا) روایت کیا اسکو دارمی نے کذا فی المشکوٰۃ پانچوین روایت حضرت انسؓ سے (ایک طویل حدیث مین) روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے (ایکبار اپنے کلام مین) فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مُطّلع کردو کہ جو شخص مجھسے اِس حالت مین ملیگا کہ وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر ہوگا تو مین اُسکو دوزخ مین داخل کرونگا خواہ کوئی ہو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ احمد کون ہین ارشاد ہوا اے موسیٰ قسم ہے اپنے عزت وجلال کی مین نے

کوئی مخلوق ایسی پیدا نہین کی جو اُنسے زیادہ میرے نزدیک مکرّم ہو مین نے اُنکا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان و زمین اور شمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا قسم ہے اپنے عزت جلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک کہ محمدؐ اور اُنکی امت اُسمین داخل نہو جاوین (پھر امت کے فضائل کے بعد یہ ہے کہ) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب مجکو اُس امت کا نبی بنا دیجیے ارشاد ہوا اُس امت کا نبی اُسی مین سے ہوگا عرض کیا کہ تو مجکو اُن (محمدؐ) کی امت مین سے بنا دیجیے ارشاد ہوا کہ تم پہلے ہوگے وہ پیچھے ہون گے البتہ تمکو اور اُنکو دار الجلال (جنت) مین جمع کر دون گا روایت کیا اسکو حلیہ مین کذا فی الرحمۃ المہداۃ مجموعہ ان روایات سے آپ کا افضل الخلق ہونا حق تعالیٰ کے ارشاد سے خود آپکے ارشاد سے انبیا و ملائکہ علیہم السلام کے ارشاد سے صحابہؓ کے ارشاد سے صریحاً بھی اور امامت انبیا و ملائکہ و ختم نبوت و خیریت امت وغیرہ سے استدلالاً بھی ثابت ہے اور اس فصل کے قبل کی دو فصلون مین اور بالکل شروع کتاب کی دو فصلون مین بھی متعدد روایتون سے یہ امر کا لتصریح ثابت ہے ۔

من القصیدۃ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ
فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

لے آپ اسم بامسمّی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین جو سردار دنیا و آخرت و جن و انس کے اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہین ۲ے اور آپ کی ذات بابرکات کی طرف جو خوبیان (باستثنائے مرتبۂ الوہیت) تو چاہے منسوب کر دے وہ سب قابل تسلیم ہونگی اور آپکی قدر عظیم کی طرف جو بڑائیان تو چاہے نسبت کردہ سب صحیح ہون گی ۱۲

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ
فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اِنَّهٗ بَشَرٌ
وَ اِنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سو کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حد ونہایت نہین ہے کہ کوئی گویا اُن کو بذریعہ اپنی زبان کے ظاہر و بیان کرسکے ۱۲ پس نہایت ہمارے فہم اور علم کی یہ ہے کہ آپ بشر عظیم القدر ہین اور یہ کہ آپ تمام خلق اللہ انسان و ملائکہ وغیرہ سے بہتر ہین ۱۲ عطر الوردہ

فصل تسیوین اُن بعض آیات کی مختصر تحقیق مین جنکے ظاہر الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے (جنمین سے کچھ رسالہ ہذا مین وارد کیے گئے ہین) معارضہ کا نعوذ باللہ وسوسہ پیدا ہوسکتا ہے اوراسی نمونہ سے بقیہ نصوص کی تحقیق بھی سمجھ مین آسکتی ہے **اوّل** قال اللہ تعالیٰ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى یہان ضلال کے وہ معنی نہین جو اُردو محاورہ مین مستعمل ہین کیونکہ ہر زبان کا لغت اور اُسکا محاورہ جُدا ہے سو عربی مین اِسکے معنی مطلق ناواقفی کے ہین اور وہ اپنی دونون قسم کو عام ہے ایک وہ جو احکام آنکے قبل ہواور ایک وہ جو احکام کے معارضہ مین ہو دوسرا مذموم ہے اور اول مذموم نہین کیونکہ نبوّت کے بعد جو علوم وحی سے معلوم ہوتے ہین ظاہر ہے کہ قبل نبوّت وہ معلوم نہین ہوتے تو پس یہ آیت ایسی ہوئی جیسے ارشاد ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ **دوم** قال اللہ تعالیٰ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ یہان بھی وزر کے معنی گناہ کے نہین جیسا لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى سے شبہہ ہوسکتا ہے بلکہ لغت عربی مین وزر کے معنی مطلق بوجھ کے ہین خواہ گناہ کا بوجھ ہو جس سے انبیا علیہم السلام معصوم ہین لقولہ

تعالیٰ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ اور خواہ کسی غیبی فیض کا بوجھ ہو اور یہاں بھی ہے کہ اوّل اوّل آپ پر وحی کا بہت ثقل ہوتا تھا جیسا احادیث صحیحہ مین ہے کہ اوّل اوّل آپ کو جاڑا چڑھ گیا پھر وہ قوت استعداد کے سبب سہل ہوگیا الم نشرح لک صدرک اسکا بیّن قرینہ ہے سوم قال اللہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یہان بھی ذنب سے مراد معنی متعارف نہین بلکہ وہ اجتہادات ہین جو نصوص سے منسوخ کردیے گئے کہ نصوص کے بعد اُنپر عمل کرنا درست نہین چونکہ ذات فعل کی نہین بدلی باعتبار ذات کے اُسکو ذنب فرمایا گو اُسوقت اسمین وصف ذنب کا نہ تھا یعنی ایسی چیز کہ بعض احوال مین ذنب ہوسکتا ہے گو اُسوقت ذنب نہین معاف فرماتے ہین اور آپ کی شدّت خشیت کے سبب تسلیہ کے لیے یہ عنوان اختیار فرمایا ورنہ خطاے اجتہادی پر تو اجر موعود ہے اور یہی معنی ہین - واستغفر لذنبک کے چہارم قال اللہ تعالیٰ یا ایھا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین اس امر دینی کا مبنی بھی خلاف کا وقوع یا احتمال نہین بلکہ معنی یہ ہین کہ جسطرح ابتک تقویٰ وعدم اطاعت عُصاة کا صدور ہوتا رہا آیندہ بھی ایسا ہی رہنا چاہیے اور مقصود اس سے مایوس کرنا ہے کفّار کو جو اپنے بعض خیالات کی طرف آپ کو بُلاتے تھے تو اُنکے سُنانے کو یہ ارشاد فرمایا کہ وہ سمجھ لین کہ آپ چونکہ وحی کے خلاف کبھی نہین کرتے اسلیے ہرگز ہماری موافقت نہ فرماوینگے جیسا ارشاد ہوا ہے وما انت بتابع قبلتھم پنجم قال اللہ تعالیٰ فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک یہان بھی احتمال شک لازم نہین آتا بلکہ اس سے مقصود زیادت توثیق کلام ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی

ایسے شخص سے خطاب کرتے وقت جو تمکو یقیناً سچا سمجھتا ہے کلام کو مؤکد کرنے اور مخاطب کو زیادہ یقین دلانے کے لیے کہا کرتے ہو کہ اگر تمکو شبہہ ہو تو محلہ والون سے پوچھ لو مطلب یہ کہ گو تمکو حاجت نہ ہوگی مگر ہم اپنی طرف سے اسکے لیے آمادہ ہین اور تمکو اجازت دیتے ہین کیونکہ اپنی راست بیانی پر کامل اطمینان ہے۔ **ششم** قال اللہ تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک سباق مین غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسکے مخاطب ہی نہین کیونکہ اوپر ارشاد ہے ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک جس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ یہ مضمون سب انبیاء پر وحی کیا گیا ہے اور مضامین وحی مین بعض سے خود نبی کو خطاب مقصود ہوتا ہے اور بعض سے امت کو پہونچانا مقصود ہوتا ہے مطلب یہ کہ سب انبیا پر یہ مضمون بغرض تبلیغ وحی کیا گیا ہے کہ اپنی امت کو یہ خطاب سُنا دین لئن اشرکت لیحبطن عملک اور اگر آپ ہی مخاطب ہون تو یہ خطاب بطور فرض کے ہے جس سے مقصود مبالغہ ہے ذم شرک مین جسطرح کہا کرتے ہین کہ اور وں کی تو حقیقت کیا ہے اگر میرا بیٹا بھی میری مخالفت کرے تو اسکو نہ چھوڑون گو وہ بیٹا ایسا مطیع ہو کہ اُسپر کسی کو اصلا شبہہ مخالفت کا نہ ہو **ہفتم** قال اللہ تعالیٰ فلا تک فی مریة منه انه الحق اس سے بھی بعد نزول وحی کے شک لازم نہین آتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو بات قرآن کے ذریعہ سے تبلائی گئی ہے چونکہ وحی کے قبل معلوم نہ تھی اور معلوم نہ ہونیسے اُسمین تردد تھا کہ یون ہے یا یون ہے اب بعد وحی کے شک نہ کیجیے اور یہ شبہہ بھی نہ کیا جاوے کہ کیا اس صورت مین احتمال شک کا تھا یہ بھی لازم نہین آتا بلکہ اسکی ایسی مثال ہے جیسے محاورات مین اثنائے کلام مین

یہ کہتے جاتے ہین کہ یقین مانو یہ بات اسطرح ہے کبھی قسم کھانے لگتے ہین گو مخاطب کتنا ہی معتقد صدق متکلم کا ہو مگر مقصود توثیق کلام کی ہوتی ہے **ششتم** قال اللہ تعالیٰ ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدیٰ فلاتکونن من الجاھلین اس سے بھی مضمون شرطیہ سابقہ سے بیخبر ہونا لازم نہین آتا کہ صفت قدرت سے بیخبر ہونا انبیاء پر محال ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ لو شاء سے بقاعدۂ عربیہ معلوم ہو گیا کہ کفار معہودین کی ہدایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مشیت متعلق ہونے والی نہین ہے کما قال اللہ تعالیٰ سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون اور یہ امر اس ارشاد سے پہلے معلوم نہ تھا بس مطلب یہ ہوا کہ اب بے علم نہ رہیے یقین کر لیجیے اور اگر یہ شبہہ ہو کہ کیا اب بھی احتمال بے علمی کا تھا تو جواب اسکا آیت ہفتم کے ذیل مین گذر چکا **ہفتم** قال اللہ تعالیٰ واما ینزغنک من الشیطان اس سے بھی وہ تسلط لازم نہین آتا جسکی نفی اس آیت مین ہے انہ لیس لہ سلطان علی الذین اٰمنوا وعلیٰ ربھم یتوکلون الخ یعنی جس پر معصیت یا عزم معصیت مرتب ہو جاوے بلکہ صرف تحریک ثابت ہوتی ہے گو تحرک نہ ہو سو یہ ایسا ہے جیسے کوئی شیطان الانس کسی نبی کو بری رائے دے اسی طرح شیطان الجن کا رائے دینا بھی محال نہین مگر اُسپر عمل ہونا محتمل نہین۔ **ہشتم** عبس وتولّٰی ان جاءہ الاعمیٰ الخ یہان دو مصلحتین متعارض تھین ایک تبلیغ اصول کا تبلیغ فروع پر مقدم ہونا اسکا مقتضا تھا کافر کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب مسلم پر اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد وظاہر سے اُسوقت یہی سمجھا دوسری مصلحت نفع متیقن کا مقدم ہونا نفع موہوم پر اسکا

مقتضا تھا طالب مسلم کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب کا فرجا حد پرا ور اسکا سمجھنا موقوف تھا اجتہاد غائر پر حق تعالیٰ کا مقصود یہی ہے کہ آپ کی شان عظیم کے شایان اُسوقت اجتہاد غائر سے کام لینا تھا یہ تو جواب ہے شبہہ ناشی عن المعنون کا اور اگر عنوان سے کہ بصورت عتاب ہے شبہہ ہو تو جواب یہ ہے کہ علاقہ محبت مین بعض اوقات عتاب زیادہ لذیذ اور دال علی المحبت والخصوصیت ہوتا ہے تکلّف آداب وفی المثل السائر اذا جاءت الالفة رفعت الکلفة۔ ولنعم ما قیل ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

چنانچہ درمنثور مین مروی ہے کہ اسکے بعد جب وہ صحابی حاضر ہوتے آپ فرماتے مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی جس سے بوے التذاذ آتی ہے وھذا امر من لویذاقہ لویدرا اور احقر کی تفسیر مین ان آیات کی اور انکی امثال آیات کا تفسیر دیکھ لینا اور زیادہ منتفع و مفید ہوسکتا ہے اور ان تقریرات سے جو اصول معلوم ہون گے اُن سے ایسی احادیث بھی حل ہوجاوینگی یہ محض نمونہ کے طور پر لکھدیا ہے۔

مِنَ القَصِیدَة

لَمْ یَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیَی الْعُقُولُ بِهٖ[1]
حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَهِمِ

اَعْیَی الْوَرٰی فَهْمُ مَعْنَاهُ فَلَیْسَ یُرٰی[2]
لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْفَحِمِ

[1] آپنے ہمکو ایسی چیزون سے نہ آزمایا جنکے دریافت کرنے مین ہماری عقول عاجز اور درماندہ ہوجاوین کیونکہ آپکو ہماری اصلاح مرغوب تھی اسلیے ہم کسی حکم کے قبول کرنے مین شک مین نہ پڑے اور سلوک طریق شریعت مین حیران و سرگردان یا مبتلا و وہم نہ ہوئے (چنانچہ اسی مین یہ بھی داخل ہے کہ جو اشکالات مذکورہ ظاہر الفاظ سے واقع ہوسکتے تھے قواعد شرعیہ سے وہ بالکل صاف کردیے گئے) [2] آپ کے کمالات ظاہری و باطنی کی دریافت نے تمام خلق کو عاجز کردیا بس ملین دیکھا جاتا ہے انجام قریب المنزلہ یعنی خواص مین اور بعید المنزلہ یعنی عوام مین در باب دریافت کمالات خضرت کے گمر عاجز و ساکت یعنی آپکے کمالات کی حد اور پوری کیفیت کسی کو معلوم نہین (اور اسی عدم احاطہ کیفیت کمالات کے سبب ظاہر نظر مین بعضے شبہات پڑسکتے ہین جنکے حل کرنیکے لیے قواعد شرعیہ کافی ہین)

كَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعُدٍ
صَغِيْرَةً وَّتُكِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اَمَمٍ

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۵۳) آپ کا حال عدم ادراک کیفیت کمالات ظاہریہ باطنیہ مین مثل آفتاب کے ہے کہ وہ دور سے چھوٹا بقدر قوس یا آئینہ کے معلوم ہوتا اور ناظر بسبب نہایت بُعد کے اُسکی واقعی مقدار نہین معلوم کرسکتا ہے اور اگر اُسکو پاس سے دیکھو تو بوجہ غایت نورانیت کے چشم بینندہ عاجز و درماندہ و خیرہ ہوجاتی ہے اور اُسکی پوری حقیقت دریافت نہین کرسکتی (اسی لیے بعض امور مین گونہ حیرت ہوجاتی ہے جیسا اوپر کی شعر کی شرح مین معلوم ہوا) عطر الوردہ۔

فصل تینتیسوین آپ کے بعض لوازم عبدیت کے بیان مین جوکہ آپ کے مراتب عُلیا سے ہے۔

جاننا چاہیے کہ آپ کے تمام کمالات کا مدار صفت پر ہے عبدیت ورسالت جنپر جا بجا آیات واحادیث مین تنصیص کی گئی ہے اور نماز مین جو تشہد تعلیم کیا گیا ہے اُسمین بھی دونون کو جمع فرما دیا گیا ہے اور جیسا کمالات رسالت سے نعوذ باللہ آپ کی تنقیص کرکے دوسرے بشر پر آپ کو قیاس کرنا کفر یا بدعت ہے جسکے رد کے لیے اس سے اوپر کی فصل منعقد کی گئی ہے اسی طرح کمالات عبدیت سے آپ کو متجاوز قرار دیکر آثار حق کے خواص سے متصف جاننا یا کسی امر منفی فی النص کو مثبت ماننا بھی شرک یا معصیت ہے یہ فصل اسکی اصلاح کے لیے لکھی جاتی ہے نمونہ کے لیے چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے

پہلی روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو اتنا مت بڑھاؤ جیسا نصاریٰ نے (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کو بڑھا دیا (کہ خواص الوہیت کو اُنکے لیے ثابت کرنے لگے) مین تو اللہ کا بندہ ہون (مجھ مین الوہیت کی کوئی بات نہین) سو تم (مجکو) اللہ کا بندہ اور اُسکا رسول کہا کرو (الوہیت کو ثابت مت کرو) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے۔ **دوسری روایت**

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ اپنے مرض وفات مین فرماتے تھے کہ مین
جو کھانا (زہر آلود) خیبر مین (کچھ) کھا لیا تھا ہمیشہ اسکی تکلیف (کچھ نہ کچھ) پاتا ر
اور اب وہ وقت ہے کہ اس زہر سے میری رگ قلب کٹ گئی روایت کیا اس
بخاری نے **تیسری روایت** بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا یہان تک کہ آپ کو (اسکے اثر سے) خیا
ہو جاتا کہ مین فلان (دنیوی) کام (جیسے کھانا پینا وغیرہ) کر چکا ہون حالانکہ اس
کیا نہ ہوتا الحدیث **چوتھی روایت** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دربارۂ سہو فی الصلوٰۃ کے) فرمایا کہ مین بشر ہوا
جیسے تم بھولتے ہو مین بھی بھولتا ہون سو مین جب بھول جاؤن مجکو یاد دلادیا کر
روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **پانچوین روایت** حضرت سہل بن سعدؓ
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس حدیث مین جسمین بعض لوگونکا حوض کو
سے ہٹا دیا جانا مذکور ہے) فرمایا کہ مین کہونگا کہ یہ تو میرے منتسبین (یعنی مؤمنین) ہیں
ین (فرشتونکی طرف سے) جواب ملے گا کہ آپ کو خبر نہین کہ انھون نے آپکے بعد کیا کیا
دین مین) اختراع کیا تھا مین کہونگا دور دور ایسا شخص جس نے میرے بعد (د
ین) تغیر تبدل کیا ہو روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے درمیان کی روایت خ
بخاری سے ہے باقی سب مشکوٰۃ سے (ان روایات سے آپ کا سم اور سحر ا
مرض سے متاثر ہونا اور نسیان و ذہول کا طاری ہونا) اور اخیر کی روایت
بعض واقعات قبل قیامت کا بھی آپ کی اخیر عمر تک آپسے مخفی و غائب ر
یا غائب ہو جانا جسمین تاویل بالذات و بالعرض کی بھی نہین چل سکتی اور جس

نصوص نفی علم محیط الی یوم القیامۃ کے زمانہ قبل عطاء علم مذکور پر محمول ہوسکنے کا شبہ
بھی قطع ہوتا ہے ثابت ہوتا ہے اور روایت اخیرہ پر عرض اعمال امت کی
روایت کے تعارض کا شبہ اسلیے نہین ہوسکتا کہ اُس روایت مین نہ تو یہ نص ہے
کہ یہ اعمال قلب کو بھی شامل ہے نہ یہ نص ہے کہ تمام اعمال ظاہری کو شامل ہے
ممکن ہے کہ دقائق مفاسد عقائد اور اعمال کے پیش نہ کیے جاتے ہون اور بعد
فرض عرض عام کے نہ یہ نص ہے کہ بعد عرض کے وہ سب جزئی جزئی کرکے یاد
رہتے ہون ورنہ قیامت کے روز معرفت امت کے لیے غرہ او تحجیل کی علامت
مقرر ہونیکی کیا حاجت تھی کیونکہ پیش اعمال معروضہ مین وضو و نماز اور امتی ہونا سب کچھ
داخل ہے اور ان سب امور پر مطلع اور اُنکی یاد ہوتے ہوئے وہی اطلاع اور یاد کافی
ہے خوب سمجھ لو غرض موجبہ کلیہ کہ بعلم صلی اللہ علیہ وسلم کل حادث مطلقًا یا الی
یوم القیامۃ مرتفع ہوگیا اسی طرح بیشمار روایات اور آیات مین یہ امور بھی اور
دوسرے لوازم بشریہ بھی مثل جوع و عطش اور بعض اوقات رضا و غضب وغیرہ کے
مبانی کا واقع کے مطابق نہ ہونا وارد ہین اور پہلی روایت مین خود حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا منع فرمانا حد شرعی سے تجاوز کرنے سے مصرح ہے غرض نہ مثبت کی نفی کی
اجازت ہے اور نہ منفی کے اثبات کی اجازت تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا
وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞

من القصیدۃ

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ اَحْيَى الظَّلَامَ اِلٰى اَنِ اشْتَكَتْ قَدَمَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَّرَمٍ [1]	[1] میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا بسبب چھوڑ دینے افعال مسنونہ اُن نفس مقدس کے جو شب بیدار رہا کرتا تھا یعنی شب زندہ رکھا بسبب مشغولی عبادات یہاں تک کہ قدمات کے یعنی قدمین ورم ہوا

۱۵ وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَاءَهٗ وَطَوٰی تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُّتْرَفَ الْاَدَمِ ۱۶ دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَكِمِ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ	۱ شرح شب فرمائی بیان تک کہ آپکے دونون قدم مبارک مرض ورم مین مبتلا ہو گئے (جس سے دو وجہ سے عبدیت ثابت ہوئی شب بیداری عبادت مین اور ورم قدم مبارک) ۱۵ اور جنھون نے باعث گرسنگی کے اپنے سارے شکم مبارک کو کسا اور اپنے نرم لطیف پہلوے سطح کو پتھر کے تلے لپیٹا تاکہ اسکے ثقل اور سہارے سے گونہ تقویت حاصل ہو اور ضعف مانع قیام روزہ و نماز وغیرہ نہو اس سے بھی دو وجہ سے عبدیت ثابت ہوئی ایک گرسنگی دوسرے قناعت کہ عبادت ہے کیونکہ آپنے باوجود اختیار دیئے جانے کے اسی حالت کو پسند فرمایا ۱۶ اس دعوے کو جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت کیا ہے اپنی اطلاع قلب تو چھوڑ دے اور ایسا دعویٰ اپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مت کر بلکہ انکو افضل العباد سمجھو اور اسکے سوا آپکی مدح شریف مین جس وصف کمال کا تیرا جی چاہے حکم جازم اور قطعی دعویٰ کر اور اسپر خوب تحکم اور استوار رہو (یعنی نہ عبدیت کی نفی کرو اور نہ دوسرے لشرے سا دی سمجھو بلکہ افضل العباد اعتقاد کرو) عطر الوردہ

فصل چوبیسویں آپ کی شفقت مین امت کے ساتھ فصول سابقہ مین تو آپکے ذاتی جمال و کمال کا بیان تھا اب یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ آپ کو اپنے غلامونکے ساتھ اور غلام بھی وہ جنھون نے آپ کی کوئی خدمت نہین کی کیا تعلق تھا پہلی روایت حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار تمام رات ایک ہی آیت پڑھتے رہے کذا فی الشمائل للترمذی اور ابو عبیدؒ نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی کہ لوگون نے حضرت ابوذرؓ سے پوچھا وہ کونسی آیت تھی فرمایا یہ آیت تھی ان تعذبھم فانھم عبادك وان تغفرلھم فانك انت العزیز الحکیم کذا فی حاشیۃ عصام ف اسمین آپنے امت کے لیے دعا فرمائی جیساکہ مضمون سے ظاہر ہے دوسری روایت عباس بن مرداسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا کی سو اسطرح قبول ہوئی کہ سب گناہونکی مغفرت کرتا ہون بجز حقوق العباد کے

کہ ظالم سے مظلوم کے حقوق ضرور وصول کرونگا آپنے دعا کی کہ اے رب اگر آپ چاہین
تو مظلوم کو جنت سے دیکر ظالم کو بخشدین سو اُس شام کو یہ دعا منظور نہین ہوئی جب مزدلفہ
مین صبح ہوئی پھر دعا کی سو منظور ہو گئی سو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ یا تبسم
فرمایا ابوبکرؓ و عمرؓ نے عرض کیا کہ ہمارے مان باپ آپ پر فدا ہون اسوقت تو کوئی ہنسنے
کا موقع نہین معلوم ہوتا سو کس سبب سے آپ ہنستے ہین اللہ تعالی آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے
آپنے فرمایا کہ عدو اللہ ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے میری دعا قبول کر لی
اور میری امت کی مغفرت فرما دی تو خاک لیکر سر پر ڈالنے لگا اور ہائے واویلا مچانے لگا
سو اُسکی گھبراہٹ کو دیکھکر ہنسی آگئی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے کتاب البعث
والنشور مین اسکے قریب روایت کیا کذا فی المشکوٰۃ **ف** لمعات مین ہے کہ مراد اس سے
وہ حقوق العباد ہین جنکے ایفاء کا قصد مصمم ہے مگر ایفاء سے عاجز ہو گیا حق تعالی خصماء کو
قیامت مین راضی فرماوینگے **تیسری روایت** لمعات مین آپکے طائف تشریف لیجانیکے
قصہ مین جبکہ وہان کے کفار نے آپ کو ایذاء شدید پہونچائی روایت کیا ہے کہ جبرئیل
علیہ السلام پہاڑ کے فرشتہ کو لیکر نازل ہوئے تاکہ آپسے اجازت لیکر اُن کفار کو ہلاک
کر دے آپنے اُس فرشتہ سے فرمایا نہین مجکو امید ہے کہ اُنکی پشتون سے ایسے لوگ
پیدا ہون جو اللہ تعالی کا توحید کے ساتھ ذکر کرین **چوتھی روایت** حضرت ابو ہریرہؓ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بعض حیثیات سے) میرے ساتھ
شدت سے محبت رکھنے والے وہ لوگ ہین جو میرے بعد ہون گے کہ اُنمین سے ہر شخص
یہ تمنا کریگا کہ تمام اہل و مال کے عوض مجکو دیکھ لے روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ
ف یعنی اگر اُس سے کہا جاوے کہ اگر سب اہل و مال سے دست بردار ہو تو زیارت

میسر ہو جاوے تو وہ اُس پر دل و جان سے راضی ہو گا **پانچوین روایت** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ مین بشر ہون مجکو بھی اور بشر کی طرح غصہ آ جاتا ہے سو جس کسی مؤمن مرد یا مؤمن عورت پر مین (غصہ مین) بد دعا کر دون تو آپ اُس بد دعا کو اُس شخص کے لیے تزکیہ اور تطہیر کر دیجیے روایت کیا اسکو احمد نے کذا فی الرحمۃ المہداۃ **چھٹی روایت** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش ہم اپنے بھائیونکو دیکھتے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہلوگ آپکے بھائی نہین ہین آپنے فرمایا تم تو میرے دوست ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہین جو ہنوز نہین آئے الحدیث روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** چونکہ دوست کے ساتھ محبت کی ابتدا صحبت ہی سے ہوتی ہے اور بھائی سے محبت ہونا مقید نہین رویت و صحبت کے ساتھ پس صحابہؓ کو دوست اور بعد مین آنے والون کو بھائی فرمانا باعتبار وقوع حالت محبت کے ہے کہ اُنکی محبت کا وقوع رویت سے ہوا اور بعد والونکی محبت کا وقوع بے دیکھے ہوا اور اس سے صحابہؓ پر غیر صحابہؓ کی فضیلت محبت مین لازم نہین آتی کیونکہ یقیناً صحابہ کی ایسی استعداد تھی کہ اگر وہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتے جب بھی محبت این ہم سے زیادہ ہوتے۔
ساتوین روایت ابی جمعہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی ہم سے بھی بہتر ہے کہ ہم اسلام لائے اور جہاد کیا آپنے فرمایا ہان ایک قوم ہے جو تمھارے بعد ہون گے کہ مجھپر ایمان لاوینگے اور مجکو دیکھا بھی نہوگا روایت کیا اسکو احمد اور دارمی نے **ف** یہ بہتر ہونا خاص عارض کی وجہ سے ہے کسی صفت حقیقیہ کی وجہ سے نہین پھر اس بہتری مین بھی صحابہؓ کو دخل ہے کیونکہ ہم کو

ایمانکی دولت صحابہؓ ہی کی بدولت نصیب ہوئی کہ انھون نے دین کی رسانی ہرطرح کی خدمت کی پس ہماری تفصیل انپر لازم نہین آتی **ف** ان روایات مین بعض سے تمام امت اجابت پر کہ مؤمنین ہین اور بعض سے تمام امت دعوت پر کہ ان مین کفار بھی داخل ہین اور بعض سے بعد مین آنے والون پر شفقت تامہ اور بعض سے ان بعد مین آنے والونکی مدح اور انکے محب نبی ہونے کی تصدیق جیسے چوتھی روایت مین اور بعض سے مدح کی ساتھ انکے محبوب نبی ہونے کی تحقیق جیسے چھٹی ساتوین روایت مین مذکور ہے کہ مدح ومحبیت ومحبوبیت کا اظہار بھی ناشی محبت سے ہوا ہے اور قیامت مین جو شفاعت اور دعا والتجا امت کے لیے ہوگی اسکی حدیثین مشہور اور بعضی انتیسوین تیسوین فصل مین مذکور ہین اور انکے علاوہ اس مدعا پر بیشمار روایات وواقعات شاہد ہین اس فصل کے ایراد سے جو غرض ہے وہ فصل آیندہ کی تمہید مین بیان کیجاویگی

من القصیدۃ

۵۱ بُشریٰ لنا معشر الاسلام ان لنا من العنایۃ رکنا غیر منھدم	۵۱ اے گروہ اسلام ہمکو خوشخبری ہے بیشک ہمارے لیے عنایات خاصہ باری تعالی سے ایسا ستون محکم عنایت ہوا ہے جو کبھی متغیر ومتبدل نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ الی یوم القیامۃ ثابت وقائم رہیگا یعنی ہمارا دین ناسخ ہے دیگر ملل وادیان کا منسوخ نہوگا
۵۲ لما دعی اللّٰہ داعینا لطاعتہ باکرم الرسل کنا اکرم الامم	۵۲ جبکہ خداوند تعالی نے ہمارے حضرتؐ کو جو ہمکو طاعت خداوندی کی طرف بلانیوالے ہین افضل واکرم رسل اللہ کہکر پکارا تو ہم اس ذریعے سے سب امتون سے افضل ہوے کیونکہ رسول کا افضل ہونا امت کی افضلیت کا واقعی سبب ہے
۵۳ ان آت ذنبا فما عھدی بمنتقض من النبی ولا حبلی بمنصرم	۵۳ اگر مین گناہ کررہا ہون یا کیا ہے تو میرا ذریعہ شفاعت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ہے ٹوٹنے والا نہین ہے اور نہ میری امید کی رسی کٹنے والی ہے یعنی میں بسبب گناہ کبیرہ کے حضرتؐ کی شفاعت سے ناامید نہین

حَاشَاهُ اَنْ یُّحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَهٗ
اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَیْرَ مُحْتَرَمٖ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

[۱] خداوند تعالیٰ شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منزہ کردیا ہے اس عیب سے کہ آپکا امیدوار آپکے مکارم وعطایا سے محروم کیا جاوے اور بھی اس خلل سے پاک کردیا ہے کہ آپ کا مدد چاہنے والا آپ کی درگاہ سے غیر موقر وغیر محترم ناکام واپس آئے بلکہ ہمیشہ کامیاب ومحترم ہوتا ہے ۱۲ عطر الوردہ۔

فصل بیالیسوین آپکے حقوق مین جو امت کے ذمہ ہین جنمین اَہم الحقوق محبت و متابعت ہی الاصول و الفروع ہے۔ جاننا چاہیے کہ کسی سے محبت ہونا اور اُس محبت کا مقتضا متابعت ہونا تین سبب سے ہوتا ہے ایکؔ کمال محبوب کا جیسے عالم سے محبت ہوتی ہے شجاع سے محبت ہوتی ہے اور دوسرا اجمال جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہے تیسرا نوال یعنی عطا واحسان جیسے اپنے منعم ومربی سے محبت ہوتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ مین تینون وصف علیٰ سبیل الکمال مجتمع ہین وصف اولؔ سے یہ تمام رسالہ مشحون ہے دوسرا وصف فصل اکیسوین مین مخزون ہے اور چونتیسوین فصل انیسے مقصود خاص تیسرے وصف کا مضمون ہے جب تینون وصف جو علت محبت ہین آپ مین جمع ہین تو خود اسکا طبعی مقتضا ہے کہ آپ کے ساتھ امت کو اعلیٰ درجہ کی محبت ہونا چاہیے اگر نص شرعی بھی نہ ہوتی اور جبکہ نصوص شرعیہ بھی اسکے ایجاب مین موجود ہین تو داعی عقل و طبع کی ساتھ داعی شرع بھی ملکر آپکے وجوب محبت کو مؤکد کرتا ہے اور درحقیقت اعظم غایت اس رسالہ کی اسی امر کی طرف اہل ایمان کو متوجہ کرتا ہے اور یقینی امر ہے کہ ان اسباب و دواعی کے ہوتے ہوئے محبت سے اتباع کا انفکاک عادۃً محال ہے جس درجہ کی محبت ہوگی اُسی درجہ کا اتباع ہوگا اور ظاہر ہے

کہ محبت علی سبیل الکمال واجب ہے پس متابعت بھی علی سبیل الکمال واجب ہو گی اور اس مین
گو کسی کو بھی کلام نہین ہو سکتا محض تجدید استحضار کے لیے مختصر طور پر تنبیہ کردی گئی اور
اسی کی تقویت کے لیے چند روایات بھی ذکر کیجاتی ہین پہلی روایت حضرت
انس رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین کا کوئی شخص
مؤمن نہ ہو گا جب تک کہ مین اُسکے نزدیک اُسکے والد اور اولاد اور تمام آدمیون سے
زیادہ محبوب نہ ہو جاؤن روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ ف یعنی
اگر میری مرضیات اور دوسرونکی مرضیات مین تزاحم ہو تو جسکو ترجیح دیجاوے
اُسی کے محبوب تر ہونیکی یہ علامت ہو گی دوسری روایت امام بخاری نے
ایمان و نذور مین عبداللہ رضی بن ہشام سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی نے عرض کیا
یارسول اللہ آپ میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہین بجز میرے نفس کے جو میرے
پہلو مین ہے (یعنی وہ تو بہت ہی محبوب ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تم مین کوئی مؤمن نہین ہو سکتا جب تک خود اُسکے نفس سے بھی زیادہ اُسکو مین
محبوب نہ ہون حضرت عمر رضی نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل
فرمائی کہ آپ میرے نزدیک میرے اُس نفس سے بھی زیادہ محبوب ہین جو میرے پہلو
مین ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اب بات ٹھیک ہوئی کذا
فی المواہب ف حضرت عمر رضی نے اول محبت بلا اسباب کو محبت بالاسباب سے اقوی
سمجھکر نفس کو مستثنی کیا پھر آپ کے اِس ارشاد سے کہ اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب رکھنا
ضرور ہے یہ سمجھ گئے کہ اقوی ہونیکا مدار کوئی ایسا امر ہے کہ اُسکے اعتبار سے کوئی چیز
نفس سے بھی زیادہ محبوب ہو سکتی ہے مثلاً یہ کہ آپ کی خوشی کو نفس کی خوشی پر طبعًا

مقدم و راجح پایا سو اس حقیقت کے انکشاف کے بعد کے آپ کی احبیت من النفس کا مشاہدہ کیا اور خبر دی اور مواہب کے مقصد سابع مین دوسرے صحابہؓ کی بھی حکایتین محبت کی عجیب و غریب ذکر کی ہین **تیسری روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمام امت جنت مین داخل ہوگی مگر جس نے میرا کہنا قبول نہ کیا عرض کیا گیا کہ قبول کس نے نہین کیا فرمایا جس نے میری طاعت کی وہ جنت مین داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے قبول نہین کیا روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** صحابہؓ کے اس سوال سے معلوم ہوا کہ یہ اباء مخصوص بہ کفر نہین ہے ورنہ اسمین کونسا خفا تھا پس آپ کے اتباع نکرنے کو اباء سے تعبیر فرمایا گیا ہی اس سے متابعت کا وجوب ثابت ہوا **چوتھی روایت** حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھسے محبت کی اور جسنے مجھسے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علامت آپکی محبت کی آپکی سنت کی محبت ہے اور آپ کی محبت کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ مفتاح جنت ہے اور جنت کے ساتھ حضورؐ کی معیت کا بھی موجب ہے **پانچوین روایت** حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کے جرم مین سزا دی پھر وہ ایک دن حاضر کیا گیا پھر آپنے حکم سزا کا دیا ایک شخص نے مجمع مین سے کہا کہ اے اللہ اسپر لعنت کر کسقدر کثرت سے اسکو (اس مقدمہ مین) لایا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسپر لعنت مت کرو واللہ میرے علم مین یہ اللہ اور اُس کے رسول سے محبت رکھتا ہے روایت کیا اسکو بخاری نے **ف** اس حدیث سے چند امور ثابت ہوئے

ایک بشارت مذنبین کو کہ اُنسے اللہ و رسول کی محبت کی نفی نہین کی گئی دوسرے تنبیہ مذنبین کو کہ نری محبت سزا سے بچنے مین کام نہ آئی تو کوئی اِس نازمین نہ رہے کہ بس خالی محبت بدون اطاعت کے سزاے جہنم سے بچالے گی البتہ بُعد بعید من الرحمۃ سے بچا سکتی ہے جیسا کہ نہی عن اللعنۃ سے معلوم ہوا پس جو سزا آخرت کی اِس ملعونیت پر مرتب ہے یعنی خلود اُس سے یہ محبت بچالے گی بعد سزا کے مغفرت ہوجاوے گی تیسری فضیلت محبت کی جیسا کہ ظاہر ہے چوتھے تفاوت مراتب محبت کا کہ باوجود ایک عصیان کے اثبات محبت کا حکم فرمایا اِس سے ثابت ہوا کہ متابعت کامل نہ ہونیسے گو کمال محبت کا حکم نہ ہوگا مگر نفس متابعت سے کہ ادنیٰ درجہ اُسکا کفر سے نکلنا ہے کوئی درجہ محبت کا ثابت کہا جاویگا پانچوین مؤمن خواہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر اُسپر لعنت نہ کرنا چاہیے اِس سے عظمت ثابت ہوتی ہے اللہ و رسول کی محبت کی کہ اُسکا ایک شمہ بھی گو مقرون بالمعاصی ہو مانع عن اللعنۃ ہے تو اُسکا کامل اور خالص درجہ کیسا کچھ مؤثر ہوگا ؎

جرعہ خاک آمیز چون مجنون کند	صاف گر باشد ندانم چون کند

للشیخ عبد العزیز الدہلوی ۱۲   ؏ فیا اذکر ۱۲

؎ یا سائرًا نحو الحمی باللہ قف فی بانہ ۱	؎ اے جانے والے بجانب گیاہ زار کے اللہ کے لیے اُسکے باغ درخت بان مین ذرا ٹھہرنا اور میری طرف سے دفا ترغم اُسکے رہنے والوں کو پڑھکر سنانا ؎ اگر وہ میری حالت بیماری کے بارہ مین دریافت کرین جب سے مین اُنسے غائب ہوا ہون تو قلب اپنے خفقان مین ہے اور سر اپنے دوران مین ہے
واقرأ طوامیر الجوی منی علی سکانہ ۱	
؎ ان یسئلوا عن حالتی فی السقم منذ فقدتہ	
فالقلب فی خفقانہ والرأس فی دورانہ ۱	

۵۳ إن فتشوا عن دمع عيني بعدهم قل حاكيا
كالغيث في تهتانه والبحر في هيجانه
۵۴ لكنه مع ما جرى مشغوف حب المصطفى
بخياله في قلبه وحديثه بلسانه
۵۵ ولطالما يدعو ملحا في الدعاء مبالغا
ليطوف في بستانه ويشم من ريحانه
۵۶ يا من تفوق أمره فوق الخلائق في العلا
حتى لقد أثنى عليك الله في قرآنه
۵۷ صلى عليك الله آخر دهره متفضلا
مترحما وحباك الموعود من إحسانه

۵۳ اگر وہ میرے اشک چشم کے متعلق اپنے بعد کے زمانہ مین تحقیق کرین تو بطور حکایت کے کہنا کہ مثل ابر کے ہے اُسکے برسنے مین اور مثل بحر کے ہے اُسکے جوش مین ۵۴ لیکن وہ محب باوجود اس تمام ماجرا کے فریفتہ ہے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس آپکا خیال اُسکے قلب مین ہے اور آپکا تذکرہ اُسکی زبان پر ہے ۵۵ اور بہت زمانہ طویل سے دعا کر رہا ہے اور دعا مین الحاح اور مبالغہ کر رہا ہے تاکہ وہ آپکے باغ مین طواف کرے اور آپکے ریحان سے خوشبو سونگھے ۵۶ اے وہ ذات پاک جسکا رتبہ تمام خلائق پر بلندی مین فائق ہوگیا یہانتک کہ آپپر اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن مین ثنا فرمائی ۵۷ اللہ تعالیٰ آپپر درود نازل فرماوے زمانہ کے اخیر تک تفضل کرتا ہوا اور ترحم فرماتا ہوا اور آپکو اپنے احسانات موعودہ عطا فرماوے ۱۲ منہ

چھتیسوین فصل آپ کی توقیر و احترام و ادب کے وجوب مین یہ بھی فصل سابق کے ساتھ ملحق ہے کہ یہ بھی منجملہ آپ کے حقوق عظمت کے ہین اس باب مین چند آیات و روایات کا نقل کرنا کافی ہے آیت اوّل سورۂ توبہ مین ہے ما کان لاھل المدینة ومن حولھم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ ولا یرغبوا بانفسھم عن نفسہ آیت دوم سورۂ نور مین ارشاد ہے انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ ان الذین یستاذنونک اولئک الذین یؤمنون باللہ ورسولہ فاذا استاذنوک لبعض شانھم فاذن لمن شئت

منهم واستغفر لهم الله ان الله غفور رحیم لا تجعلوا دعاء الرسول
بینکم کدعاء بعضکم بعضا آیت سوم سورۂ احزاب مین ارشاد ہے وما کان
لکم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنکحوا ازواجه من بعده ابدا
ان ذلکم کان عند الله عظیما الیٰ قوله تعالیٰ ان الذین یؤذون الله
ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاٰخرة واعد لهم عذابا مهینا
آیت چہارم سورۂ فتح مین ہے انآ ارسلناک شاهدا ومبشرا ونذیرا
لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بکرة واصیلا
آیت پنجم سورۂ حجرات مین ہے یاایها الذین اٰمنوا لا تقدموا بین
یدی الله ورسوله واتقوا الله ان الله سمیع علیم الیٰ قوله تعالیٰ ولو انهم
صبروا حتی تخرج الیهم لکان خیرا لهم والله غفور رحیم حاصل
ان آیات کا یہ ہے کہ نمبرا۔ مدینہ کے رہنے والون کو اور جو دیہاتی اُن کے
گرد و پیش مین رہتے ہین اُن کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا
ساتھ نہ دین اور نہ یہ زیبا تھا کہ اپنی جان کو اُنکی جان سے عزیز سمجھین ۲۔ بس
مسلمان تو وہی ہین جو اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہین اور جب رسول کے
پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہین جسکے لیے مجمع کیا گیا ہے اور اتفاقاً وہان سے
جانے کی ضرورت پڑتی ہے تو جب تک آپ سے اجازت نہ لین اور آپ اُسپر اجازت
نہ دیدین مجلس سے اُٹھکر نہین جاتے ہے پیغمبر جو لوگ آپ سے ایسے مواقع پر اجازت لیتے ہین بس وہی اللہ پر اور
اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہین تو جب اہل ایمان لوگ ایسے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کے لیے آپ سے جانیکی
اجازت طلب کرین تو اُنمین سے آپ جسکے لیے مناسب سمجھکر اجازت دینا چاہین اجازت دیدیا کرین اور اجازت دیکر بھی

آپ اُنکے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیا کیجیے بلا شبہہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا
مہربان ہے۔ تم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بلانے کو جب وہ کسی ضرورت
اسلامیہ کے لیے تمکو جمع کرین ایسا معمولی بلانا مت سمجھو جیسا تم مین ایک دوسرے کو
بلالیتا ہے کہ چاہے آیا یا نہ آیا پھر آ کر بھی جب تک چاہا بیٹھا جب چاہا اُٹھکر
بے اجازت لیے چلدیا ع۳ اور (حرمت ایذاء نبوی صرف فضول جگہ بیٹھ جانے ہی کی
صورت مین منحصر نہین بلکہ علی الاطلاق حکم ہے کہ) تمکو (کسی امر مین) جائز نہین کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کلفت پہونچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپکے بعد آپکی
بیبیون سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری معصیت کی بات ہے (اور
جسطرح یہ نکاح ناجائز ہے ایسے ہی اسکا زبان سے ذکر کرنا یا دل مین ارادہ
کرنا سب گناہ ہے سو) اگر تم اسکے متعلق کسی چیز کو زبان سے ظاہر کروگے یا اسکے
ارادہ کو دلمین پوشیدہ رکھوگے تو اللہ تعالیٰ (کو دونون کی خبر ہوگی کیونکہ وہ)
ہر چیز کو خوب جانتے ہین (پس تمکو اُسپر سزا دینگے) اور ہم نے جو اوپر حجاب کا حکم
دیا ہے اُس سے بعضے مستثنیٰ بھی ہین جسکا بیان یہ ہے کہ) پیغمبر کی بیبیون پر اپنے
باپون کے سامنے ہونیکے بارہ مین کوئی گناہ نہین اور نہ اپنے بیٹون کے یعنی جسکے
بیٹا ہو اور نہ اپنے بھائیون کے اور نہ اپنے بھتیجون کے اور نہ اپنے بھانجون کے
اور نہ اپنے دینی شریک عورتون کے اور نہ اپنی لونڈیون کے (یعنی انکے سامنے
آنا جائز ہے) اور اے پیغمبر کی بیبیو (ان احکام مذکورہ کے امتثال مین) خدا سے
ڈرتی رہو (کسی حکم کے خلاف نہ ہونے پاوے) بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر ناظر ہے (یعنی
اُس سے کوئی امر مخفی نہین پس خلاف مین احتمال سزا کا ہے) بیشک اللہ تعالےٰ

اور اُسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہین ان پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ کا حق عظمت جو تمھارے ذمہ ہے ادا ہو) بلبشیک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قصدًا ایذا دیتے ہین اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا اور آخرت مین لعنت کرتا ہے اور اُنکے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ۲ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہمنے آپ کو اعمال امت پر قیامت کے دن گواہی دینے والا ہو کر اور دنیا مین خصوصًا مسلمانون کے لیے بشارت دینے والا اور کافرون کے لیے ڈرانیوالا کر کے بھیجا ہے اور اے مسلمانو ہم نے اُنکو اسلیے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اُسکے دین کی مدد کرو اور اُسکی تعظیم کرو (عقیدۃً بھی کہ اللہ تعالیٰ کو موصوف بالکمالات منزہ عن النقائص سمجھو اور عملًا کہ اطاعت کرو) اور صبح وشام اُسکی تسبیح و تقدیس مین لگے رہو ۵ اے ایمان والو اللہ ورسول کی اجازت سے پہلے تم کسی قول یا فعل مین سبقت مت کیا کرو (یعنی جب تک قرائن قویہ یا تصریح سے اذن گفتگو کا نہو گفتگو مت کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ (تمھارے سب اقوال کو) سُننے والا (اور تمھارے افعال کو) جاننے والا ہے (اور) اے ایمان والو تم اپنی آوازین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ اُنسے ایسے کھُل کر بولا کرو جیسے آپس مین ایک دوسرے سے کھُل کر بولا کرتے ہو (یعنی نہ بلند آواز سے بولو جبکہ آپکے سامنے بات کرنا ہو گو باہم ہی مخاطبت ہو اور نہ برابر کی آواز سے جبکہ خود آپ سے مخاطبت کرو کبھی تمھارے اعمال برباد ہو جاوین اور تمکو خبر بھی نہو (اسکا مطلب یہ ہے کہ رفع صوت کہ صورۃً

بیباکی ہے اور جہر کجہر ما بینہم کہ گستاخی ہے طبعًا بوجہ اسکے کہ تابع قالاً وحالاً مدعی
التزام ادب متبوع ہوتا ہے اور اسمین اس التزام کا ترک ہے ناگوارا ور موجب تاذی
ہوسکتا ہے اور تاذی رسول کی موجب حبط عمل ہے اور گو اور معاصی موجب حبط
نہین ہوتے لیکن یہ اُس عام مین سے مخصوص ہے البتہ بعض اوقات جبکہ
طبیعت زیادہ منبسط ہو یہ امور ناگوار نہین ہوتے اُسوقت بوجہ عدم تحقیق ایذا
یہ امور موجب حبط نہین ہوتے مگر چونکہ تاذی سامع کا تحقق بعض اوقات متکلم کو
معلوم نہین ہوتا اور اس بنا پر ممکن ہے کہ تاذی ہوجاوے اور اس سے حبط بھی ہوجاوے
اور متکلم اس گمان مین رہے کہ تاذی نہین ہوئی پس حبط کی بھی خبر نہو لاتشعرون
کے یہی معنی ہین اور اسی وجہ سے مطلق رفع صوت وجہر بالقول کو منہی عنہ ٹھیرایا
کہ گو اسکے بعض افراد موجب تاذی نہون گے لیکن اسکی تعیین کیسے ہوگی لہذا
مطلقًا تمام افراد کو ترک کردینا چاہیے یہ تو ترہیب تھی رفع صوت پر آگے ترغیب ہے
خفض صوت کی کہ) بیشک جو لوگ اپنی آوازون کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے سامنے پست رکھتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنکے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ
کے لیے خالص کردیا ہے (یعنی انکے قلوب مین غیر تقویٰ نہین ہے مطلب یہ کہ متقی
کامل ہین مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس باب خاص مین وہ کمال تقوی کے
ساتھ موصوف ہین کیونکہ کمال تقویٰ یہ ہے حسب حدیث مرفوع ترمذی لا
یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا بأس بہ حذرًا
لما بہ بأس اور رفع صوت کی ایک فرد فی نفسہ غیر ذی باس ہے جسمین
تاذی نہو اور ایک فرد ذی باس ہے جسمین تاذی ہو جب انھون نے مطلقًا رفع

صوت کو ترک کردیا تو ذی باس کے عذر سے غیر ذی باس کو ترک کردیا پس کمال تقویٰ تحقق ہوگیا اور فی نفسہ کی قید اسلیے لگائی کہ بعد بنی کے پھر تو دونون فرد ذی باس ہین آگے اُنکے عمل کا ثمرۂ اُخروی مذکور ہے کہ) اِن لوگونکے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے جو لوگ حجرون کے باہر سے آپ کو پکارتے ہین ان اکثرون کو عقل نہین ہے ورنہ آپ کا ادب کرتے اور ایسی جرأت نکرتے اور اگر یہ لوگ ذرا صبر و انتظار کرتے یہان تک کہ آپ خود باہر انکے پاس آجاتے تو یہ اُنکے لیے بہتر ہوتا (کیونکہ یہ ادب کی بات تھی) اور (یہ لوگ اگر اب بھی توبہ کرلین تو معاف ہوجاوے کیونکہ) اللہ غفور رحیم ہے روایت اوّل سنن ابو داؤد کتاب الحدود مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ایک ام ولد تھی جو جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین بیہودہ حکایت کہا کرتی اور گستاخی کیا کرتی وہ نابینا منع کرتا وہ باز نہ آتی وہ اُسکو ڈانٹتا مگر وہ نہ مانتی ایک شب اسی طرح اُس نے کچھ بکنا شروع کیا اُس نابینا نے ایک چھرا لیکر اُسکے پیٹ پر رکھکر بوجھ دیدیا اور اُسکو ہلاک کرڈالا صبح کو اسکی تحقیقات ہوئی اُس نابینا نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسکا اقرار کیا اور تمام قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا سب گواہ رہو کہ اُسکا خون رائگان ہے (یعنی قصاص وغیرہ نہ لیا جاویگا) ف اِن صحابی کا جوش محبت و ادب کسقدر ثابت ہوتا ہے اور اِس سے حنفیہ کے اُس مسئلہ پر شبہہ نہین ہوسکتا کہ سبّ نبی موجب نقض عہد نہین ہے کیونکہ عدم نقض عہد سے عدم جواز قتل لازم نہین آتا یہ قتل سیاستہً و زجراً ہے کہ علانیہ ایسے کلمات کا کہنا کہ اُس کافر کے مذہب مین بھی اُنکا

نہین پھر بار بار کہنا جو دلیل ہے تمرد و استخفاف اسلام کی بلاشبہہ موجب زجر بالقتل ہے **دوسری روایت** امام بخاری نے کتاب الشروط مین قصۂ حدیبیہ کی ایک طویل حدیث نقل کی ہے اُسمین یہ بھی ہے کہ عروہ بن مسعود رئیس مکہ نے آپ کی مجلس شریف سے مکہ واپس جاکر لوگون سے بیان کیا کہ اے میری قوم واللہ مین بادشاہون کے پاس گیا ہون اور قیصر و کسریٰ و نجاشی کے پاس گیا ہون واللہ مین نے کسی بادشاہ کو نہین دیکھا کہ اُسکے مصاحب اُسکی اسقدر تعظیم کرتے ہون جسقدر صحابۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہین واللہ جب آپ کھنکار پھینکتے ہین تو وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ مین پہونچتی ہے اور وہ اُسکو اپنے چہرہ اور بدن کو مل لیتا ہے اور جب آپ اُنکو کوئی حکم دیتے ہین تو وہ آپکے حکم کی طرف دوڑتے ہین اور جب آپ وضو کرتے ہین تو اُن لوگونکی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ وضو کا پانی لینے کے لیے گویا اب لڑ پڑینگے اور جب آپ کلام فرماتے ہین تو وہ لوگ اپنی آوازون کو آپ کے سامنے پست کرلیتے ہین اور وہ لوگ آپکی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے تک نہین الحدیث **ف** اِس سے جو کچھ آداب صحابہؓ کے ثابت ہوتے ہین ظاہر ہے **تیسری روایت** مشکوٰۃ مین بروایت امام احمد براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ پر گئے اور قبر تک پہونچے ہنوز مُردہ لحد مین نہین رکھا گیا تھا (کچھ دیر ہو گی) آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے گرداگرد اسطرح بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سرون پر پرندے ہین الحدیث (نہایت سکون و سکوت کے ساتھ) **ف** صحابہؓ کا حضورؐ کی خدمت مین اسی طرح بیٹھنے کا معمول تھا اِس سے غایت ادب ظاہر ہے اور بشیمار

روایات اس باب مین وارد ہین علمانے تصریح فرمائی ہے کہ یہ آداب بعد حیات بھی
باقی ہین چنانچہ مواہب مین ہے کہ جب آپ کی صوت پر صوت کا بلند کرنا موجب
حبط اعمال ہے تو اپنی آرار واہوا، کے آپ کی سنت اور حکم پر بڑھانے کی نسبت
کیا گمان کرتے ہو اور جب آپ کی مجلس سے بلا اذن جانا جائز نہین تو آپکی تفاصیل
دین سے دوسری طرف جانا کیسے جائز ہوگا اور دوسرے علمانے لکھا ہے
کہ جسطرح حضورؐ کے سامنے رفع صوت جائز نہ تھا اسی طرح آپکے کلام کے درس
اور احکام کی نقل کے وقت بھی رفع صوت حاضرین وسامعین کے لیے خلاف ادب ہے
اور اسی طرح محل مسجد شریف کے قریب بھی مواہب مین ایک حکایت نقل کی ہے
کہ امیر المؤمنین ابو جعفر نے امام مالکؒ سے کسی مسئلہ مین مسجد نبویؐ مین گفتگو کی تو امام
مالکؒ نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین تمکو کیا ہوا اس مسجد مین آواز مت بلند کرو کہ حضور
نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا احترام وفات کے بعد وہی ہے جو حالت حیات مین تھا
سو ابو جعفر دب گیا اسکی تائید حضرت عمرؓ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جو آپنے
دو شخص اہل طائف کو فرمایا تھا کہ تم مسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اپنی
آواز بلند کرتے ہو روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ باب المساجد پس
آپکے نام کی قدر تمام کی کلام کی احکام کی سب کی تعظیم واجب ہے اور منجملہ اسی تعظیم
احکام کے یہ ہے کہ تعظیم ظاہری مین حدود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو یعنی مثلاً کسی
اور نبی کی یا حضرت حق تعالیٰ کی بے ادبی نہ ہونے لگے چنانچہ چوتھی پانچوین روایت
سے ظاہر ہے چوتھی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے ایک یہودی اور مسلمان کے
جھگڑے کے قصہ مین روایت ہے کہ مسلمان نے اپنی قسم مین کہا کہ قسم اُس ذات کی

جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا یہودی نے کہا کہ قسم اُس
ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا مسلمان نے اُسوقت
ہاتھ اُٹھاکر ایک طمانچہ یہودی کے منھ پر مارا یہودی نے جاکر حضورؐ مین عرض کیا
آپنے مسلمان سے تحقیق فرمایا اُسنے یہ قصہ عرض کیا آپنے فرمایا کہ تم مجکو موسیٰ
علیہ السلام پر (ایسی) فضیلت مت دو (جسمین اُنکی بے ادبی کا شائبہ ہو جیسا کہ
تفاضل مین لڑائی جھگڑے تک نوبت پہونچ جانے سے اسکا شبہہ واقع ہوسکتا ہے)
روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **پانچویں** روایت حضرت
جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جانین مصیبت مین آگئین اور بال بچے بھوکے مرنے لگے
اور اموال تباہ ہونے لگے اور مواشی ہلاک ہونے لگے (یعنی قحط کے سبب) سو
آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجیے سو ہم آپ کو خدا کے نزدیک
شفیع لاتے ہین اور خدا ے تعالیٰ کو آپکے نزدیک شفیع لاتے ہین سو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم (اس کلمہ سے نہایت مضطرب ہوئے اور) سبحان اللہ سبحان اللہ
فرمانے لگے اور اسقدر مکرر سہ کرر تسبیح فرمائی کہ اسکا اثر صحابہؓ کے چہرون مین دیکھا
گیا پھر فرمایا کہ کمبختی مارے خدا ے تعالیٰ کو کسی کے نزدیک سفارشی نہین لایا جاسکتا
خدا ے تعالیٰ کی شان اس سے بہت زیادہ عظیم ہے الحدیث روایت کیا اسکو
ابوداؤد نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** گو شفیع گاہے عظیم بھی ہوتا ہے جیسا حضرت
بریرہؓ سے آپنے دربارۂ مغیث کے فرمایا کہ مین حکم نہین کرتا شفاعت کرتا ہون
لیکن لوازم شفاعت سے یہ ہے کہ شفیع اُس حاجت کے پورا کرنے سے خود عاجز اور جس سے

سفارش کرتا ہے اُسکا محتاج ہوتا ہے اور عجز واحتیاج کا احتمال بھی خدائے تعالیٰ کی ذات میں محال ہے پس چونکہ اس عنوان مین اگرچہ تعظیم نبوی اعلیٰ درجہ کی ہے مگر تو سوادب حضرت حق کی شان مین آپ پر کسقدر گران گذرا اور کس اہتمام سے آپنے اس سے روکا

من القصیدة

اَکْرِمْ بِخَلْقِ نَبِیٍّ زَانَهٗ خُلُقٌ
بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمِ

كَالزَّهْرِ فِیْ تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِیْ شَرَفٍ
وَالْبَحْرِ فِیْ كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِیْ هِمَمِ

كَاَنَّهٗ وَهُوَ فَرْدٌ فِیْ جَلَالَتِهٖ
فِیْ عَسْكَرٍ حِیْنَ تَلْقَاهُ وَفِیْ حَشَمِ

كَاَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ فِیْ صَدَفٍ
مِنْ مَعْدِنَیْ مَنْطِقٍ مِنْهُ وَمُبْتَسَمِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سلہ کیا عمدہ ہے سرشت وصورت حضرتؐ کی جس کو آپکے خلق عظیم نے زینت دی ہے ایسے حال مین کہ وہ سرتاپا جامۂ حسن مین لپٹی ہوئی ہے اور تازہ روئی اور کشادہ پیشانی سے متصف ونشان مند ہے سلہ ذات عالی صفات لطافت ونظافت مین مثل شگوفہ کے ہے اور مثل ماہ چہاردہم کے علو وبزرگی مین اور مانند سمندر کے عموم فیض ونفع رسانی خلائق مین اور مانند زمانہ کے ہمتون مین سلہ آپ کی یہ شان ہے کہ آپ گر تنہا بھی ہون تو ملاقات کے وقت بوجہ اپنی جلالت وعظمت کے ایسے معلوم ہوتے ہین کہ گویا آپ ایک ٹھٹے حشم وخدم مین ہین ۱۲ منہ سلہ گویا موتی جو اپنی صدف مین پنہان ہے اور اتبک باہر آکر دستمال نہین ہوا اپنی چمک اور دمک مین اُن گوہرونکے مشابہ ہے جو ان دو کانون سے نکلا ہو جنمین ایک کان زبان مبارک ہے یعنی کلام بلاغت انتظام اور دوسرے دولب غریف دندان درخشان خلاصہ یہ کہ وہ موتی جو ہنوز صدف سے نہین نکلا وہ کمال صفائی وچمک مین آپکے کلام اور دندان سے مشابہ ہے گو انکی صفائی کو نہین پہونچ سکتا (ان سب اوصاف سے آپکا معظم صورۃً ومعنیً ہونا ثابت ہے اور یہ مقتضی ہے کمال محترم وواجب التوقیر ہونیکو ۱۲ عطر الوردہ

سینتیسوین فصل آپ پر درود شریف بھیجنے کی فضیلت مین یہ بھی فصلین سابقین کے ساتھ ملحق ہے کیونکہ یہ بھی منجملہ آپ کے حقوق وآداب کے ہی۔ اِس باب مین بھی چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے **پہلی روایت** حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھپر ایکبار درود بھیجتا ہے اللہ تعالےٰ اُسپر دس رحمتین نازل فرماتا ہے اور اُس سے دس گناہ معاف ہوتے ہین اور اُسکے دس درجے بلند ہوتے ہین روایت کیا اسکو نسائی نے **دوسری روایت** حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میرے ساتھ سب آدمیون سے زیادہ قرب رکھنے والا وہ ہوگا جو مجھپر کثرت سے درود بھیجتا ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے **تیسری روایت** نیز ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے بہت سے ملائکہ زمین مین سیاحت کیا کرتے ہین اور میری امت کا سلام مجکو پہونچاتے ہین روایت کیا اسکو نسائی اور دارمی نے **چوتھی روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ذلیل وخوار ہو جسکے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھپر درود نہ بھیجے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اِس حدیث سے محققین نے کہا کہ آپکا نام مبارک سُنکر اوّل بار درود پڑھنا واجب ہے پھر مکرر اُسی مجلس مین اگر ذکر ہو تو مستحب ہے **پانچوین روایت** حضرت اُبی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین آپ پر درود کثرت سے بھیجتا ہون سو (یہ تبلا دیجیے کہ) کسقدر درود معمول رکھون (مطلب یہ کہ بقیہ اوراد سے درود کی کیا نسبت رکھون)

آپ نے فرمایا جسقدر چاہو مین نے عرض کیا کہ ایک ربع (یعنی مثلاً کل وقت وظیفہ کا تین گھنٹہ ہون تو پون گھنٹہ درود کے لیے رکھون) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر بڑھالو تو وہ تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے مین نے عرض کیا کہ نصف (مثلاً مثال مذکور مین ڈیڑھ گھنٹہ) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر اور بڑھالو تو تمھارے لیے اور بھی بہتر ہے مین نے عرض کیا کہ دو ثلث (مثلاً مثال مذکور مین دو گھنٹہ) آپ نے فرمایا کہ جو چاہو اور اگر اور زیادہ کرلو اور بھی بہتر ہے مین نے عرض کیا کہ مین تمام وظیفہ درود ہی کو کرلونگا (یعنی پورے تین گھنٹہ یہی پڑھا کرونگا) آپ نے فرمایا تو اس صورت مین تمھارے افکار کی کفایت کیجاوے گی اور تمھارا گناہ معاف کیا جاوے گا روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس سے درود شریف کا افضل الاوراد ہونا ظاہر ہے **چھٹی روایت** ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کے رب کا ارشاد ہے کہ آپ پر جو شخص ایک دفعہ درود بھیجیگا مین اُسپر دس رحمتین نازل کرونگا اور جو شخص ایک سلام بھیجے گا اُسپر دس سلام بھیجونگا روایت کیا اسکو نسائی اور دارمی نے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر درود شریف کے کسی صیغہ مین صلوٰۃ وسلام دونون ہون تو اُسکے ایک بار پڑھنے سے بیس عنایتین حق تعالیٰ کی ہوتی ہین مثلاً اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ **ساتوین روایت** حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ انھون نے فرمایا کہ دعا معلق رہتی ہے درمیان آسمان وزمین کے اُسمین سے کچھ بھی (مقام قبول تک) نہین پہونچتی جب تک کہ اپنے نبی پر درود نہ پڑھو روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف**

چونکہ یہ امر مدرک بالقیاس نہین ہے اِسلیے حکم مرفوع مین ہے یہ سب احادیث مشکوٰۃ مین ہین اور اِس باب مین احقر کا رسالہ زاد السعید مختصر اور جامع ہے۔

بعد بیان فضیلت کے بمقتضاے وارد قلبی اُسکی بعض حکمتین لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے **حکمت اوّل** جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات امت پر بے شمار ہین کہ صرف تبلیغ ماموربہ ہی پر اکتفا نہین فرمایا بلکہ اُنکی اصلاح کے لیے تدبیرین سوچین اُنکے لیے رات رات بھر کھڑے ہوکر دعائین کین اُنکے احتمال مضرت سے دلگیر ہوئے اور تبلیغ گو ماموربہ تھی لیکن تاہم اُسمین واسطۂ نعمت تو ہوے بہر حال آپ محسن بھی ہین اور واسطۂ احسان بھی پس اس حالت مین مقتضا فطرت سلیمہ کا یہ ہوتا ہے کہ ایسی ذات کے واسطے دعائین نکلتی ہین خصوصًا جبکہ مکافاۃ بالمثل نہوسکے اور ہمارا عاجز ہونا اس مکافات سے ظاہر ہے کیونکہ ان نعماء کا افاضہ غیر نبی سے نبی پر محالات سے ہے اور دعاے رحمت سے بڑھکر کوئی دعا نہین اور اُسمین بھی رحمت خاصّہ کاملہ کی دعا جو کہ مفہوم ہے درود کا اسلیے شریعت نے اسی فطرت سلیمہ کے مطابق درود شریف کا امر کہین وجوبًا کہین استحبابًا فرمایا ونحوہ فی المواہب **حکمت دوم** چونکہ آپ حق تعالیٰ کے محبوب ہین اور محبوب کے لیے کسی خیر کی درخواست کرنا گو محبوب کو بوجہ اِسکے کہ جس سے درخواست کی جاوے وہ خود بوجہ محبت کے وہ خیر اُس محبوب کو پہونچاویگا اُس خیر کے ملنے مین اُس درخواست کی حاجت ہی نہو لیکن ایسی درخواست کرنا خود سبب ہوتا ہے اِس درخواست کرنے والے کے تقرب کا پس درود شریف مین چونکہ درخواست رحمت ہے محبوب حق کے لیے اِسلیے یہ ذریعہ ہوجاویگا خود اس شخص کو

حق تعالیٰ کی رضا و قرب میسر ہونے کا و نحوہٗ فی المواہب حکمت ششم نیز اس درخواست مین اظہار ہے آپکے شرف خاص عبدیت کاملہ کا کہ رحمت آلہی کی آپ کو بھی ضرورت ہے وہذا من سوانح الوقت۔ حکمت ہفتم چونکہ آپ بھی بشریت مین مادّیت مین عُنصریت مین امت کے ساتھ شریک ہین اور بعض امور زائدہ مثل کثرت مال وغیرہ مین اَوروں کے ساتھ مساوی بھی نہین اور یہ اشتراک اور عدم مساواۃ بسا اوقات منجر ہو جاتا ہے استنکاف کی طرف اعتقاد عظمت واتباع ملت سے جیسا امم ضالہ کو پیش آیا کہ بعض نے یون کہا انؤمن لبشرین مثلنا وقومھما لنا عابدون اور بعض نے کہا ابشرا منا واحدا نتبعہ انا اذا لفی ضلال وسعر کسی نے کہا لولا نزل ھذا القراٰن علی رجل من القریتین عظیم اسلیے درود شریف مین اسکا پورا علاج ہے کیونکہ اسمین دعا ہے رحمت خاصّہ کی تو اس سے استحضار ہوا اسکا کہ آپ رحمت خاصّہ کے مستحق ہونے مین سب سے ممتاز ہین تو اُس اشتراک کے ساتھ اس امتیاز کو بھی تو دیکھو جسکے سامنے دوسرونکا امتیاز مالی وغیرہ گرد ہے اور نیز اسمین حکمت اول کے لحاظ سے استحضار ہے اسکا کہ ہم لوگ آپکے ممنون ہین اور عظمت ومنّت کا استحضار رافع ہوتا ہے استنکاف کا بالخصوص جب نام مبارک کے قبل لفظ سیدنا ومولانا وغیرہ بھی بڑھایا جاوے اور نام مبارک کے بعد ایسے صفات بڑھائے جاوین جن مین تصریح ہو آپ کے جد وجہد کی اشاعت دین کے لیے جو اعظم احسانات ہے ہمپر اور اس رفع استنکاف سے افتقار وانکسار حادث ہوگا جو کہ اعظم مقامات مقصودہ سے ہے خصوص اُس محل مین جسکے معظم ہونیکا نصوص مین اہتمام کیا گیا ہو جیسے مقبولان آلہی

ف ۵ یعنی حضور ایسے بزرگ شانہ ہین کہ افتقار جو کہ شعور ہین معظم کے ساتھ ہوتا ہو اور حضور ﷺ کا افتقار فی نفسہ محمود ہے ۱۲ منہ

بالخصوص حضرات انبیا علیہم السلام پھر خصوص سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کہ آپ کی
طرف افتقار کا استحضار عین مرضی حق اور آپ سے ابا و استغنا بغایت نامرضی ہے
کما قال اللہ تعالیٰ ھُوَ الذی بعث فی الاُمّیّین رسولا منھم یتلوا علیھم
اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال
مبین و قال اللہ تعالیٰ لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا
من انفسھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ
وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین حکمت پنجم بعض طبائع مین غلبۂ مذاق
توحید کے سبب وسائط کے ساتھ کہ اُن وسائط مین انبیا بھی ہین دل زیادہ آویختہ
نہین ہوتا گو بعد حصول قدر واجب اعتقاد و انقیاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی
اس زیادت کا انتفا مضر نہین جیسا کہ مواہب کے مقصد سابع مین امام قشیری سے
ابو سعید خراز کی حکایت نقل کی ہے کہ انھون نے خواب مین جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجکو معذور رکھیے کہ خدائے تعالیٰ کی محبت
مجکو آپ کی محبت مین مشغول نہین ہونے دیتی آپنے فرمایا اے مبارک جو شخص حق تعالےٰ
سے محبت کرتا ہے وہ مجھی سے محبت کرتا ہے (کیونکہ یہ تو وہ جانتا ہی ہے کہ میری ہی
توسط سے تو یہ بات نصیب ہوئی اور اس جاننے کے بعد ممکن نہین کہ واسطہ سی محبت
نہ ہو گو التفات نہ ہو سو امر ضروری محبت ہے نہ کہ التفات دائم) اور بعض نے کہا ہے
کہ یہ واقعہ ایک نصاریٰ عورت کو سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاگتے مین پیش
آیا تھا اھ لیکن کمال حال یہ ہے کہ جس واسطہ کی طرف اُسی واحد حقیقی نے التفات
کرنے کو اپنی رضا کا ذریعہ فرمایا ہے اُسکی طرف التفات کرنے کو ذوقاً بھی شاغل

عن التوحید نہ سمجھے بلکہ مکمل توحید جانے جیسا کوئی اپنے معشوق کے پاس جانا
چاہے اور وہ معشوق اپنا ایک مقرب خاص اُسکے پاس بھیجدے کہ اُسکو اپنے ہمراہ
لے آوے تو قضیہ عقل یہ ہے کہ جسقدر اپنے محبوب کی مقصودیت حقیقیہ اسکے دل مین بسی
ہوگی اُسی قدر ہر قدم پر اُس موصل الی المقصود کے قدم اور زبان پر اسکی توجہ
ہوگی کیونکہ اسمین کمی ہونے سے خود وصول الی المقصود ہی مشکوک ہوجاویگا جسکو
یہ ناگوارا اور محبوب بالذات کی مقصودیت حقیقیہ کے خلاف سمجھے گا اُسی طرح جب
اُس عاشق کو معلوم ہوگا کہ مین جسقدر اسکا اکرام و مدارات و خدمت کرونگا یہ محبوب
اُسیقدر زیادہ خوش ہوگا تو وہ اور بھی اُس مین مشغول رہے گا اور یہ شغل مانع
عن الاشتغال بالمحبوب نہ ہوگا بلکہ اُس اشتغال مین اور زیادہ معین ہوگا پس جسطرح
اس مثال مین جس درجہ کی مقصودیت محبوب بالذات کی اِس محب کے نظر مین ہوگی
اُسی درجہ کا التفات موصل کی حرکت و سکون پر ہوگا اسی طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم
کی طرف جسقدر التفات ہو وہ عین علامت ہوگی واحد تعالی کے مطلوب و ملتفت الیہ
ہونے کی پس دونون التفاتون مین تزاحم نہ ہوا بلکہ تلازم ہوا پس اس فوتی نقص کے
رفع کرنے کے لیے درود شریف شروع ہوا گویا صلوا علیہ وسلموا تسلیما مین حکم
ہوا کہ اِس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرنے سے ہم خوش ہوتے ہین پس اگر
کوئی ہمارا اور ہماری رضا کا طالب ہے تو اِس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرے
اور اُسکو اشتغال بالغیر نہ سمجھے کیونکہ اشتغال بالغیر بالمعنی الاعم منافی توحید نہین
بلکہ اشتغال بالغیر بایں معنی کہ وہ غیر حاجب ہو مقصود سے منافی توحید ہے اور جو
غیر کہ خود موصل ہو اُسکی طرف توجہ کرنا تو لوازم توحید سے ہے کہ بدون اُسکے توحید ہی کی

وصول نہین ہوتا وہاتان الحکمتانؔ من سوانح سالف الوقت **فائدۂ فقہیہ** متعلقۂ ادب درود شریف رد المحتار مین ہندیہ سے نقل کیا ہے کہ تاجر کا کپڑا کھولنے کے وقت اِس غرض سے تسبیح یا درود پڑھنا کہ خریدار کو کپڑے کی عمدگی جتلانا مقصود ہے یا چوکیدار جگانیکے لیے ایسا کرے اسی طرح کسی بڑے آدمی کے آنیکے وقت اِس غرض سے درود پڑھنا کہ لوگون کو اُسکے آنے کی اطلاع ہوجاوے تو لوگ کھڑے ہوجاوین یا اُسکے لیے جگہ کردین یہ سب مکروہ ہے اور در مختار مین اسکو حرام کہا ہے رد المحتار مین حرام کی تفسیر مکروہ تحریمی سے کی ہے حاصل یہ ہے کہ درود شریف عبادت ہے اور عبادت کو امر شرعی کے موافق کرنا چاہیے اور ان اغراض کے لیے اسکا پڑھنا قواعد شرع کے خلاف ہے اِسلیے ممنوع ہوگا اور ادب کے بھی خلاف ہے کہ اغراض خسیسہ کا آلہ ایسے امر شریف کو بنایا

لبعض العشاق

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی رَأْسِ فَرِیْقِ النَّاسِ ۱	۱ رحمت بھیج اے پروردگار آدمیون کے
مِنْہُ لِلْخَلْقِ اَمَانٌ بِزَمَانِ الْبَأْسِ	گروہ کے سردار پر جن سے خلقت کو امن ہے زمانۂ شدت مین
صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ فِیْ حَرِّ غَدٍ ۲	۲ رحمت بھیج اے پروردگار اُس ذات پر کہ قیامت کی
کُلَّ مَنْ یَظْمَأُ یَسْقِیْہِ رَحِیْقَ الْکَاسِ	گرمی مین جو پیاسا ہوگا وہ اُس کو شراب (طہور) کا پیالہ پلاوینگے ۔

ــه وہو الذی عبرت عنہ فی الخطبۃ بالعلم العظیم وقد ضاق اللفظ عن اداء ذاک المعنی والذی فی القلب اوسع واوقع وللہ الحمد ولا فخر ۱۲ منہ

عربی	ترجمہ
۵۳ صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ بِرَجَاءِ الْکَرَمِ خَصَّ مَنْ جَاءَ اِلَیْہِ لِعُمُوْمِ النَّاسِ	۵۳ رحمت بھیج اے پروردگار اُس ذات پر جنھون نے امید کرم کے ساتھ خاص فرمایا ہر شخص کو جو آپ کے پاس حاضر ہوا عام لوگون کے لیے
۵۴ صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مُؤْنِسِ کُلِّ الْبَشَرِ مُبْدِلِ الْوَحْشَۃِ فِی الْقَبْرِ بِاسْتِیْنَاسِ	۵۴ رحمت بھیج اے پروردگار تمام لوگون کے مونس پر جو وحشت کو قبر مین مبدل بہ انس کرنے والے ہین
۵۵ صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی رُوْحِ رَئِیْسِ الرُّسُلِ نَقْتَدِیْ نَحْنُ عَلٰی اَرْجُلِہٖ بِالرَّاسِ	۵۵ رحمت بھیج اے پروردگار رئیس الرسل کی روح پر جن کے قدمون پر ہم چلتے ہین سر کے بل ۱۲

اڑتیسوین فصل آپ کے ساتھ توسل حاصل کرنے مین دعا کے وقت گو جسطرح درود شریف قربت مقصودہ ہے یہ توسل قربت مقصودہ نہین مگر صرف ایک خاصیت مین درود شریف کا ہم اثر ہے کہ دونون سبب ہین دعا کے اقرب الی الاجابۃ ہونے کے اسی لیے بعد درود شریف کے اسکا ذکر مستحسن معلوم ہوا اور گو بعض نے اس مسئلہ مین کچھ خلاف بھی کیا ہے مگر مسلک جمہور کا اسکا جواز ہے جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے اسی لیے مذہب منصور یہی ہوا **پہلی روایت** سنن ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجۃ مین عثمانؓ بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک شخص نابینا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجیے اللہ تعالیٰ مجکو عافیت دے آپنے فرمایا اگر تو چاہے اسکو

۵۰ درود شریف کا یہ اثر فصل سابق کی ساتوین روایت مین اور بہت حدیثون مین مذکور ہے اور توسل کا یہ اثر دوسری فصل کی دوسری روایت مین اور بھی متعدد روایات مین مذکور ہوا ہے ۱۲ منہ

ملتوی رکھون اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کر دون اُس نے عرض کیا
کہ دعا ہی کر دیجیے آپ نے اُسکو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت
پڑھے اور یہ دعا کرے اے اللہ مین آپ سے درخواست کرتا ہون اور آپ کی طرف
متوجہ ہوتا ہون بوسیلہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نبی رحمت کے اے محمدؐ مین آپکے وسیلہ
سے اپنی اِس حاجت مین اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہون تاکہ وہ پوری ہووے
اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق مین قبول کیجیے ف اِس سے توسّل صراحۃً
ثابت ہوا اور چونکہ آپ کا اُسکے لیے دعا فرمانا کہین منقول نہین اِس سے ثابت ہوا
کہ جسطرح توسّل کسی کی دعا کا جائز ہے اسی طرح توسّل دعا مین کسی کی ذات کا بھی
جائز ہے اور حاصل توسّل فی الدعار کا یہ ہے کہ اے اللہ فلان بندہ آپ کا مورد رحمت
ہے اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجب جلب رحمت ہے اور ہم اُس سے
محبت اور اعتقاد رکھتے ہین پس ہم پر بھی رحمت فرما اور توسّل بالاعمال مین بھی تھوڑے
تغیر سے یہی تقریر ہے کہ یہ اعمال آپ کے نزدیک موجب رحمت ہین اور انکا فاعل بھی
مرحوم ہوتا ہے اور ہم نے یہ اعمال کیے تھے پس ہمپر رحم فرما اور اسمین جو یا محمدؐ آیا
ہے اس سے ندار غائب کا ثبوت نہین ہوتا کیونکہ وہ تو آپ کی خدمت مین حاضر تھا
انجاح الحاجۃ مین ہے کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات مین
نقل کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ
کیا ہے کہ وہ کھڑا ہو گیا اور بینا ہو گیا دوسری روایت انجاح الحاجۃ مین
بعد تصحیح حدیث مذکور کے کہا ہے کہ طبرانی نے کبیر مین عثمان بن حنیفؓ سابق الذکر
سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا

اور وہ اُسکی طرف التفات نہ فرماتے اُسنے عثمان بن حنیفؓ سے کہا اُنھون نے
فرمایا تو وضو کرکے مسجد مین جا اور وہی دعا اوپر والی سکھلا کر کہا کہ یہ پڑھ چنانچہ اُس نے
یہی کیا اور حضرت عثمانؓ کے پاس جو پھر گیا تو اُنھون نے بڑی تعظیم وتکریم کی اور
کام پورا کر دیا الحدیث بیہقی نے اسکو دو طریق سے بیان کیا اور طبرانی نے کبیر
اور اوسط مین ایسی سند سے نقل کیا ہے جسمین روح بن صلاح بھی ہے اور ابن حبان
وحاکم نے اُسکی توثیق کی ہے اور اُسمین ایک گونہ ضعف ہے (جو کہ ایسے ابواب مین
مضر نہین) اھ ف اس سے توسل بعد الوفاۃ بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایۃ
کے درایۃً بھی ثابت ہے کیونکہ روایت اوّل کے ذیل مین جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہو
وہ دونون حالتون مین مشترک ہے اور ندا کا شبہہ یہان بھی نہ کیا جاوے دو وجہ سے
ایک تو متبادر قصہ سے یہ ہے کہ مسجد نبوی مین جانے کو فرمایا ہو سو وہان حضورؐ قریب ہی
تشریف رکھتے ہین ندا، غائب لازم نہین آئی دوسرے سلف صالح خوش اعتقاد
تھے ندا را القصد تبلیغ ملائکہ اُنکے حال سے ظاہر تھا بخلاف اسوقت کے عوام کے
کہ عقیدہ مین غلو رکھتے ہین اِسی لیے اُنکو منع کیا جاتا ہے بلکہ اُنکی حفاظت کے لیے
خواص کو بھی روکا جاتا ہے دوسرے وہ حضرات یہ ندا حاجت روا سمجھکر نہ کرتے
تھے اب اسمین بھی غلو ہے پس اُنکا فعل ان تابعین کے فعل کا مقیس علیہ نہین ہوسکتا ع
کار پاکان را قیاس از خود مگیر۔ اور یہی مراد ہے احقر کے اپنے اس قول سے آغاز
فصل ہذا مین جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے تیسری روایت مشکوٰۃ مین حضرت
انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ جب لوگون پر قحط ہوتا حضرت عباسؓ بن
عبدالمطلب کے واسطہ سے دعا بارش کی کیا کرتے اور فرماتے کہ اللہم (پہلے) آپکے

دربار مین اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا توسل کیا کرتے تھے آپ ہمکو بارش دیتے تھے
اور اب ہم آپکے دربار مین اپنے پیغمبر کے چچا کا توسل کرتے ہین سو ہمکو بارش دیجیے
چنانچہ بارش ہوتی تھی روایت کیا اسکو بخاری نے **ف** اس حدیث سے غیر نبی
کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جبکہ اُسکو نبی سے کوئی تعلق ہو قرابت حسیہ کا یا قرابت
معنویہ کا تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اس پر
متنبہ کرنے کے لیے حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے توسل کیا نہ اسلیے کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا جبکہ دوسری روایت سے اسکا جواز
ثابت ہے اور چونکہ اس توسل پر کسی صحابہؓ سے نکیر منقول نہین اسلیے اُسمین اجماع کے معنی
آگئے **چوتھی روایت** ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ مین سخت قحط ہوا لوگون
نے حضرت عائشہؓ سے شکایت کی آپنے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو
دیکھکر اُسکے مقابل آسمان کی طرف اُسمین ایک منفذ کردو یہان تک کہ اُسکے اور آسمان کے
درمیان حجاب نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش ہوئی الحدیث روایت کیا
اسکو دارمی نے کذا فی خیر المواعظ باب الکرامات **ف** اوپر توسل بالقول ثابت
ہوا تھا اس سے توسل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا اسکے معنی بھی بزبان حال یہ تھے
کہ یہ آپکے نبی کی قبر ہے جسکو ہم تلبس جسد نبوی کی وجہ سے متبرک سمجھتے ہین اور نبی کی
ملابس چیز کو متبرک سمجھنا یہ بوجہ اسکے کہ علامت ہے اعتقاد عظمت نبی کی عمل مرضی اور موجب
رحمت ہے پس ہم پر رحم فرمائیے **پانچوین روایت** مواہب مین بسند امام ابوالمنصور
صباغ اور ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالیٰ محمد بن حرب
ہلالی سے روایت کیا ہے کہ مین قبر مبارک کی زیارت کرکے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک

اعرابی آیا اور زیارت کرکے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالی نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جسمین ارشاد فرمایا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اور مین آپکے پاس اپنے گناہون سے استغفار کرتا ہوا اور اپنے رب کے حضور مین آپکے وسیلے سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہون پھر دو شعر پڑھے الخ اور ان محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ھ مین ہوئی ہے غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اسوقت نکیر منقول نہین پس حجت ہوگیا ملل البرض

۵۱ وَمَن تَکُن بِرَسُولِ اللّٰہِ نُصْرَتُہٗ	۵۱ اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہو تو فتح اور نصر اور ظفر اسکے لشکر مین سے ہے
فَالْفَتْحُ مِنْ جُنْدِہٖ وَالنَّصْرُ وَالظَّفَرُ	
۵۲ دَعَاکُمُ مُسْتَغِیْثًا رَاجِیًا اَمَلًا	۵۲ اس بندہ نے آپکو یا رسول اللہ مستغیث ہوکر اور امید کی چیزون کا امیدوار ہوکر پکارا ہے سو اسکے لیے سوا آپ کے لطف کے کوئی نظر گاہ نہین
فَمَا لَہٗ مِنْ سِوٰی لُطْفِکُمُ نَظَرٗ	
۵۳ فَاعْطِفْ اِلٰھِیْ عَلَیْنَا قَلْبَ سَیِّدِنَا	۵۳ سو اے اللہ ہمپر ہمارے سردار خیر الامم کے قلب کو مہربان کردیجیے کیونکہ آپکی طرف سے عطوف کا انتظار ہے ۱۲ منہ
خَیْرِ الْاَنَامِ فَمِنْہُ الْعَطْفُ مُنْتَظَرٗ	
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ	

انتالیسوین فصل

انتالیسوین فصل کے اخبار و آثار کی کثرت ذکر و تکرار مین۔ چونکہ شدت محبت کو کثرت ذکر لازم ہے لہذا یہ فصل بھی لواحق مضمون وجوب محبت نبوی ؐ سے ہے جو کہ سینتیسوین فصل مین مذکور ہے مگر ترتیب مین فصل توسل سے اسلیے موصول کی گئی کہ جسطرح توسل مین بعض نے غلو کرلیا ہے اسی طرح ذکر شریف مین بعض نے حدود کو چھوڑ کر کوئی افراط مین کوئی تفریط مین کوئی تخلیط مین کوئی اشتباہ مین مبتلا ہوگیا جسکا مختصر اس فصل مین

بھی بیان کیا جاویگا مگر اول اس ذکر شریف کا شرعًا و طبعًا مطلوب ہونا بیان کیا جاتا ہے

لابن ابی الحجۃ

الا یا محب المصطفیٰ زد صبابۃ	سن رکھو اے عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو عشق میں خوب ترقی کر اور اپنی زبان
وضمخ لسان الذکر منک بطیبہ	کو خوشبوے ذکر نبوی سے خوب معطر کر
ولا تعبأن بالمبطلین فانما	اور اہل بطالت کی کچھ پرواہ مت کر کیونکہ علامت
علامۃ حب اللہ حب حبیبہ	حب الٰہی کی اُسکے حبیب کی محبت ہے ۱۲ منہ

مشروعیت و مطبوعیت ذکر شریف آیت ورفعنا لک ذکرک پہلی

روایت حضرت عباسؓ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا کہ میں (رسول تو ہوں ہی مگر دوسرے فضائل حسبی ونسبی بھی رکھتا ہوں چنانچہ میں) محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے خلق کو (جو کہ جن وغیرہ کو بھی شامل ہے) پیدا کیا اور مجکو اُنکے بہترین (یعنی انسان) میں سے کیا پھر اُن (انسانوں) کو دو فرقے (عجم و عرب) بنائے اور مجکو بہترین فرقہ (یعنی عرب) میں کیا پھر اُن (عرب) کو مختلف قبیلے بنائے اور مجکو بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں بنایا پھر اُن (قریش) کو کئی خاندان بنائے اور مجکو بہترین خاندان (یعنی بنی ہاشم) میں بنایا پس میں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب میں افضل ہوں اور خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے افضل ہوں روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوٰۃ

ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ نے اپنے فضائل کا ذکر بر سر منبر فرمایا دوسری روایت فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ الغافلین میں اپنی سند متصل سے حضرت علیؓ سے

روایت کیا ہے کہ جب سورۂ اذا جاء نصر اللہ آپ کے مرض مین نازل ہوئی سو آپ نے توقف
نہین فرمایا جمعرات کے روز باہر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے اور حضرت بلال رض کو
بلاکر فرمایا کہ مدینہ مین اعلان کردو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت سُننے کو جمع
ہوجاؤ چنانچہ بلال رض نے پکار دیا اور چھوٹے بڑے سب جمع ہوگئے آپ نے کھڑے ہوکر
حمد وثنا وصلوٰۃ علی الانبیا کے بعد فرمایا کہ مین محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم
ہون عربی حرمی مکی ہون میرے بعد کوئی نبی نہین ہے کذا فی الجلد الاول من فتاوی
مولانا عبد الحی رح مدظلہ ف اس سے بھی امر ثابت بروایت اول ثابت ہوا مع زیادہ
جمع ناس بقصد نشر علم جلیسا کہ ارشاد نبوی بھی اسپر دال ہے کہ وصیت سُننے کو جمع ہوجاؤ
تیسری روایت حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
حضرت حسان رض کے لیے مسجد مین منبر رکھتے تھے کہ اُسپر کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مفاخر بیان کرتے اور مشرکین کے مطاعن کا جواب دیتے اور آپ ارشاد فرماتے کہ
اللہ تعالیٰ حسان کی تائید روح القدس سے فرماتا ہے جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرت یا مدافعت کرتے رہین گے روایت کیا اسکو بخاری
نے کذا فی المشکوٰۃ ف اس سے آپ کا اپنے فضائل کا بیان کرانا ثابت ہوا اور
اُسکے منظوم ہونیکا جواز بھی ثابت ہوا جبکہ حد شرعی کے اندر ہو **چوتھی روایت**
حضرت حسن بن علی رض سے روایت ہے کہ مین نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شمائل کے نسبت سوال کیا اور وہ آپ کے
حلیہ شریف کا بکثرت ذکر کیا کرتے تھے اور مین اشتیاق رکھتا تھا کہ میرے سامنے کچھ
بیان کرین تو مین اُسکو اپنے ذہن مین جمالون الحدیث کذا فی الشمائل للترمذی ف

اِس سے ذوالم ثابت ہوے حضرت حسن بن علیؓ کا شوق آپ کے شمائل کے ذکر سُننے کا اور حضرت ہند کا ذوق بکثرت آپ کے شمائل کے ذکر کرنے کا نیز شمائل مین حضرت حسینؓ کا حضرت علیؓ سے آپ کی سیرت مجالست کی نسبت سوال کرنا مروی ہے۔

پانچوین روایت خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ ایک مجمع حضرت زید بن ثابت کے پاس آیا اور کہنے لگے کہ ہمسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتین کیجیے انھون نے فرمایا کہ مین کیا کیا باتین کرون (کہ احاطہ بیان سے خارج مین اسکے بعد کچھ حالات بیان کیے) کذا فی الشمائل للترمذی **ف** اس سے تابعین کا اشتیاق آپ کے حالات سُننے کا ثابت ہوا غرض حق تعالی کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ سلم کے قول و فعل سے صحابہ و تابعین کے عمل سے اس ذکر شریف کا مندوب و محبوب ہونا معلوم ومفہوم ہوا البتہ اکتیسوین فصل مین وہ مواقع مذکور ہوے ہین کہ وہان درود شریف پڑھنا خلاف ادب ہے اس سے یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ ذکر شریف بھی اگر قواعد شرعیہ کے خلاف ہوگا جیسا بعض بے احتیاطون نے آج کل اسمین بعض منکرات کو ضم کرلیا ہے وہ سوء ادب و نامشروع ہوجاویگا خلاصہ یہ کہ محبت کے ساتھ ادب نہایت ضروری ہے

ادبوا النفس ایہا الاصحاب	طرق العشق کلہا آداب

من القصیدۃ

خدمتہ بمدیح استقیل بہ
ذنوب عمر مضی فی الشعر والخدم

ومنذ الزمت افکاری مدائحہ
وجدتہ لخلاصی خیر ملتزم

مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بذریعہ مدح و نعت خدمت کی کہ مین اسکے ذریعہ سے اُس عمر کے گناہون کی معافی چاہتا ہون جو شعر گوئی اور اربابِ دنیا کی خدمت مین اور مدح و ثنا مین گذاری ہے اور جب سے مینے تو نعات حضرت نبویؐ اپنے افکار کو لازم کردیئے ہین تو مینے اُسکو اپنی نجات کے لیے نہایت عمدہ مصاحب اور رفیق پایا ہے۔

وَلٰکِنْ یَفُوْتُ الْغِنٰی مِنْهُ یَدًا تَرِبَتْ
اِنَّ الْحَیَا یَنْبُتُ الْاَزْهَارَ فِی الْاَکَمِ
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۵۳ اور وہ توانگری جو بذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتی ہے وہ ہرگز کسی ہاتھ کو خالی و محتاج نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کو مالا مال کر دے گی کیونکہ آپکا فیض مثل عام باران کے ہے کہ وہ زمینہائے لائق زراعت کو جسمین اُسکا پانی بخوبی ٹھہرتا ہے تر و تازہ کرتا ہے (اسمین اشارہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور مدح بغرض انتفاع کے اہل دنیا سے نہونا چاہیے) ۱۲ عطر الوردہ

چالیسوین فصل زیارت فی المنام کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ جسکو بیداری مین یہ شرف نصیب نہین ہوا اُسکے لیے بجائے اُسکے خواب مین زیارت سے مشرف ہوجانا سرمایۂ تسلّی اور فی نفسہ ایک نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ ہے اور اس سعادت مین اکتساب کو اصلا دخل نہین محض موہوب ہے ولنعم ما قیل ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ہزارون کی عمرین اسی حسرت مین ختم ہوگئین البتہ غالب یہ ہے کہ کثرت درود شریف و کمال اتباع سنت و غلبۂ محبت پر اسکا ترتب ہوجاتا ہے لیکن چونکہ لازمی اور کلی نہین اسلیے اسکے نہونے سے مغموم و محزون نہونا چاہیے کہ بعض کے لیے اسی مین حکمت و رحمت ہے عاشق کو رضائے محبوب سے کام خواہ وصل ہوتب اور ہجر ہوتب وللہ در من قال ؎

ارید وصاله و یرید ہجری	فاترک ما ارید لما یرید

قال العارف الشیرازی ؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب	کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے[1]

[1] گر مرادت را مذاق شکرست ٭ بے مرادی نے مراد دلبرست ٭ ۱۲ منہ

اِسی سے یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ اگر زیارت ہو گئی مگر طاعت سے رضا حاصل نہ کی تو وہ کافی نہ ہوگی کیا خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین بہت سے صورۃً زائر معنیً مہجور اور بعضے صورۃً مہجور جیسے اویس قرنیؓ کہ معنیً قرب سے مسرور تھے اب بعض روایات مشکوٰۃ سے اس زیارت کی فضیلت مین لکھی جاتی ہین پہلی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجکو خواب مین دیکھا اُسنے مجکو ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت مین متمثل نہین ہوسکتا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے دوسری روایت حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجکو (خواب مین) دیکھا اُسنے امر واقعی دیکھا (یعنی مجکو ہی دیکھا) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ف ان دونون حدیثون کا ایک ہی حاصل ہے مشکوٰۃ کے حاشیہ مین سید رحمہ اللہ تعالی سے اس باب مین دو قول نقل کیے ہین کہ اگر حلیہ شریف کے موافق صورت نہ دیکھے مگر قلب مین علم ضروری کے طور پر یہ بات القا ہو جاوے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو آیا یہ رویت بھی صحیح ہے یا نہین جنھون نے اسکو بھی صحیح کہا ہے اختلاف صورت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یا تو یہ اس دیکھنے والے کی کمی ہے جیسے مکدر آئینہ مین صاف چہرہ بھی مکدر نظر آتا ہے یا بعض آئینون مین صورت ٹیڑھی نظر آتی ہے تو وہ صورت تو واقعی اُس مرئی کی ہے مگر خرابی آئینہ مین ہے اور یا یہ وجہ ہے کہ وہ صورت حقیقت مین روح مقدسہ کی مثال ہے اور مثال کے لیے اصل صورت پر ہونا ضرور نہین اور مازنی نے اسی قول کو صحیح کہا ہے اور نووی نے بھی یہی کہا ہے واللہ اعلم تیسری روایت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجکو خواب مین دیکھے وہ مجکو بیداری مین بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہین بن سکتا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے

ف اسمین بشارت ہے اُس خواب دیکھنے والے کے لیے حُسن خاتمہ کی چنانچہ بزرگان دین نے ایسے خواب کی یہی تعبیر دی ہے کہ اُس شخص کا خاتمہ بالخیر ہوگا یہی معنی ہین حضور کے اس ارشاد کے کہ وہ بیداری مین بھی دیکھے گا یعنی آخرت مین مجھسے اُسکو قرب ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جیسے اعمال مبشّرہ مقیّد ہین ایمان و تقوی کے ساتھ اسی طرح احوال مبشّرہ بھی رہی یہ بات کہ پھر احوال کا اسمین کیا دخل ہوا سو بات یہ ہے کہ ایسے احوال غالبًا دلیل اِنّی ہین اعمال مبشّرہ کی اور اعمال کا دخل بشارت مین ظاہر ہے پس احوال دلیل بشارت ہین نہ کہ علت پس انکا دخل مرتبۂ علامت مین ہے **تنبیہ** اگر خواب مین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماوین تو اگر وہ امر مشروع ہے عمل کیا جاویگا اور اگر غیر مشروع ہے تو دیکھنے والے کی غلطی پر محمول ہوگا رہا یہ کہ عمل کرنیکے لیے جب مشروع ہونا شرط ہوا تو یہ امر قبل رویا کے بھی تھا رویا کا کیا اثر ہوا سو بات یہ ہے کہ رویا سے اسکا تاکد اس شخص کے حق مین سمجھا جاویگا واللہ اعلم

من القصیدۃ

نعم سرٰی طیف من اھوی فارّقنی ۔ والحبّ یعترض اللّذات بالالم

وکیف یدرک فی الدنیا حقیقتہ ۔ قوم نیام تسلّوا عنہ بالحلم

یا ربّ صلّ وسلّم دائمًا ابدًا ۔ علی حبیبک خیر الخلق کلّھم

لہ ہان رات کو خیال محبوب میرے پاس آیا اور مجھے بیدار کردیا اور حقیقت یہ ہے کہ محبت اور عشق لذات پر الم کا اثر ڈالدیتی ہے لہ اور ارباب غفلت جو اپنے خیال خواب پر قانع ہین حقیقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا مین کسطرح دریافت کرسکتے ہین یعنی نہین کرسکتے دشعر اول مین اظہار بشاشت ہے خواب مین زیارت ہونے پر اور شعر ثانی مین اشارہ ہے کہ خالی خواب پر قناعت کرکے اتباع نہ چھوڑ دے) ۱۲ عطر الوردہ ۔

فصل اکتالیسوین اور یہ آخری فصل ہے حضرات صحابہ و اہل بیت و علما کی محبت و عظمت مین جسکی وجہ ظاہر ہے کہ محبوب کے متعلقین طبعًا محبوب ہوتے ہین خاص کر وہ متعلقین جو محبوب کے محبوب اور ممدوح بھی ہون بالخصوص جبکہ اُن کے ساتھ محبت رکھنے کے لیے خود محبوب کا حکم بھی ہو تو وہ شرعًا بھی محبوب ہون گے اور سب سے بڑھکر ایسی حالت مین کہ اب محبوب تک رسائی کی بھی توقع نہ رہی ہو تو محبوب کے قائم مقامون کو ہی غنیمت سمجھنا چاہیے بقول مولانا رومیؒ ؎

چونکہ شد خورشید و مارا کرد داغ	چارہ نبود در مقامش جز چراغ
چونکہ گُل رفت و گلستان شد خراب	بوے گُل را از کہ جوییم از گلاب

ان وجوہ پر نظر کرکے یہ حکم بالکل صحیح ہوگا کہ جن لوگون کو ان حضرات کے ساتھ محبت اور تعلق نہ ہو اُسکا دعویٰ حُبِ نبویؐ کے باب مین محض غلط ہوگا اب اسکے متعلق بعض[۱] روایات مذکور ہوتی ہین۔ **فضائل صحابہؓ** پہلی روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کا اکرام کرو کہ وہ تم سب مین بہتر ہین روایت کیا اسکو نسائی نے **دوسری روایت** حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارہ مین میرے بعد اُن کو نشانہ (اعتراضات کا) مت بنانا جو شخص اُن سے محبت کریگا وہ میری محبت کی وجہ سے اُنسے محبت کریگا اور جو شخص اُنسے بغض رکھے گا وہ میرے بغض کی وجہ سے اُنسے بغض رکھے گا اور جو اُنکو ایذا دیگا اُسنے مجکو ایذا دی اور جسنے مجکو ایذا دی اُسنے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جسنے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی بہت جلد اللہ تعالیٰ اُسکو پکڑ لیگا روایت کیا اسکو ترمذی نے

---

[۱] اس فصل کی سب روایات مشکوٰۃ کی ہین ۱۲ منہ

ف جو شخص اُنسے محبت کریگا آلخ اسکا مطلب یہ ہے کہ اُنسے محبت رکھنا اس سبب سے ہوگا کہ اُس شخص کو مجھسے محبت ہوگی تو ضرور میرے مخصوصین سے محبت ہونا لازم ہے اسی طرح اُن سے بغض رکھنا بھی اسکی علامت ہوگی کہ اُس شخص کو مجھسے بغض ہے اسلیے میرے مخصوصین سے بھی بغض ہے کیونکہ اگر مجھسے محبت ہوتی تو اُنسے بغض کیون ہوتا جبکہ وہ میرے محبوب اور ممدوح بھی ہین **تیسری روایت** حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کو بُرا مت کہو کیونکہ اگر تم مین کوئی شخص اُحد پہاڑ کی برابر سونا خرچ کرے تب بھی اُن صحابہ کے ایک مُد (یعنی ایک سیر) اور بلکہ نصف مد (کے درجہ) کو بھی نہ پہونچے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ف یعنی ثواب مین برابر نہ ہو **فضائل اہل بیت** **پہلی روایت** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اسلیے (بھی) محبت رکھو کہ وہ تمکو نعمتین کھانے کو دیتا ہے اور مجھسے محبت رکھو خدائے تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی اللہ تعالیٰ جب محبوب ہین اور مین اُسکا رسول اور محبوب ہون اسلیے مجھسے محبت رکھو) اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو میرے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی جب مین محبوب ہون اور اہل بیت میرے منتسب و محبوب ہین تو اُنسے بھی محبت رکھو) روایت کیا اسکو ترمذی نے **دوسری روایت** حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ میرے اہل بیت کی مثال تم مین ایسی ہے جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی جو شخص اُسمین سوار ہوا اُسکو نجات ہوئی اور جو شخص اُس سے جُدا رہا ہلاک ہوا روایت کیا اسکو احمد نے ف یعنی اُنکی محبت و متابعت موجب نجات ہے اور بغض و مخالفت سبب ہلاک

تیسری روایت حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین تم مین ایسی (دو) چیزین چھوڑتا ہون کہ اگر تم اُنکو تھامے رہوگے تو کبھی میرے بعد گمراہ نہ ہوگے اور اُنمین ایک چیز دوسری سے بڑی ہے ایک تو کتاب اللہ کہ وہ رسّی ہے آسمان سے زمین تک اور میری عترت یعنی اہل بیت اور ایک دوسرے سے کبھی جُدا نہ ہون گے یہان تک کہ دونون میرے پاس حوض پر پہونچین گے سو ذرا خیال رکھنا کہ میرے بعد اُن دونون سے کیا معاملہ کرتے ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے ف کتاب اللہ سے مراد احکام شریعت ہین جو دلائل اربعہ سے ثابت ہین جنکے ماخذ مین صحابہ و اہل بیت و فقہا و محدثین سب داخل ہین جیسا کہ خود ارشاد نبویؐ ہے کہ اُن دو شخصون کا اقتدا کرنا جو میرے بعد ہون گے ابوبکر اور عمر روایت کیا اسکو ترمذی نے حضرت حذیفہؓ سے اور جیسا ارشاد ہے کہ میرے اصحاب مثل ستارون کے ہین جسکا اقتدا کرلوگے ہدایت پا جاؤ گے روایت کیا اسکو رزینؒ نے حضرت عمرؓ سے اور جیسا کہ حق تعالیٰ کا عام ارشاد ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون کہ اسمین سب علما داخل ہوگئے۔ اور کتاب اللہ کا اطلاق مطلق حکم شرعی پر خود حدیث مین ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمہ مین فرمایا کہ مین تمھارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرونگا اسکے بعد آپنے رشوت واپس دلوائی اور ایک شخص کو سو تازیانون اور ایک سال کی جلا وطنی کی سزا دی اور عورت کے لیے بشرط اُسکے اعتراف کے رجم تجویز فرمایا صحیحین مین یہ روایت ہے حالانکہ اِن احکام مذکورہ مین سے بعض قرآن مجید مین نہین ہین پس تمسک کتاب اللہ سے مراد حدیث مین تمسک با حکام

شرعیہ ہوا اور تمسک بالعترة سے مراد محبّت اہل بیت کی ہوئی کہ وہ بھی واجبات دینیہ سے ہے جیسا کہ حضرت عباس رض کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کسی شخص کے قلب میں ایمان داخل نہو گا جب تک کہ تم لوگوں سے (کہ میرے اہل بیت ہو) اللہ اور رسول کے واسطے محبّت نہ رکھے روایت کیا اسکو ترمذی نے عبدالمطلب بن ربیعہ سے پس حاصل حدیث کا دو چیزون کی تاکید ہوئی احکام شرعیہ پر عمل کرنا اور حضرات اہل بیت سے محبّت رکھنا **فائدہ** اہل بیت مین حضرات ازواج کے خطاب کے درمیان یہ ارشاد ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت اور حدیث افک مین خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رض کے بارہ مین فرمایا واللہ ما علمت علی اھلی من سوء قط پھر لغت بھی اسکا مساعد ہے پھر اسمین کوئی شبہہ کی گنجایش نہین پس اُنسے بھی محبت رکھنا واجب ہوا اور اگر کوئی شخص اسپر بھی قرآن وحدیث مین دور از کار تاویلین کیے جاوے تو دوسرے دلائل سے اُنکی فضیلت و وجوب محبت ثابت ہے چنانچہ حدیثون مین بکثرت اُنکے مناقب مذکور ہین قرآن مجید مین اُنکو امہات المؤمنین فرمایا ہے اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکی خدمت کرنے والے کی مدح فرمائی ہے چنانچہ حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ آپنے اپنے ازواج سے فرمایا کہ تم لوگون کے ساتھ میرے بعد جو شخص سلوک کرے گا وہ بڑا سچا اور نکوکار ہے روایت کیا اسکو احمد نے **فضائل علما ورثة الانبیا** یعنی جو علماے باعمل ہین اور دین کی اشاعت وخدمت اور اہل

عــه اس سے خوب نکل آیا کہ بعض سید صحیح النسب سنت کے خلاف ہوتے ہین تو اُنسے محبت کیسے باینہمہ رکھین تقریر جواب کی ظاہر ہو کہ محبت اللہ و رسول کے سبب سے ہے جب کوئی شخص اللہ و رسول ہی کا مخالف ہے تو اُس سے محبت بھی نہ ہوگی اور اُنسے

دین کی روحانی تربیت کرتے ہین کہ یہی کام تھا حضرات انبیا علیہم السّلام کا ورنہ علماے بےعمل کی سخت مذمت بھی آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ جو شخص اس غرض سے علم طلب کرے کہ علماسے مقابلہ کریگا یا جہلاسے مجادلہ کریگا یا لوگون کو اپنی طرف متوجہ کریگا اللہ تعالیٰ اُسکو دوزخ مین داخل کریگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص علم دین کو دنیا کے کسی مطلب کے لیے حاصل کریگا وہ قیامت مین جنّت کی خوشبو بھی نہ پاویگا اور فرمایا ہے کہ جہنم مین ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز چار سو بار پناہ مانگتا ہے اور اُسمین ریاکار علما داخل ہون گے اب علماے باعمل کے فضائل کی روایات مذکور ہوتی ہین پہلی روایت کثیر بن قیسؓ نے حضرت ابو الدرداؓ سے ایک بڑی حدیث مین روایت کیا ہے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ عالم کے لیے تمام مخلوق آسمان اور زمین کی اور پانی مین مچھلیان استغفار کرتی ہین اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھوین رات کے چاند کی فضیلت دوسرے کواکب پر اور علما وارث ہین انبیا کے اور انبیا نے دینار اور درہم میراث مین نہین چھوڑا صرف علم کو میراث چھوڑا ہے سو جس نے اسکو حاصل کیا اُس نے پورا حصّہ حاصل کیا روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے دوسری روایت حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر دو مجلسون پر ہوا جو آپ کی مسجد مین بیٹھے تھے اُنمین ایک عابدون کی مجلس تھی اور دوسری عالمونکی آپ نے فرمایا یہ دونون اچھے ہین اور ان مین ایک بہ نسبت دوسرے کے افضل ہے سو یہ لوگ (یعنی عابد) جو ہین تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہین اور اُسکی طرف التجا کرتے ہین سو اگر چاہے انکو دے اور اگر چاہے نہ دے اور یہ دوسرے لوگ (یعنی عالم) جو ہین تو

دین کے احکام یا فرمایا علم کی باتین سیکھ رہے ہین اور جاہل کو سکھلاتے ہین سو یہ زیادہ افضل ہین اور مین بھی تعلیم کنندہ ہی ہو کر مبعوث ہوا ہون پھر آپ اُن لوگون مین بیٹھ گئے (تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ جماعت خاص آپ کی ہے) روایت کیا اسکو دارمی نے **تیسری روایت** حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شخصون کی نسبت پوچھا گیا جو بنی اسرائیل مین تھے ایک تو عالم تھا کہ فرض (مع اُسکے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگون کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا سو انمین کون افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو عالم تھا جو فرض (مع اُسکے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگون کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اسکی فضیلت اُس عابد پر جو دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم مین سے ادنیٰ شخص پر روایت کیا اسکو دارمی نے **ف** ان احادیث سے علما کا جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ظاہر ہے پہلی روایت مین تو وارث کا لفظ صریح ہے دوسری روایت مین آپکا انمین بیٹھ جانا اس انتساب خاص پر صاف دال ہے اور تیسری روایت مین فضیلت مین عالم کو اپنے ساتھ تشبیہ دینا اس اختصاص کی واضح دلیل ہے اور حضرات صحابہ و آل و ازواج کا تعلق اور ارتباط محتاج تنبیہ نہین پس ان سب جماعتون سے محبت رکھنا تتمہ ہے محبت نبویہ کا [۱]

هُمْ جَمَاعَةُ خَيْرِ الْخَلْقِ أَيَّدَهُمُو
رَبُّ السَّمَاءِ بِتَوْفِيقٍ وَّإِيثَارِ
فَحُبُّهُمْ وَاجِبٌ يَشْفِي السَّقِيمَ بِهِ
فَمَنْ أَحَبَّهُمُو يَنْجُو مِنَ النَّارِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَىٰ حَبِيبِكَ مَنْ لَّا نَابَ لِكُنَّارِ

[۱] یہ حضرات جماعت ہین خیر خلق کی کہ تائید فرمائی ہے اُن کی رب سما نے توفیق و ایثار کے ساتھ سو ان کی محبت واجب ہے کہ مریض اُس سے شفا پاتا ہے سو جو شخص اُن سے محبت کرتا ہے وہ آتش دوزخ سے نجات پاوے گا ۱۲ منہ

[حاشیہ: ۵ ھذا الولوت ۱۲ منہ]

خاتمہ

اسمین بھی مثل مقدمہ کے تین مضمون ہین مضمون اوّل متعلق فصل ۳ جس مین درود شریف کے فضائل مذکور ہین مناسب معلوم ہوا کہ اپنے رسالہ زادالسعید سے چہل حدیث درود شریف کی بعینہ نقل کر دیجاوے تاکہ اس رسالہ کے پڑھنے والے ختم پر ان صیغون کو کم از کم ایک بار پڑھ لین کہ فصل ۳۷ پر ساتھ ہی ساتھ عمل بھی ہوجاوے ۔ وھوھذا

چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ وسلام

صیغ صلوٰۃ

(حدیث اوّل) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ (۲) اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَآئِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَدًا (۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (۴) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۵) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۶) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ

إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ وَاُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ (۲۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدِ نِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۲۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ
لَكَ رِضًی وَّلَهٗ جَزَآءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ
وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ
وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَازَیْتَ نَبِیًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ
اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصّٰلِحِیْنَ یَا
اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ (۲۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۲۳)
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰٓی اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ
عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ (۲۴) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ
وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَھَا
عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۲۵) وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

صِیَغُ السَّلَامِ

(۲۶) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
(۲۷) اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
(۲۸) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (۲۹) اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوَاتُ

التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ سَلَامٌ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سَلَامٌ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (۳۰) بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَسْئَلُ اللّٰہَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ (۳۱) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوٰاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (۳۲) بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوٰاتُ لِلّٰہِ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْھَا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاھْدِنِیْ (۳۳) اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ وَالصَّلَوٰاتُ وَالْمُلْكُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ (۳۴) بِسْمِ اللّٰہِ التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الصَّلَوٰاتُ لِلّٰہِ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ

الصَّالِحِیْنَ شَہِدْتُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ شَہِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ
(۳۵) اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ اَشْہَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ
وَرَسُوْلُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ (۳۶) اَلتَّحِیَّاتُ
الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا
وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ (۳۷) اَلتَّحِیَّاتُ الصَّلَوَاتُ
لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ (۳۸) اَلتَّحِیَّاتُ
لِلّٰہِ الصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ
اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (۳۹) اَلتَّحِیَّاتُ
الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ
اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔
(۴۰) بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ **مضمون دوم متعلق**
فصل ۳۰ جس میں آپ کے ساتھ توسّل حاصل کرنے کی برکت مذکور ہے۔

عطر الوردہ مین قصیدہ بردہ کے برکات مین لکھا ہے کہ صاحب قصیدہ یعنی امام
ابو عبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوصیری قدس سرہٗ کو فالج ہو گیا
تھا جس سے نصف بدن بیکار ہو گیا اُنھون نے بالہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف
کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب مین مشرف ہوے
آپ نے اپنا دست مبارک اُن کے بدن پر پھیر دیا یہ فوراً شفایاب ہو گئے اور یہ
اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور اُسنے درخواست
کی کہ مجھکو وہ قصیدہ سُنا دیجیے جو آپ نے مدح نبوی مین کہا ہے اُنھون نے
پوچھا کونسا قصیدہ اُسنے کہا جسکے اول مین یہ ہے اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ
بِذِیْ سَلَمٖ اِن کو تعجب ہوا کیونکہ انھون نے کسی کو اطلاع نہین دی تھی
اُس درویش نے کہا کہ واللہ مین نے اسکو اُسوقت سُنا ہے جبکہ یہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے
سو اُنھون نے یہ قصیدہ اُس درویش کو دیدیا اور اِس قصہ کی شہرت ہو گئی
اور رشدہ شدہ یہ خبر صاحب بہاء الدین وزیر ملک ظاہر کو پہونچی اُس نے
نقل کرایا اور وہ اور اُسکے گھر والے اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور
اُنھون نے بڑے بڑے آثار اِسکے اپنے دُنیوی و دینی امور مین دیکھے اور
سعد الدین فارقی جو کہ توقیع نگار وزیر مذکور کا تھا آشوب چشم مین مبتلا ہوا کہ
قریب تھا آنکھین جاتی رہین کسی نے خواب مین کہا کہ وزیر کے پاس جا کر اُس سے
قصیدۂ بردہ لیکر آنکھون پر رکھو چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا اور بیٹھے بیٹھے اُسکو
پڑھا فی الفور اللہ تعالی نے اُسکو شفا بخشی اور رسالہ نیل الشفا مولفہ احقر مین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کے برکات وخواص مذکور ہین جب صرف اُن الفاظ مین جوکہ آپکے معنی ومدح کے صورت ومثال ہین اور پھر اُن نقوش مین جوکہ اُن الفاظ پر دال ہین اور اُس ملبوس مین جوکہ آپ کی نعال ہین اور پھر اُن نقشون مین جوکہ اُن نعال کی تمثال ہین سو خود آپ کی ذات مجمع الکمالات واسماے جامع البرکات سے توسّل حاصل کرنا اور اُس کے وسیلہ سے دعا کرنا کیا کچھ نہو گا ۵

نامِ احمدؐ چون چنین یاری کند نامِ احمدؐ چون حصارے شد حصین	تاکہ نورش چون مددگاری کند تاچہ باشد ذات آن روح الامین

مضمون سوم متعلق فصل ۳۹ و ۴۰ اسمین بعضے درود شریف کے صیغے (جنکو زیارت نبوی فی المنام مین بزرگون کے تجربہ سے زیادہ دخل ہونا منقول ہے) مذکور ہین اور زیارت فی المنام کی حالت مین بعض صلحا نے جو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات متعلق آداب ذکر شریف کے سُننے مین وہ بھی مذکور ہین اسلیے یہ مضمون کہ دو جز مین ہے مجموعہ فصلین کے متعلق ہوگیا جزو اوّل منقول از زاد السعید شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے کتاب ترغیب اہل السعادات مین لکھا ہے کہ شب جمعہ مین دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت مین گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گذرنے پاوین گے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ دیگر۔ شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص

دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ہو اللہ اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے دولت زیارت نصیب ہو وہ یہ ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ دیگر۔ نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِيْدِكَ اِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِيَائِكَ صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ دیگر۔ اس کو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لیے شیخ نے لکھا ہے اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پُر ہونا اور ظاہری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہے جزء ثانی اسمیں دو خواب ہیں رویاے اوّل منشی شرافت اللہ صاحب نے جو ایک صالح محتاط دیندار راست گو آدمی ہیں کانپور میں اُس زمانہ میں دیکھا جبکہ میرے مضمون متعلق آداب ذکر مولد شریف مرقومہ اصلاح الرسوم پر وہاں غوغا تھا اور مجھکو بذریعہ خط کے

رجب ۱۳۱۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۰۱ء مین اطلاع دی گو دلائل شرعیہ کے
ہوتے ہوے اسکی حاجت نہین مگر فطری طور پر رویاے صالحہ سے ایک
خاص طور کی قناعت طبائع مین ضرور پیدا ہو جاتی ہے وہ لکھتے ہین تین چار
روز ہوے مین نے ایک خواب صبح کے وقت دیکھا ہے کہ مین کسی مکان غیر
معروف مین ہون ایک بُراق آنکر اُس مکان کے دروازے پر ٹھیرا ہے
لوگ کہہ رہے ہین کہ یہ تیری سواری کے واسطے آیا ہے تھوڑی دیر کے بعد
مین نے دیکھا کہ حضور سرورِ عالم جناب نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ایک بُراق پر تشریف لائے ہین۔ ایک نقاب چہرۂ مبارک پر پڑی ہوئی
ہے حضورؐ میرے قریب تشریف لاکر رونق افروز ہوے ہین میری حالت
اُسوقت یہ تھی کہ گویا مین سو نہین رہا جاگ رہا ہون اور حضورؐ کی رونق افروزی
کے بعد ایک قسم کا حجاب درمیان مین حائل ہے کہ مین حضورؐ کی زیارت تو نہین
کرسکتا مگر حضورؐ کے کلام مبارک کی آواز برابر مین سُنتا ہون اب یا تو مین نے
یا کسی اور حاضرینِ دربار نے (مجکو یہ یاد نہین ہے) حضورؐ سے عرض کیا کہ آجکل
کانپور مین بہت شورش ہو رہی ہے اور مولانا اشرف علی صاحب سے بہت لوگ
مخالفت کر رہے ہین اسکی کیا اصلیت ہے اِسکے جواب مین حضورؐ نے تمام حاضرین
کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور
اِسکے بعد حضورؐ نے صرف مجکو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ اشرف علی سے کہدینا کہ
جو کچھ تمنے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے مگر یہ وقت اِن باتون کے لکھنے کے لیے مناسب
نہین ہے۔ یہ آخر کا فقرہ اسقدر آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ مین نے سُنا اور

غالبًا کسی دوسرے نے حاضرین مین سے نہین سُنا بس اسکے بعد میری آنکھ
کھل گئی تو صبح کی نماز کا وقت تھا اور چہارشنبہ کا دن رجب کی دوسری تاریخ
تھی جسقدر یاد تھا حرف بحرف عرض کیا گیا فقط تنبیہ یہ ارشاد کہ یہ وقت
اِن باتونکے لکھنے کے لیے مناسب نہین ہے الخ براہ شفقت وبطور رخصت ہی حکم
اور عزیمت نہین علاوہ دلائل شرعیہ کے خود خواب ہی مین اسکا قرینہ موجود
ہے یعنی آہستہ سے ارشاد فرمانا ورنہ احکام کا مقتضا ظاہر ہے کہ اعلان ہے
میری اس رائے کی تقویت ایک کامل محقق جامع ظاہر و باطن شیخ سے بھی ہوچکی
ہے یہ رویائے ثانیہ کہ اس سے ایک عرصہ کے بعد حافظ اشفاق رسول تھانوی مولدًا
وبڑوتی مسکنًا نے (جو وضوح وصدق رویا مین خاص مناسبت رکھتے ہین) دیکھا
اور یہ حافظ صاحب ذکر مولد شریف کے ازحد شائق وراغب ہین اِسلیے بالخصوص
اسمین تصرف خیال کا قطعًا ہی احتمال قطع ہے وہ لکھتے ہین حضور فخر عالم صلی اللہ
علیہ وسلم رونق افروز ہین دونون پاے مبارک دراز کیے ہوے اور چادر سفید
پائون سے گردن تک ڈالے ہوے ہین اور ایک دوپٹہ کمر سے بندھا ہوا ہے
اور سفید چوغہ زیب بدن ہے کمترین نے سامنے جاکر سلام عرض کیا ارشاد ہوا کہ جو شخص
ہماری تعریف کرکے شفاعت چاہے ہم اُسکی شفاعت نہین کرینگے ہم اُسکے
شافع ہونگے جو ہماری احادیث پر عمل کریگا۔ اِس سے تائید مدعا کی مع زیادت
ہوتی ہے اور وہ زیادت یہ ہے کہ اگر مدح مین تمام تر رعایات و شرائط بھی ملحوظ
ہون تب بھی وہ اتباع سے درجہ متاخر مین ہے اب اس خاتمہ کو ختم کرتا ہون اور
اُسکے ختم کے ساتھ رسالہ القاسم کے ایک مضمون کو جو کہ جمادی مین ۲۹ سنہ ھ کے پرچہ مین

بذیل عنوان اصلاح معاملہ بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم شائع کرنیکا ارادہ ہے مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتا ہوں کہ وہ اس تمام تر رسالہ کی غرض کا گویا ملخص ہے مضمون خاتمہ کا ختم ہوا اور خاتمہ کے ساتھ رسالہ نشر الطیب ختم ہوا اور عجب اتفاق ہے کہ اسوقت بھی ربیع الاول کا مہینہ سہ شنبہ کا دن دوسرا عشرہ ہے۔ والحمد للہ اولاً و آخراً. والصلوٰۃ علی رسولہ باطناً وظاہراً. وعلی آلہ وصحبہ الذین کل منہم کان طیباً وطاہراً. ما دام الغیث متقاطراً والسحاب متماطراً. وکان ہذا فی سنہ ۱۳۲۹ من الہجرۃ المبارکۃ.

من خاتمۃ الروض

صَلّٰی وَسَلَّمَ مَنْ اَوْلَاہُ کُلَّ عُلاً
آپ پر صلوٰۃ وسلام نازل فرماوے وہ ذات پاک جس نے آپکو ہر قسم کا علو عطا فرمایا ہے

عَلَیْہِ مَا جَنَّ لَیْلٌ وَبَدَا سَحَرٌ
جبتک کہ شب محیط ہوتی رہے یا سحر ظاہر ہوتی رہے

وَاٰلِہِ الْغُرِّ وَالْاَصْحَابِ اَجْمَعِہِمْ
اور آپ کی آل پُر انوار پر اور آپکے سب اصحاب پر

اَلْعَابِدِیْنَ بِاِخْلَاصٍ کَمَا اُمِرُوْا
جو اخلاص کے ساتھ موافق امر الٰہی کے عبادات کرنیوالے ہیں

وَالتَّابِعِیْنَ بِاِحْسَانٍ لَّھُمْ وَکَذَا
اور اُنپر جو کہ اخلاص کے ساتھ اُنکے تابعین ہیں اور اسی طرح

یَعُمُّ فَضْلُکَ اِلٰہِیْ کُلَّ مَنْ حَضَرُوْا
اے اللہ وہ سلام کل حاضرین کو ازراہ فضل عام ہو

ع؎ چنانچہ وہ موافق ارادہ کے شائع ہوگیا ۱۲ منہ ع؎ ۱۵ اور بعض اسباب سے مثل مقدمہ کے خاتمہ کی عبارت بھی اور کہیں پھر دوسری طرح بدل گئی ۱۲ منہ ؎ اور آغاز کے وقت بھی ربیع الاول کا مہینہ مگر دوشنبہ کا دن عشرہ پہلا تھا اور اسمیں عجب لطیفہ پیدا ہوا یعنی شروع کو تو ولادت شریفہ سے مناسبت ہے اور وہ دوشنبہ کا دن اور بعض کی تصحیح پر پہلا عشرہ تھا اور ختم کو وفات شریف سے مناسبت ہے اور وفات کو عرس منتہی سمجھا جاتا ہے اور اُسکا وقوع منگل کے ختم پر آیا ہے اور بقول مشہور وہ دوسرا عشرہ تھا اور مہینہ دونوں واقعوں کا ربیع الاول تھا پس رسالہ کی ابتدا و انتہا کو آپکے ظہور جسمانی کی ابتدا و انتہا سے کیسی اتفاقی مناسبت واقع ہوئی ۱۲ منہ

وَاذَنْ لِسُحْبِ صَلٰوةٍ مِنْكَ دَائِمَةٍ
اور رحمت دائمہ کے ابرون کو اجازت فرمائیے جناب نبوی ....

عَلَى النَّبِيِّ بِمُنْهَلٍّ وَّمُنْسَجِمٍ
صلے اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ریزان وبرستے رہین

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ هُمُ
اور آل و اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھران لوگون پر

اَهْلُ التُّقٰى وَالنُّقٰى وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ
جو انسے ملے ہین جو سب صاحبان تقوی اور حلم اور کرم ہین

ثُمَّ الرِّضٰى عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعَنْ عُمَرَ
پھر رضاے حق ہو ابوبکرؓ سے اور عمرؓ سے

وَعَنْ عَلِيٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِي الْكَرَمِ[1]
اور علیؓ سے اور عثمانؓ ذی الکرم سے

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِيْحُ صَبًا
یہ ابر ہاے رحمت اسوقت تک برستے رہین جب تلک شاخہاے درخت بان کو باد شرقی یعنی پُروا ہلاتی رہے

وَاَطْرَبَ الْعِيْسَ حَادِي الْعِيْسِ بِالنَّغَمِ
اور جب تلک حدی خوان شتران سفید رنگ مائل سرخی کو بذریعہ اپنے نغمون کے خوش کرے یعنی ہمیشہ ۱۲ اعطر الوردہ

فَاغْفِرْ لِنَاشِدِهَا وَاغْفِرْ لِسَامِعِهَا
سو مغفرت فرمادیجیے اس قصیدہ کے کہنے والے کی اور سُننے والے کی

سَاَلْتُكَ الْخَيْرَ يَا ذَا الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ
مین آپ سے خیر کا سوال کرتا ہون اے صاحب جود اور کرم کے

[1] تقدیم نام علیؓ کی نام عثمانؓ پر بضرورت وزن شعر کے ہے ۱۲

تمت

نام کتاب مع قیمت

اسلام کامل تینون حصے
ایک ساتھ جسمین جناب
رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم کی سوانح عمری کو
نہایت دلچسپ اور عمدہ
اردو عبارت مین لکھا ہے
جسکے پڑھنے سے ایمان
تازہ ہوتا ہے رعایتی قیمت
صرف عمہ اور محصول
ذمہ خریدار۔
تذکرۃ الرشید حصہ اول ۴
حصہ دوم صرف عمہ
وصل الحبیب ۲۔ و ۲ ر
تبلیغ دین۔ ۱۰ ر
ایضاح الادلہ عمہ
مکاتیب رشیدیہ ۴۔
مکتوبات امدادیہ ۲
لطائف رشیدیہ ۱ ر
براہین قاطعہ ۱۲ ر
ارشاد مرشد عمدہ ۰ ر
غذائے روح ۳ ر
تحفۃ العشاق ۱ ر
گلزار معرفت ۲ ر
بہشتی زیور عمدہ خوشخط
سنہری ٹیٹل کافی حصہ ۳
بہشتی گوہر عمدہ سنہرے

نام کتاب مع قیمت

ٹیٹل کا خوشخط صحیح قیمت ۲
رفع الارتیاب۔ نسب کے
مسئلہ کا بیان یہ حصہ ۲
بہشتی زیور کا اضافہ ہے
زندگی اور موت کا شرعی
دستور العمل حصہ کا مغز ہے ۱
اصلاح النساء یعنی حصہ کا
پہلا اضافہ عمدہ خوشخط ۱ ر
بہترین جہیز عمدہ صرف ۱
افلاح النساء۔ اسمین عمدہ
اور مفید نظموں کا بیان ہے ۳
اصلاح الرجال یعنی بہشتی گوہر
کا پہلا اضافہ عمدہ خوشخط ۱
ازالۃ الرین یعنی بہشتی گوہر کا
دوسرا اضافہ صرف ۱
حقوق العلم۔ ۲ ر
فتاوی اشرفیہ عمدہ حصہ اول ۳
حصہ دوم صرف ۴ ر
مناجات مقبول عمدہ کاغذ
گلابی ٹیٹل طلائی مینا کار ۔
ایضاً کاغذ سفید ۔ ۶
مناجات مقبول کے عربی حصہ کا
اضافہ مع اردو ترجمہ کے ۱
کلید مثنوی بغیر ٹیٹل حصہ اول ۲
حصہ دوم ۔ عہ
بیان القرآن۔ اردو کی نہایت

نام کتاب مع قیمت

عمدہ تفسیر قابل دیدہ ہے جلد اول عہ
جلد دوم عہ
جلد سوم ۔ عہ
جلد چہارم ۔ عہ
جلد پنجم ۔ عہ
جلد ششم عہ
آمدنامہ کامل عمدہ مع
اضافہ ترجمہ و حواشی مفید
و ترکیب تعلیم مطبوعہ جدید
کاغذ سفید چکنا ۲۳ صفحون
مین قیمت صرف ۔ ۱
تسہیل المصادر یعنی نظم و نثر
مین بزبان اردو آمدنامہ
کی نہایت ہی عمدہ شرح ۲۔
گوہر لے بہا یعنی اردو مین شرح
کریما مع ترکیب کے صرف ۴۔
فوائد فارسی یعنی اردو مین
قواعد فارسی کی نہایت عمدہ
شرح ۔ صرف ۶
ہدیۂ انعامیہ یعنی اردو مین رسالہ
عبد الواسع کی عمدہ شرح عہ
معین القرآن یہ کتاب نہایت
فائدہ کی ہے اسکے پڑھ لینے

نام کتاب مع قیمت

سے نہایت قاعدہ کے موافق
قرآن مجید کا پڑھنا آجاتا ہے
بالفعل دو حصے تیار ہین حصہ اول ۱
حصہ دوم صرف ۲
مبارک خط جناب رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم کا منذر بن
ساوی عبدی بادشاہ و عامل
بحرین کے نام جو مسلمان ہوگئے تھے
بہت برکت کا خط ہے طلائی
مینا کاری کئی رنگون سے چھپا ہے ۲
نقشہ نعل مبارک کا طلائی مینا
کئی رنگون سے چھپا ہوا بہت
برکت کا نقشہ ہے نمبر اول ۲
نمبر دوم قیمت ۲۔
وعظ سلطانی اعلی کتاب عمدہ عہ
تذکیر آخرت سورۂ اذا زلزلت
کا نہایت عمدہ وعظ قیمت ۳ ر
مواعظ حسنہ سورۂ والعصر کا وعظ ۲
رذرہ کا بحیثیت وعظ عمدہ ۔ ۲
الجواب المتین قیمت رعایتی ۳
مولود ذکر الحبیب قیمت رعایتی ۶
جامع الشفاء اردو عجب عمدہ
کتاب ہے قیمت صرف ۶

عبد الغفور مالک کتبخانہ اشرفیہ
کان لیبر کوٹھی شیخ ولایت علی

کل فرمایش بنام حاجی غنی احمد تاجر کتب و مالک مطبع رزاقی آنا چاہیئن

وعظ سکھلانے والی کتاب

اس کتاب میں تمام انبیاء علیہم السلام کا حال پیدائش
وفات تک کا اور انبیاء سے متعلق سیکڑوں حالات عجیبہ اور
معجزات و قصص مرقوم ہیں و خلفاء راشدین اور حضرات مجتہدین کی
کرامتیں و حالات اور تمام قرآن مجید کے مضامین کی فہرست اور ۲۵۳
صحیح حدیثیں اور انکا ترجمہ اردو میں اور ۱۵۰ اصحاب رسول اللہ ﷺ
کا تاریخی حال اور رسالت و وعظ مستند قرآن و حدیث سے لکھے
ہیں اور تمام انبیاء سابقین پر خصوصیتیں اور فضیلتیں جو ہمارے
بادشاہ محمد رسول اللہ کو رب جلیل سے ملی ہیں وہ سب الطاف عظیم
اور جو تمام انبیاء سابقین پر خصوصیتیں اور حضرت کی امت مرحومہ کو
درگاہ خدا سے عطا ہوئیں وہ سب مرقوم ہیں اور عمدہ عمدہ حکایتیں
اور حالات مریدان اور اولیاء اللہ کے مجاہدات و غیرہ
وغیرہ درج ہیں ناظرین اسکو دیکھکر بہت حظ اٹھائینگے
اور واعظین کو وعظ میں مدد ملے گی
قیمت ایک روپیہ چار آنہ

اکسیر فی اثبات التقدیر
اسکے اندر مسئلہ تقدیر کو عقل و نقل سے ثابت کیا ہے ہر شخص
آسانی سے بخوبی سمجھ سکتا ہے
قیمت آٹھ آنہ ۸ر

فتاوی

مناجات مقبول

تیسیر المبتدی

شوق وطن
اسکے دیکھنے سے شوق آخرت پیدا ہوتا ہے

خدا سے لو لگانے والی کتاب
بہت عمدہ کتاب ہے

اعمال قرآنی
اسمیں عملیات و تعویذات مجرب ہیں

اصلی بہشتی زیور

مجمع الفنون

مخزن الحکمت
وغیرہ وغیرہ میں بہت عمدہ کتاب ہے